وَمَن يُطِعِ اللّٰهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيمًا

نماز

روزہ

طہارت

سعادت دارین

عیدین

جنازہ

جس میں

تمام ضروری مسائل اور متعدد اخلاق و آداب

نہایت موثر و دلچسپ پیرائے میں بیان کئے گئے ہیں

مصنفہ

حضرت علامہ محمد حسام الدین فاضل

راہ پبلیشرس کے زیر اہتمام شائع کتب

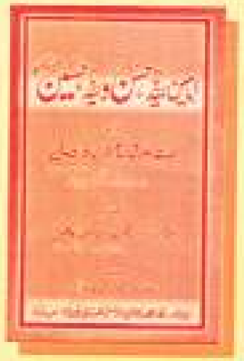

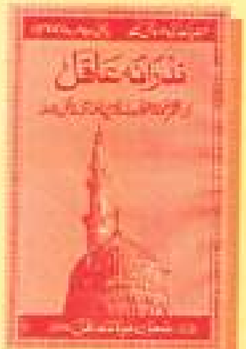

حضرت علامہ محمد حسام الدین صاحب فاضل کی زیر طبع کتب:

- دیوان فاضل (نعتیہ)
- خلفائے راشدین
- تذکرہ عائشہ صدیقہ
- تذکرہ خدیجۃ الکبریٰ
- جذبات فاضل (مادہ عیہ)
- غزلیات فاضل

Panjasha, Hyderabad-2. (A.P.) Ph. : 040-24565226

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَمَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا

جس نے خدا اور اس کے رسول کا حکم مانا تو اس نے بڑی کامیابی حاصل کی

جس میں

طہارت، نماز، روزے، عیدین، جنازہ

کے تمام ضروری مسائل اور متعدد اخلاق و آداب
نہایت موثر و دلچسپ پیرائے میں بیان کیے گئے ہیں

مصنفہ

حضرت علامہ محمد حسام الدین فاضلؒ

(ادیب و مولوی فاضل) حیدرآبادی
واعظ مشہور و سابق استاذ فقہ و تفسیر جامعہ عثمانیہ

زیر سرپرستی

امیر ملت اسلامیہ حضرت مولانا محمد حمید الدین حسامی عاقلؔ مدظلہٗ
بانی و مہتمم جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد

زیر نگرانی

ابن العاقل محمد حسام الدین ثانی عاقلؔ ایم۔اے

زیر اہتمام:

علامہ محمد حسام الدین فاضلؒ اکیڈمی، پنجہ شاہ، حیدرآباد۔۲

جملہ حقوق بحق پبلیشر محفوظ

نام کتاب : سعادت دارین

مؤلف : حضرت علامہ حسام الدین فاضلؒ

زیر سرپرستی : حضرت مولانا محمد حمید الدین حسامی عاقلؔ

زیر نگرانی : ابن العاقل محمد حسام الدین ثانی عاقلؔ (جعفر پاشاہ) سکریٹری اکیڈیمی

زیر اہتمام : حضرت علامہ حسام الدین فاضلؒ اکیڈیمی

سال اشاعت : ربیع الاول ۱۴۲۸ھ م اپریل ۲۰۰۶ء

تعداد اشاعت : ۱۰۰۰ (1000)

کمپیوٹر کمپوزنگ : ● حسامی کمپیوٹر سنٹر' پنجہ شاہ' نزد پٹرول پمپ' حیدرآباد۔ 2

فون: 24565226

● ممتاز کمپیوٹرس' 866-3-20' رحیم منزل' شاہ گنج'

حیدرآباد۔ 2 فون: 9848615340,24577739

طباعت : جینیس گرافکس' چھتہ بازار' حیدرآباد۔

قیمت : ۵۰/روپے -/Rs.50

پبلیشر : 'RAH' (راہ) پبلی شرز' حسامیہ منزل پنجہ شاہ' حیدرآباد۔

فون: 24565226

ملنے کے پتے:

- حسامی کمپیوٹرس' پنجہ شاہ' حیدرآباد ۔۲
- جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد' شیورام پلی' حیدرآباد۔۵۲
- صدیقی بک ڈسٹری بیوٹرس' پرانی حویلی' حیدرآباد۔۲
- قبلہ بک ڈپو' جہاں نما' حیدرآباد۔

فہرست مضامین سعادت دارین

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
سورۂ فاتحہ ترجمہ وخواص	1	نماز کا لباس	32
حضرت ابوبکر صدیقؓ کا مختصر حال	1	اکل حلال	34
سورۂ عصر معہ ترجمہ وشان نزول	2	کھانا کھانے کے آداب	35
سورۂ اخلاص معہ ترجمہ وشان نزول	3	پانی پینے کے آداب	39
طہارت کا بیان	4	سورۂ ماعون مع ترجمہ وشان نزول	40
نجاست کی قسمیں	5	سورۂ کوثر مع ترجمہ وشان نزول	41
پانی کے مسائل کا نقشہ	7	سورۂ کافرون معہ ترجمہ وشان نزول	42
بیت الخلاء کے آداب	8	والدین کی اطاعت	42
حیا	10	حضرت اسمٰعیل کی اطاعت	45
حضرت عثمان غنیؓ کا مختصر حال	10	دعائے قنوت معہ ترجمہ	47
فحش کلامی	11	حفاظت وقت	47
مذہب اسلام کی خصوصیت	13	حضرت علی مرتضیٰؓ کا مختصر حال	48
احکام شرع کا نقشہ	14	اذان کا بیان	50
صحابہ کرامؓ کی پابندی سنت	15	اوقات نماز کا نقشہ	52
وضو کا بیان وفوائد	16	جملہ رکعات نماز کا نقشہ	53
ضروریات وضو کا نقشہ	19	اقامت کا بیان	54
صدق وراستی	20	ضروریات نماز کا نقشہ	56
غوث اعظمؒ کی صداقت	21	مسائل نماز کی ضروری شرح	58
نماز کے فوائد	23	تفسیر سورۂ فیل	60
بزرگان دین کی نماز	25	سورۂ قریش	62
نماز پڑھنے کا طریقہ	27	آداب اسلام	63
التحیات کا بیان	29	جماعت کا بیان	64

مضمون	صفحہ	مضمون	صفحہ
سجدۂ تلاوت	66	ضروریات تیمم کا نقشہ	97
اُستاد کا ادب	67	تیمم سے متعلق ضروری باتیں	98
دعا کا بیان	68	بیمار کی نماز	99
مسافر کی نماز	70	فضائل درود شریف	101
گفتگو کے آداب	72	سجدۂ سہو کا بیان	102
کنوئیں کے احکام کا نقشہ	74	جمعہ کا بیان	104
تمباکو سے احتراز و تمباکو نوشی کی سزا	76	عیدین کا بیان	107
تمباکو میں زہر ہے	77	نوافل (نماز چاشت، تہجد وغیرہ)	108a
سورۂ فلق مع ترجمہ و شانِ نزول	79	سورۂ نصر معہ ترجمہ و شانِ نزول	109
سورۂ ناس معہ ترجمہ و خواص	80	جنازہ کا بیان	109
آداب حرکت و سکون	81	میت کے احکام	110
سونے کے آداب	82	غسلِ میت	111
آیۃ الکرسی معہ ترجمہ	83	تکفینِ میت	114
غسل کا بیان	84	نماز جنازہ	118
ضروریات غسل کا نقشہ	86	جنازہ لے چلنے کا طریقہ	120
سادہ زندگی	88	دفن کے متعلق احکام	121
حضرت عمر فاروق کا مختصر حال	88	سورۂ لہب مع ترجمہ و شانِ نزول	'122
فرضوں میں ملنا	90	نماز تراویح	123
قضا نماز کا پڑھنا، نماز میں حدث	92	روزے کا بیان اور اسکے فوائد	125
قرآن مجید	92	ضروریات روزہ کا نقشہ	127
دوزخ و جنت کا بیان	93	روزے کے متعلق چند ضروری باتیں	128
آدابِ تلاوت و فضائل تلاوت	94		
تیمم کا بیان	95		

دیباچہ طبع اوّل

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم

دینیات کی اہمیت اخلاقیات کی ضرورت مسلمہ ہے۔ درحقیقت فقہی مسائل جانے بغیر دینی عزت حاصل ہو سکتی ہے نہ دنیوی سعادت، اسی طرح جب تک اخلاق حسنہ حاصل نہ ہوں دنیا کی نیک نامی میسر ہو سکتی ہے نہ آخرت کی سرخروئی۔ افسوس ہے کہ آج کل مسائل دینیہ سے بے اعتنائی عام ہوتی جارہی ہے جس سے اخلاق حسنہ پر بھی بُرا اثر پڑتا جارہا ہے۔

ایک عرصے سے خیال تھا کہ دینیات میں ایسی کتاب تصنیف کی جائے جو فقہی مسائل اور اخلاقی مضامین کی جامع ہو، جس کا طرز بیان اس خوبی کا ہو کہ پڑھنے والوں کو دینیات سے خاص دلچسپی اور دلی رغبت پیدا ہو اور جیسے جیسے دینیات کے مسائل پر عبور ہوتا جائے، اخلاق و عادات کی بھی اصلاح ہوتی رہے۔ فرصت کی قلت، مشاغل کی کثرت سے مجبوری تھی لیکن غیبی تائید شامل حال ہوئی اور بعض بہی خواہانِ قوم نے اس کارِ خیر کی تکمیل پر بے حد اصرار کیا، انکار کی گنجائش نہ رہی اور خدا کا نام لے کر لکھنا شروع کیا اور اس لئے کہ یہ کتاب اپنے مضامین و مسائل کے لحاظ سے دین و دنیا کی بھلائی کا ذریعہ ہے، اس کا نام **سعادتِ دارین** رکھا۔ اس کتاب میں:

(۱) طہارت، نماز، روزے کے تقریباً تمام ضروری اور کارآمد مسائل اور ان کے دینی و دنیوی فوائد و فضائل، دلچسپ پیرائے میں بیان کئے گئے ہیں (۲) نقشوں کے ذریعہ تمام مسائل اس طرح واضح کر دیے گئے ہیں کہ یاد ہونے میں کچھ وقت نہ ہو (۳) متعدد سورتیں مع ترجمہ و شانِ نزول اور اکثر ادعیہ وغیرہ معہ ترجمہ لکھ دی گئی ہیں کہ سمجھنے اور یاد کرنے میں سہولت ہو (۴) اخلاقی مضامین اور مختلف آداب بھی خاص طور پر قلم بند کئے گئے ہیں اور اس بات کی پوری کوشش کی گئی ہے کہ اس کتاب کا پڑھنے والا مسائل دینیہ کا عالم اور اخلاق حسنہ سے مزین ہو سکے (۵) تقریباً تمام اخلاقی و فقہی مسائل سے متعلق آیات و احادیث کے ترجمے اور بزرگانِ دین کے حالات و اقوال

حسب موقع درج کر دیے گئے ہیں' تا مسائل کے دلچسپ و پُر تاثیر ہونے کے علاوہ متعدد آیات و احادیث اور پیشوایانِ قوام کے اقوال و اعمال سے ایک حد تک واقفیت ہو سکے (۶) مسائل کے بیان کرنے میں اُس ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا گیا ہے' جو فقہ کی تمام کتابوں میں پائی جاتی ہے' جن سے چند فائدے پیش نظر ہیں (۱) ناظرین کی دلچسپی برقرار رہے (۲) مضامین دینیات خشک نہ معلوم ہوں (۳) اگر یہ کتاب زیر تعلیم رہے تو ہر طالب علم بلحاظ عمر اس کے مضامین و مسائل سے حسب استعداد و ضرورت مستفید ہوتا رہے' (۷) اس کتاب کے تمام مسائل معتبر کتب فقہ (حنفی) سے اخذ کئے گئے ہیں اور مضامین اخلاق و آداب وغیرہ کے مرتب کرنے میں مستند تفاسیر و احادیث صحیحہ اور کتب اخلاق سے مدد لی گئی ہے۔

آخر میں خدا تعالیٰ سے دعا ہے کہ اس بے بضاعت فقیر سراپا تقصیر کی محنت شاقہ ٹھکانے لگے اور کتاب سعادت دارین مصنف اور تمام مسلمانوں کے لئے واقعی دارین کی سعادت ہو کر رہے اور اس کو وہ مقبولیت عامہ حاصل ہو کہ بچے' جوان' مرد' عورت سب کے ہاتھوں میں' دلوں میں' سعادت دارین جاگزیں رہے۔ آمین یارب العالمین۔ فقیر حقیر محمد حسام الدین فاضل

مختصر دیباچہ طبع سوم

الحمد للہ کہ کتاب سعادت دارین مقبول خاص و عام ہوئی اور دو دفعہ طبع ہو کر ہاتھوں ہاتھ نکل گئی اور اب اس کی تیسری طباعت عمل میں آ رہی ہے' بورڈ آف ایگزامنرس ان تھیولوجی (مدراس) کے معزز اراکین شکریہ کے قابل ہیں کہ اس کتاب کو شریک نصاب کر کے علمی قدر دانی فرمائی اور طلبہ کو استفادہ کا موقع دیا۔ اس اشاعت میں مزید مضامین کا اضافہ کیا گیا ہے' چنانچہ میت سے متعلق تمام مسائل (غسل و تکفین اور نماز جنازہ و تدفین وغیرہ) مفصل درج کر دیے گئے ہیں' جن کی عام مسلمانوں کو بیحد ضرورت ہے۔ یہ کتاب اپنی خوبیوں کے لحاظ سے پہلے شائع شدہ کتاب سے بڑھ گئی ہے۔ خدا کرے کہ عام مقبولیت بھی روز افزوں ہو۔

خاکسار محمد حسام الدین فاضل

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ؕ

میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں دھتکارے ہوئے شیطان سے

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ؕ

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے۔

سورۃ فاتحہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۙ

ہر طرح کی تعریف خدا ہی کو (سزاوار) ہے (جو) تمام جہانوں کا پالنے والا ہے۔ جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا ہے

مٰلِکِ یَوْمِ الدِّیْنِ ؕ اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ؕ

جو مالک ہے روز جزا (قیامت) کا۔ (اے خدا) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں

اِھْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِیْمَ ۙ صِرَاطَ الَّذِیْنَ اَنْعَمْتَ عَلَیْھِمْ ۙ

ہمیں سیدھی راہ پر چلا ان لوگوں کی راہ جن پر تو نے (اپنا) فضل کیا

غَیْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَیْھِمْ وَلَا الضَّآلِّیْنَ ؕ (آمین)

نہ ان کی راہ جن پر تیرا غضب نازل ہوا۔ اور نہ گمراہوں کی (ایسا ہی ہو)

خواص سورۂ فاتحہ۔ جو شخص ایک مرتبہ اس سورت کو پڑھتا ہے اُسے ختم قرآن کا ثواب حاصل ہوتا ہے۔ اس کو پڑھ کر مریض پر دم کرنا یا لکھ کر گلے میں ڈالنا باعث شفا ہے۔ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص گھر میں داخل ہوتے ہی سورۂ فاتحہ اور قل ہو اللہ پڑھے گا کبھی محتاج نہ ہوگا۔

حضرت صدیقِ اکبرؓ

آپ کا نام مبارک عبداللہ بن ابی قحافہ ہے۔ کنیت ابوبکر۔ مردوں میں سب سے پہلے ایمان لائے۔ آپ نے اسلام اور حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت و خدمت میں اپنی جان اپنے

مال اپنی عزت کی بھی پروانہ کی۔ اسلام کے پھیلانے اور دین الٰہی کی ترقی کے لئے روپیہ خرچ کرنے مخالفوں کے مقابلے میں سینہ سپر ہوکر تکالیف کے برداشت کرنے میں آپ نے سب سے بڑھ کر حصہ لیا۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ہمارے ساتھ جس نے بھی احسان کیا ہم نے اُس کا بدلہ ادا کردیا مگر ابوبکر کے احسان کی ہم سے تلافی نہیں ہوسکی غرض آپ کے فضائل بیان سے باہر ہیں۔ حضرت پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیماری کے زمانے میں آپ ہی کو تمام صحابہؓ کا امام بنایا سرکار عالم کی وفات شریف کے بعد تمام صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے اتفاق سے آپ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانشین اور مسلمانوں کے امیر مقرر ہوئے۔ اسی لئے آپکو خلیفہ اوّل کہا جاتا ہے۔

زمانۂ خلافت میں آپ نے اسلام کی بڑی بڑی خدمات انجام دیں اور ترسٹھ سال کی عمر شریف میں انتقال فرمایا۔ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بازو میں دفن ہوئے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحابؓ میں آپ کا مرتبہ سب سے افضل ہے۔

سورۂ عصر

شانِ نزول۔ ایک کافر جو حضرت امیر المومنین ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایامِ جاہلیت میں بڑا دوست تھا۔ آپ کے اسلام لانے کے بعد ایک روز آپ سے کہنے لگا کہ اے ابوبکر تم ہمیشہ اپنی عقلمندی اور تجارتوں سے فائدہ اُٹھاتے رہے اب تم کو کیا ہوگیا کہ ایسے خسارے میں پڑ گئے کہ آباواجداد کے دین کو چھوڑ دیا اور بتوں کی عبادت اور اُن کی شفاعت سے نااُمید ہوئے۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے اس نادان کے جواب میں فرمایا کہ جو شخص راہ راست اور نیک کام اختیار کرتا ہے وہ خسارے میں نہیں پڑتا۔ حق تعالیٰ نے اس گفتگو کے بیان اور صدیق اکبرؓ کی بات کی خوبی میں یہ سورت نازل فرمائی۔

اِس سورت میں اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں پر خسارہ اور نقصان میں ہونے کا ارشاد فرمایا ہے۔ سوا اُن کے جو چار باتیں اختیار کریں (۱) ایمان لانا نصیحت کرنا۔ (۲) نیک عمل

کرنا (۳و۴) آپس میں ایک دوسرے کو دین حق اور صبر کی نصیحت کرنا۔ پس معلوم ہوا کہ نجات اُس وقت ملے گی جب یہ چاروں باتیں آدمی میں پائی جائیں۔

ایک بزرگ نے فرمایا کہ میں نے اس سورت کے معنی ایک برف بیچنے والے سے سمجھے۔ وہ کہتا تھا رحم کرو اُس شخص پر جس کی پونجی گلتی جاتی ہے یعنی انسان کی عمر ایک نہایت نفیس پونجی ہے کہ دینی اور دنیوی کمالات اُس کے سبب سے حاصل ہوتے ہیں۔ لیکن اس میں بڑا عیب یہ ہے کہ برف کے مانند خود بخود کم ہوتی چلی جاتی ہے۔ پس اگر انسان نے اپنی عمر نیک اعمال میں صرف کی تو بڑا فائدہ اُٹھایا اُس کے برعکس اگر بُرے اعمال اور غفلت میں گنوائی تو بڑے گھاٹے میں رہا۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ؕ

وَالْعَصْرِ ۙ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۙ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا

عصر کے وقت کی قسم۔ بے شک انسان بڑے خسارے میں ہے۔ مگر وہ جو ایمان لائے اور اُنہوں نے نیک عمل

وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ ۚ

(بھی) کیئے اور ایک دوسرے کو نیکی کی نصیحت کرتے رہے۔ اور ایک دوسرے کو (مصیبت میں) صبر کرنیکی ہدایت کرتے رہے (وہ البتہ گھاٹے میں نہیں ہیں)

خواص سورۂ عصر۔ جو شخص ہر روز اس سورت کو پڑھے گا اُس کا ایمان سلامت رہے گا۔ اور اگر جمعہ کے دن ایک سو ایک مرتبہ پڑھے تو تمام مقاصد پورے ہوں۔ اگر بخار والے پر پڑھکر دم کرے تو شفا ہوگی۔

سورۂ اخلاص

شانِ نزول۔ مشرکین مکہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دن کہا کہ تم ہمارے خداؤں کو بُرا کہتے ہو اور ان کی عاجزی و ناتوانی بیان کرتے ہو۔ اچھا جس اللہ کی عبادت کرنے کو تم ہم سے کہتے ہو اُس کی صفت بیان کرو وہ خدا کس چیز سے پیدا ہوا ہے اور اُس سے کیا چیز پیدا ہوئی وہ کیا کھاتا اور کیا پیتا ہے اس کا مشیر و مددگار کون ہے۔ ان کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۚ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۚ لَمْ يَلِدْ ۙ

(اے پیغمبر) آپ کہہ دیجئے کہ وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس سے کوئی پیدا ہوا۔

وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۚ

اور نہ وہ کسی سے پیدا ہوا، اور نہ کوئی اس کے برابر کا ہے۔

خواص سورۂ اخلاص ۔حدیث شریف میں ہے جو شخص تین بار سورۂ اخلاص پڑھے گا تو اس کو ختم قرآن کا ثواب ملے گا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص قبرستان میں اس کو گیارہ بار پڑھ کر مُردوں کو اس کا ثواب بخشے گا تو اللہ تعالیٰ مردوں کی گنتی کے موافق اس کو اجر عطا کرے گا۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ سورۂ اخلاص کا پڑھنے والا اپنی دینی و دنیوی مُرادوں کو پہنچے گا اگر بیمار کو لکھ کر اور دھو کر پلائیں تو اُسے صحت حاصل ہو۔

طہارت کا بیان

صفائی و پاکیزگی بہترین چیز ہے قرآن مجید میں پاک اور ستھرے لوگوں کی خوبی یوں بیان ہوئی ہے:

"بیشک اللہ تعالیٰ توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔"

حدیث شریف میں ہے" آدمی کا پاک صاف رہنا آدھا ایمان ہے۔ "صحت وتندرستی کے لحاظ سے بھی صفائی نہایت مفید چیز ہے۔ ہر شخص کو چاہئے کہ اپنا لباس اپنا جسم پاک رکھے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کریم ﷺ کو فرماتا ہے" اے پیغمبر اپنے کپڑوں کو خوب اچھی طرح پاک صاف رکھو اور نجاست سے الگ رہو۔"

یہ بھی یاد رہے کہ آدمی مجموعہ ہے جسم اور روح کا اس لئے طہارت بھی دو طرح کی ہوگی (۱) جسمانی (۲) روحانی ۔ بدن کا گندگی اور میل کچیل سے پاک رکھنا جسمانی طہارت ہے۔ روحانی طہارت یہ ہے کہ آدمی کا دل بیہودہ خیالات اور بُرے اخلاق مثلاً حسد۔ غرور۔ حرص۔ وغیرہ

کی کدورت سے پاک ہو اور جس طرح جسم اور کپڑوں کا ہر قسم کی پلیدیوں سے پاک رکھنا ضروری ہے اسی طرح ہاتھ پاؤں اور تمام بدن کے ظاہری اعضاء کو غیبت 'جھوٹ' چوری وغیرہ سے بچانا لازم ہے۔

شکل وصورت کے اعتبار سے انسان تمام جاندار مخلوقات میں بڑا خوبصورت اور شاندار مخلوق ہے مگر پاکیزگی اور صفائی کے لحاظ سے دیکھا جاتا ہے تو وہ صرف ایک خوشنما لفافہ ہے جس میں رسوائی وگندگی بھری ہوئی ہے صاف ستھری ہوا سانس کے ساتھ اُس کے پیٹ میں جاتی ہے اور جب باہر آتی ہے تو اس میں ایک طرح کی سمیت ہوتی ہے۔ آدمی عمدہ سے عمدہ غذا کھاتا ہے اور وہ بول و براز بنکر جسم سے خارج ہوتی ہے۔

حکایت۔ حضرت ابو سعید قدس سرّہٗ کو کسی ضرورت سے شہر کی ایک تنگ گلی میں سے گذرنے کا اتفاق ہوا خادموں اور مُریدوں کی جماعت ساتھ تھی گلی میں ایک غلیظ مقام پر آپ کھڑے ہوگئے اور دیر تک سُوچا کئے اور ساتھیوں سے فرمایا کہ یہ غلاظت زبانِ حال سے کہہ رہی ہے کہ میں تو اصل میں ایک لطیف چیز تھی آدمی نے ایک وقتِ خاص تک مجھے پیٹ میں رکھا اور میرا یہ حال کر دیا پھر اس بزرگ نے فرمایا کہ جو برا اثر معدہ غذا پر کرتا ہے اس سے بڑھ کر گنہگار دل' آدمی کے افعال پر کرتا ہے۔

پس ہم کو چاہئے کہ اپنے دل کو بُرے اخلاق سے محفوظ رکھیں اور جسم ولباس کو نہایت صاف ستھرا رکھا کریں' باطنی نجاستوں یعنی بُری خصلتوں کے متعلق تو ہم حسب موقع آگے بیان کرینگے۔ یہاں ظاہری نجاستوں کا حال مختصراً لکھتے ہیں۔

نجاست کی قسمیں

نجاست کی دو قسمیں ہیں ۔(۱) نجاستِ حقیقی جو نظر آئے یعنی پلید اور ناپاک چیزیں جیسے بول وبراز (پیشاب اور غلاظت) خون وغیرہ۔

(۲) نجاست حکمی جو نظر نہ آئے بلکہ شرع میں اُس کو نجاست قرار دیا گیا ہو۔ جیسے بے وضو ہونے کی حالت کہ بظاہر کوئی ناپاکی بدن سے لگی ہوئی معلوم نہیں ہوتی مگر بغیر وضو کے نماز پڑھنا یا قرآن مجید کو چھونا درست نہیں اسی کو حدث بھی کہتے ہیں۔

جس طرح بظاہر پاک صاف رہنے والوں کو کسی غلاظت کا جسم پر لگا رہنا ناگوار معلوم ہوتا ہے اور محسوس پلیدی کو جسم سے فوراً دھو ڈالتے ہیں اسی طرح نیک لوگوں اور بزرگوں کو یہ پسند نہیں آتا کہ وہ تھوڑی دیر بھی نجاست حکمی سے نجس رہیں یعنی وہ ہمیشہ باوضو رہا کرتے ہیں۔

حکایت۔ حضرت معروف کرخی رحمتہ اللہ علیہ نے ایک دن کسی نہر کے کنارے چند قدم کے فاصلے پر رفع حاجت فرمائی اور فارغ ہوتے ہی وہیں پاک مٹی پر تیمم فرمایا ساتھیوں نے عرض کیا حضرت! نہر کے کنارے تیمم کیسا۔ تیمم تو اُس وقت کیا جاتا ہے جب کہ پانی ایک میل دُور ہو۔ معروف کرخی نے ارشاد فرمایا کہ اس قریب ترین پانی کے پاس پہنچنے تک بھی مجھے بے وضو رہنا پسند نہیں اس لئے مجبوراً تیمم ہی کرلیا۔

اکثر اشخاص خصوصاً لڑکے ظاہری نجاست سے بھی پاک نہیں رہتے پیشاب وغیرہ سے اپنے جسم اور کپڑوں کی حفاظت نہیں کرتے جو معیوب طریقہ اور مضر صحت ہے نماز کی برکتوں میں سے یہ بھی ہے کہ نمازی لوگ ہر طرح کی نجاستوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

اگر جسم یا کپڑا یا نماز کی جگہ پلید ہوجائے تو اُسے پاک کرلینا چاہئے بدن یا کپڑا اگر ایسی چیز سے ناپاک ہو جو دکھائی نہیں دیتی اسے پہلے دھولیں پھر اچھی طرح نچوڑ لیں اور یہ عمل تین دفعہ کریں اگر وہ چیز نچوڑی نہ جاسکے تو تین مرتبہ دھو کر ہر بار اُس کو خشک کرلیا جائے۔ یعنی اس قدر نچوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہوجائے۔

پانی کے مسائل

وہ پانی جن سے وضو غسل اور ناپاک شئے کو پاک کرنا درست ہے	وہ پانی جن سے وضو اور غسل جائز نہیں	کیفیت
۱	۲	۳
(۱) مینہ کا پانی (بارش کا پانی) (۲) دریا، نہر، تالاب یا چشمے کنویں کا پانی (۳) پگھلی ہوئی برف یا شبنم کا پانی (۴) وہ پاک پانی جو رکھے رکھے بدبودار ہوگیا ہو یا کسی پاک چیز (مٹی، چونا، زعفران) کے ملنے سے اس کی بُو یا مزہ یا رنگ بدل گیا ہو۔ (۵) بہتا (جاری) پانی جو گھاس اور تنکے کو بہالے جاسکے۔ (۶) ایسا کھڑا پانی جس کا رقبہ سو مربع گز¹ ہو اور وہ اتنا گہرا ہو کہ چلو لینے سے زمین کھل نہ جائے اور پانی غلیظ نہ ہوجائے۔ اسی کو شرع میں دہ دردہ کہتے ہیں	(۱) کسی درخت یا میوے کا نچوڑ جیسے ناریل کا پانی۔ (۲) وہ پانی جس پر کوئی دوسری چیز اسطرح غالب ہو کہ پانی کی طبیعت بدل جائے یعنی پتلا پن پانی کا نام باقی نہ رہے جیسے شوربا۔ یا شربت یا ستو ملا ہوا پانی۔ (۳) وہ دردہ سے کم کھڑا پانی جسمیں کوئی ناپاک شئے پڑ جائے خواہ وہ نجاست تھوڑی ہی کیوں نہ ہو مثلاً قطرۂ شراب یا پیشاب۔ (۴) ایسا بہتا یا کھڑا وہ دردہ پانی جسمیں نجاست کا اثر غالب ہو یا اس کا رنگ یا مزہ یا بُو بدل جائے۔ (۵) مستعمل پانی یعنی جس سے وضو کیا ہو یا کسی چیز کو پاک کیا گیا ہو (۶) حرام جانور کا جھوٹا پانی	۱۔ جتنے یا دہ دردہ پانی میں کوئی مردار یا نجاست نظر آئے تو اس جگہ کو چھوڑ کر اور جگہ پر سے وضو کرلیں۔

¹ شرعی گز سات مٹھی کا ہوتا ہے۔

بیت الخلاء کے آداب

پاخانہ جاتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ۝

خداوندا میں جملہ نجاستوں اور پلید ارواحوں سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔

اس دُعا کے پڑھنے سے آدمی جنوں اور شیاطین کے شر سے محفوظ رہتا ہے اور جب پاخانے سے نکلے تو۔ غُفْرَانَکَ (اے خدا ہم تجھ سے بخشش مانگتے ہیں) کہے۔ پیشاب یا رفع حاجت کے وقت قبلے کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا منع ہے۔ کیونکہ اس میں قبلے کی بے ادبی ہے۔

حکایت۔ ایک صاحب ولایت و پرہیزگاری میں مشہور تھے حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ جو بڑے کامل ولی گزرے ہیں اُن کی ملاقات کے لئے تشریف لے گئے دیکھا تو وہ صاحب اپنے گھر سے نکلے اور مسجد میں داخل ہوئے اور اسی اثناء میں انہوں نے اپنا لعاب دہن قبلہ رُخ پھینکا۔ حضرت بایزید نے یہ جو دیکھا فوراً واپس ہو گئے اور اُن پر سلام تک نہ کیا اور کہا جب اس شخص میں قبلے کا ادب نہیں تو ولایت و بزرگی کیا ہوگی۔

یہ بھی یاد رہے کہ پانی میں یا پھلے پھولے درخت کے نیچے اسی طرح اس درخت کے نیچے جس کے سائے میں لوگ بیٹھتے ہوں پیشاب کرنا منع ہے کیونکہ لوگوں کو تکلیف پہنچے گی اور وہ ایسے شخص کو برائی سے یاد کریں گے۔ اسی طرح حمام میں اور سخت زمین پر پیشاب نہ کرنا چاہئے کیونکہ چھینٹیں اُڑیں گی تو بدن اور کپڑے ناپاک ہوں گے بِل اور سوراخ میں بھی پیشاب نہ کریں کیونکہ ممکن ہے کہ اس میں کوئی موذی جانور ہو اور اُس سے تکلیف پہنچے۔ قبرستان میں بھی پیشاب پاخانہ کرنا منع ہے۔ بغیر کسی شدید ضرورت کے کھڑے کھڑے پیشاب کرنے کی بھی ممانعت ہے۔

پاخانے میں اپنے ساتھ کوئی ایسی چیز نہ لیجائے جس پر خدائے تعالیٰ یا رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ہو۔ یا اور کوئی متبرک تحریر ہو کیونکہ اس میں بے ادبی ہے یہاں تک کہ مُہر کی انگوٹھی اور روپیہ کہ اس پر حروف ہوتے ہیں ساتھ نہ رکھے۔

بعض بدکردار لڑکے دیواروں پر خصوصاً مدارس کے پاخانوں کی دیواروں پر دنیا بھر کی پاجی باتیں لکھ دیا کرتے ہیں اُس سے نہ صرف حروف والفاظ کی بے ادبی ہوتی ہے بلکہ یہ بے انتہا کمینہ خصلت ہے جس سے پرہیز نہایت ضروری ہے۔

پاخانے یا پیشاب کو ننگے سر نہ جائے۔ بیت الخلاء میں داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں رکھے اور نکلتے وقت پہلے سیدھا پاؤں باہر رکھے برخلاف اس کے کسی متبرک مقام میں داخل ہوتے وقت پہلے دایاں پاؤں رکھے اور نکلتے وقت بایاں پاؤں نکالے۔ غرض ہر اچھے اور آرام دہ کام کی ابتدا سیدھی جانب سے ہونی چاہئے۔ مثلاً جوتا پہنتے وقت اول سیدھے پاؤں میں پہننا چاہئے اور نکالتے وقت بائیں پاؤں سے نکالے۔

حکایت۔ ایک بزرگ نے ایک مرتبہ موزہ بھولے سے اول بائیں پاؤں میں پہن لیا اور اس کے کفارے میں جب تک ایک گون (تھیلہ) گیہوں خیرات نہ کر لئے اس وقت تک چین سے نہ بیٹھے۔

پیشاب پاخانے کے وقت بات چیت نہ کرے بلا ضرورت اپنی شرمگاہ کو یا پاخانے پیشاب کو نہ دیکھے نہ تھوکے نہ ناک صاف کرے نہ بدن سے عبث فعل کرے نہ بہت دیر تک بیٹھے بلکہ چپ چاپ شرم وحیا کے ساتھ جلد اور اچھی طرح فارغ ہونے کی کوشش میں لگا رہے۔ فارغ ہونے کے ساتھ ہی بقدر ضرورت (طاق عدد) ڈھیلوں کا استعمال کرے پھر کھڑا ہو جائے۔ اور ڈھیلے سے پیشاب کا استنجا کرے اتنی دیر تک کہ پھر کوئی قطرہ آنے کا شبہ نہ رہے اور پورا اطمینان ہو جائے اس کے بعد دوسری جگہ ہٹ کر پانی سے اس قدر دھولے کہ طہارت کا یقین ہو جائے۔ طہارت کے بعد جسم کو بار بار ہاتھ سے پونچھ لے کر لباس مستعمل پانی کے لگنے سے محفوظ رہے۔

گوبر، کوئلہ، ہڈی، پختہ اینٹ، چونا، گچ، کاغذ سے استنجا کرنا منع ہے۔

ایک بات لوگوں میں یہ بھی دیکھی جاتی ہے کہ پیشاب کے بعد ڈھیلے سے پیشاب خشک کرتے وقت گھر کے صحن یا مسجد کے احاطے میں ٹہلتے بلکہ بازاروں میں چکر لگاتے پھرتے ہیں یہ نہایت بے شرمی ہے اس سے ضرور بچنا چاہئے۔

حیا

شرم وحیا انسان کے لئے ضروری چیز ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "حیا ایمان کی شاخ ہے" کہ اس کے سبب سے آدمی بُرے کاموں سے بچتا ہے۔ یہ بھی فرمایا ہے کہ ہر ایک دین کے لئے ایک صفت ہوا کرتی ہے (جو اس میں عمدہ اور غالب ہوتی ہے) اسلام کی صفت (جو دین اسلام میں عمدہ اور غالب ہے) 'حیا' ہے۔"

نبی صلی اللہ علیہ وسلم اس کنواری لڑکی سے بھی زیادہ شرم والے تھے جو پردے میں بیٹھی رہتی ہے۔ جب آپ کسی ایسی چیز کو دیکھتے جو آپ کو ناپسند ہوتی (تو اگرچہ آپ شرم کی وجہ سے ناگواری کا اظہار نہ کرتے مگر) لوگ اُسے آپ کے چہرۂ مبارک سے پہچان لیتے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ جب قضائے حاجت کو تشریف لیجاتے تو باوجود تنہائی کے کثرت حیا کے باعث چادر سے پردہ کرلیا کرتے۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ

آپ حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے خاص صحابی ہیں۔ جب اسلام لائے ہیں اُس وقت صرف تین حضرات داخل اسلام ہوئے تھے۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی دو صاحبزادیاں حضرت بی بی رُقیہ اور اُم کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہما یکے بعد دیگرے آپ کے نکاح میں آئی تھیں اس لئے آپ کا لقب ذوالنورین ہوا۔ دنیا میں کسی پیغمبر کی دو بیٹیوں کو نکاح میں رکھنے کا شرف سوا حضرت عثمانؓ کے اور کسی کو میسر نہیں ہوا۔ حضرت عثمان بہت حلیم و کریم اور خلیق تھے۔ آپ دن کو روزے رکھا کرتے اور رات کا اکثر حصہ عبادت میں گزارتے اور اکثر ایک رکعت میں قرآن ختم کرتے۔ آپ بڑے سخی تھے۔ کبھی لشکرِ اسلام کی تیاری کے لئے سینکڑوں اُونٹ اور بہت سے گھوڑے اور ہزاروں اشرفیاں دیدیں، کبھی مسجد نبوی کے بنانے اور دوسرے نیک کاموں کے لئے ہزارہا روپیہ خرچ کیا۔ خلیفۂ دوم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ مسلمانوں کے امیر مقرر ہوئے۔ اور بارہ برس تک خلافت کا کام نہایت کامل طور پر انجام دیا۔ آپ

کی خلافت میں کابل۔ ایشیائے کوچک۔ افریقہ اور اسپین وغیرہ فتح ہوئے۔ پھر خلافت کے بارہویں برس جب آپ کی عمر (۸۸) برس کی ہوگئی تھی تو اس ضعیفی کے عالم میں چند باغی مسلمانوں نے کئی روز تک آپ کے گھر میں بھوکا پیاسا بند رکھ کر تلاوتِ قرآن کی حالت میں آپ کو شہید کیا۔ شہادت کے قبل آپ کے احباب اور سیکڑوں غلاموں نے چاہا کہ باغیوں سے مقابلہ کریں مگر آپ نے بوجہ اپنی رحم دلی کے اجازت نہ دی اور اس کو پسند نہ فرمایا کہ مسلمانوں کی خونریزی ہو۔ آپ ان بزرگوں میں سے ہیں جن کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یقینا جنتی ہونے کی خوشخبری دی ہے۔

یوں تو آپ میں ہزاروں خوبیاں تھیں مگر 'حیا' کی صفت سب پر غالب تھی۔ یہاں تک اگر آپ گھر کے اندر ہوتے اور دروازے بھی بند رہتے تو بھی غسل کے وقت بدن پر پانی بہانے کو کپڑے نہیں اُتارتے تھے بلکہ کپڑوں سمیت غسل فرماتے آپ کے جسم مبارک کو کبھی کسی نے برہنہ نہیں دیکھا آپ ہمیشہ نیچی نظر رکھتے۔

اِن مقدس بزرگوں کی 'شرم وحیا' سے ہمیں چاہئے کہ سبق لیں اور اس بات کی پوری کوشش کریں کہ ہم سے بے حیائی کی کوئی حرکت سرزد ہونے نہ پائے۔ ہمارے لباس کی مقدار اور وضع' حیا اور ادب کے برخلاف نہ ہو۔ بدن کے وہ حصے ضرور پوشیدہ رہیں جن کا پوشیدہ رکھنا واجب ہے۔ یہ سخت بے حیائی ہے کہ ہم صرف لنگوٹ باندھے ہوئے مجمع کے روبرو باؤلیوں میں تیرتے رہیں یا ایسا لباس اختیار کریں جس سے ہمارا گھٹنا یا ران کا کچھ حصہ نظر آتا ہو۔

یہ بھی بڑی بے شرمی ہے کہ شارع عام پر یا لوگوں کی آمدورفت کے مقام پر پیشاب کرنے میں مصروف ہوجائیں۔

فحش کلامی

حدیث شریف میں ہے کہ مسلمان کو گالی دینا بدکار کا کام ہے۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "خدا کی لعنت ہے اُس شخص پر جو اپنے ماں باپ کو گالی دے" [illegible]

یارسول اللہ وہ کون ہوگا جو اپنے ماں باپ کو گالی دے گا۔ فرمایا "وہ شخص ہے جو اوروں کے ماں باپ کو گالیاں دیگئے" یعنی جب ہم دوسرے کے والدین کو بُرا بھلا کہیں گے۔ گالیاں دیگئے تو ضرور وہ بھی ہمارے ماں باپ کی شان میں بے ادبی کرے گا۔ گویا اپنے والدین کی بے حرمتی کے ہم باعث ہوئے۔ اور گالی گلوج کی وجہ سے زبان علیحدہ خراب ہوئی کسی نے کیا اچھا کہا ہے ۔

گالی کو جانتا ہے سارا جہاں گندی   مت لا زبان پہ گالی ہوگی زبان گندی

درحقیقت زبان خداداد نعمت ہے۔ گویائی قابلِ قدر چیز ہے۔ اس کو اچھے اصول پر استعمال کرنا چاہئے۔ فحش کلامی شریفوں کا شیوہ نہیں۔ شرافت و نیک نفسی یہ ہے کہ اگر کوئی ہم سے فحش کلامی بھی کرے تو ہم درگذریں اور خاموش رہیں۔ کمال نیک نفسی تو یہ ہے کہ اپنے بُرا کہنے والے پر بھی ہم احسان کریں۔

حکایت۔ حضرت علی زین العابدین رضی اللہ عنہ۔ ایک دن مسجد سے باہر نکلے تھے کہ ایک شخص ملا اور اس نے آپ کو بہت گالیاں دیں۔ آپ کے غلام اور خادم اُس کی طرف بڑھے مگر آپ نے سب کو روکا اور خود اُس کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ میرے عیب جو تم سے پوشیدہ ہیں وہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔ پھر فرمانے لگے اگر تم کو کوئی ضرورت ہو تو مجھ سے بیان کرو۔ میں اس میں تمہاری مدد کرونگا۔ آپ کے یہ فرمانے سے وہ شخص شرما گیا تو آپ نے اپنا پیرہن جسم مبارک سے اُتار کر اس کو دیدیا اور ایک ہزار روپے بھی عطا فرمائے۔ آپ کا یہ حلم اور یہ نیک نفسی دیکھ کر اس شخص نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی اولاد میں ہیں۔

حکایت۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ (کہ ہم سب فقہ میں آپ ہی کے مقلد اور پیرو ہیں اسی لئے حنفی مسلک کہلاتے ہیں) ایک دن مسجد میں درس دے رہے تھے ایک شخص نے جس کو ان سے کچھ عداوت تھی عام مجلس میں ان کی نسبت نازیبا الفاظ کہے انھوں نے کچھ خیال نہ کیا اور اسی طرح درس میں مشغول رہے۔ شاگردوں کو بھی منع کر دیا کہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوں۔ درس سے اُٹھے تو وہ شخص ساتھ ہوا اور جو کچھ منہ میں آتا تھا بکتا جاتا تھا۔ امام صاحب اپنے گھر کے قریب

پہنچے تو کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ "بھائی یہ میرا گھر ہے کچھ باقی رہ گیا ہو تو اُٹھا نہ رکھو کہ اب میں اندر جاتا ہوں اور تم کو موقع نہ ملے گا"۔

یہ تھا ان بزرگوں کا حلم اور عفو و کرم آج ہم ہیں کہ ذرا ذرا سی بات پر جھگڑتے ہیں اور ایک ایک سے گالی گلوج کرنے کو کچھ بھی شرم نہیں کرتے اوروں کی غلطی سے درگذر تے ہیں نہ اپنی زیادتی پر نادم ہوتے ہیں۔

مذہبِ اسلام کی خُصوصیّت

مذہب اسلام کی بہت سی خصوصیتیں ہیں ایک خصوصیت اس سچے اور پاک مذہب کی یہ بھی ہے کہ اس میں احکام کے مدارج مقرر ہیں۔ مثلاً فرض۔ واجب۔ سنت وغیرہ۔ ممانعت کے لحاظ سے بھی بعض حرام قطعی ہیں اور بعض مکروہ۔ اگلے صفحے کے نقشے پر غور کرنے سے ہر ایک کی تعریف اچھی طرح سمجھ میں آجائیگی اور آئندہ ہر ایک مسئلے کی نوعیت واہمیت معلوم کرنے میں بڑی مدد ملے گی۔

احکام شرع کا نقشہ

نشان سلسلہ	احکام شرع	تعریف	مثال	حکم
۱	۲	۳	۴	۵
۱	فرض	جو قرآن مجید سے ایسی پکی دلیل کے ساتھ ثابت ہو کہ جس میں شبہ نہ ہو۔	ایمان۔ نماز۔ زکوٰۃ	دل سے اس کی تصدیق بدن سے تعمیل ضروری ہے۔ اس کے کرنے سے ثواب ہے۔ نہ کرنے سے سخت عذاب اس کے نہ ماننے سے کفر لازم آتا ہے۔
۲	واجب	جو ایسی دلیل سے ثابت ہو جسکے ثبوت میں شبہ ہو۔	نماز عید قربانی	اسکا کرنے والا ثواب پائیگا نہ کرنے والا عذاب مگر اسکا انکار کرنے والا کافر نہیں ہوتا۔
۳	سنت موکدہ	جس کے موافق حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علی العموم عمل کیا ہو۔	فجر کی سنت نماز۔ مسواک کرنا	اس کے کرنے سے ثواب نہ کرنے سے ملامت وعتاب ہے
۴	سنت غیر موکدہ	جس کو حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی کیا ہو کبھی چھوڑ دیا ہو۔	وضو میں گردن کا مسح	اس کے کرنے سے ثواب ہے نہ کرنے سے عذاب نہیں
۵	مستحب یا نفل	وہ عبادت جو واجب نہ ہو۔	نماز تحیۃ المسجد	اسکے کرنے سے ثواب ہے اور نہ کرنے پر عذاب ہے نہ عتاب اسکے شروع کرنے کے بعد تمام کرنا لازم ہوتا ہے
۶	مباح یعنی جائز	جس کے لئے حکم ہو نہ ممانعت	پیٹ بھر کر کھانا	ہمیں اختیار ہے چاہیں کریں یا نہ کریں۔
۷	مکروہ تنزیہی	جس کی ممانعت خفیفاً ہو یا ادباً (یہ مباح سے قریب ہے)	بلا عذر ننگے سر نماز پڑھنا	اس کا نہ کرنے والا فضیلت حاصل کرنے والا ہوگا (اس کا ترک کرنا سنت ہے)
۸	مکروہ تحریمی	جس کی ممانعت ایسی دلیل سے ثابت ہو۔ جس کے ثبوت میں شبہ ہے (یہ حرام سے قریب ہے)	چاندی سونے کے برتن کا استعمال	اس کے نہ کرنے پر ثواب اور کرنے پر عتاب ہوگا اور اس کا ترک کرنا واجب ہے۔
۹	حرام قطعی	جس کی ممانعت پکی دلیل سے ثابت ہو	شراب پینا، مردوں کو ریشمی کپڑا پہننا	اس کا چھوڑنے والا ثواب پائیگا اور کرنے والا سخت عذاب۔ اس کی حرمت کا انکار کرنے والا کافر ہے (اسکا ترک کرنا فرض ہے)

فائدہ۔ یہ بات یاد رکھنے کے قابل ہے کہ فرض وسنت یا حرام ومکروہ میں بلحاظ تعریف اگرچہ فرق ہے۔ لیکن ہم کو سنت کی بھی اسی طرح پابندی کرنی چاہئے جتنی فرض وواجب کی اور مکروہات سے۔ اسی طرح پرہیز کرنا چاہئے جیسا کہ حرام چیزوں سے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم عمل کرنے میں فرض وسنت میں کوئی فرق نہیں کرتے تھے وہ سنتوں کو فرائض کے مواقف سمجھتے اور ہر مکروہ چیز کو بھی ترک کر دیا کرتے۔

حضرت رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اُن کی عقیدت ومحبت بے انتہا تھی آپ کی بے حد تعظیم اور آپ کے قول کی حد درجہ تعمیل فرماتے جب آپ وضو فرماتے تو آپ کے وضو کے پانی کو تبرکاً اپنے چہروں پر ملتے اور زمین پر گرنے نہ دیتے اور ہر شخص سبقت کرتا کہ یہ پانی اس کو بدست ہو سکے۔

جب آپ اپنے دہن مبارک سے لعاب پھینکتے تو صحابہ اُس کو اپنے ہاتھوں پر لے لیتے اور اپنے چہروں اور جسموں پر ملتے۔ جب کبھی آپ سر مبارک سے بال ترشواتے تو صحابہ بالوں کے لینے میں اتنی جلدی کرتے کہ موئے مبارک نیچے نہ گر سکتا بلکہ کسی نہ کسی کے ہاتھ میں آ رہتا جب آپ کچھ حکم دیتے فوراً تعمیل کرتے اور ہر کام میں آپ کی پیروی کرنے کو نہایت ضروری سمجھتے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس شدت کے ساتھ سنت کی پابندی فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے جہاں کہیں نماز پڑھی تھی اس مقام پر نماز پڑھتے اور جہاں کہیں قیام فرمایا تھا وہاں ضرور قیام فرماتے۔ جہاں بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ نے وضو کیا تھا وہاں آپ بھی بیٹھ کر وضو کرتے۔

آپ نے ایک دفعہ اپنی اُونٹنی کو ایک طرف پلٹایا لوگوں نے اس کا سبب پوچھا۔ فرمایا ادھر پلٹانے میں مجھے کچھ کام نہ تھا البتہ رسول خدا ﷺ کو میں نے ایسا کرتے ہوئے دیکھا تھا میں نے بھی آپ کی پیروی کرتے ہوئے اس طرح کر لیا۔

پس سعادتمندی یہی ہے کہ ہر کام میں جناب رسول اللہ ﷺ کی پیروی اور ہر ایک سنت پر عمل کرنے کی پوری کوشش کی جائے کیونکہ اس میں بے شمار فائدے ہیں اور سستی وکاہلی کیوجہ ایسی نعمت عظمیٰ کا کھو بیٹھنا کم عقلی ہے۔

وضو کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ''مسلمانو! جب نماز پڑھنے کا ارادہ کرو تو اپنا منہ دُھولیا کرو اور کہنیوں تک اپنے ہاتھ اور اپنے سر کا مسح کر لیا کرو اور ٹخنوں تک اپنے پاؤں دُھولیا کرو''۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص اچھی طرح وضو کرے تو اُس کے بدن سے یہاں تک کہ اُس کے ناخنوں سے بھی تمام گناہ نکل جاتے ہیں۔ یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ میری اُمت کے لوگ قیامت کے دن اس حال میں بلائے جائینگے کہ اُن کے اعضاء وضو کے اثر سے چمکتے ہونگے۔ ان فضائل کے سواء وضو میں دنیوی فوائد بھی ہیں۔ وضو کرنے سے تمام کاہلی جاتی رہتی ہے۔ نیند سے مرجھایا ہوا چہرہ ہشاش بشاش ہو جاتا ہے۔ روح۔ دل اور دماغ کو فرحت حاصل ہوتی ہے۔ وضو کرتے وقت صاف طور سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک ایک عضو کے دھونے کے بعد ترتیب سے سستی رفع اور فرحت حاصل ہوتی جارہی ہے اور طبیعت بے چینی سے باقی ماندہ سلسلے کو ختم کرنے کی خواہاں ہے۔ تکان اُتارنے اور طبیعت میں چستی و چالاکی پیدا کرنے میں بھی وضو کو بڑا دخل ہے۔

وضو کا طریقہ

وضو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کسی (مٹی کے) برتن میں پانی لیکر اُونچے مقام پر قبلہ رو بیٹھے اور وضو کی نیت کر کے بِسْمِ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰى دِيْنِ الْاِسْلَامِ (شروع کرتا ہوں اللہ کے بزرگ نام سے اور شکر ہے اللہ کا اپنے مسلمان ہونے پر) پڑھے پھر تین دفعہ دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھوے۔

تین دفعہ کلی کرتے وقت مسواک بھی ضرور کرے حدیث شریف میں آیا ہے کہ مسواک کرنے سے خدا تعالیٰ خوش ہوتا ہے اور منہ پاک صاف رہتا ہے۔ مسواک کرنے میں یہ بھی حکمت ہے کہ اکثر اوقات منہ بند رہتا ہے۔ خاص کر سونے کے اوقات میں منہ کی رطوبت دانتوں اور ڈاڑھوں کی

جڑوں میں جمع ہو جاتی ہے جس سے گندہ دہنی کا مرض پیدا ہو جاتا ہے اور اس کے باعث معدہ خراب ہو کر تندرستی بالکل خراب ہو جاتی ہے۔ اسی طرح بسا اوقات کھانے کے کچھ اجزاء یا گوشت کے ریشے آدمی کی غفلت سے دانتوں کی جڑوں میں لگے رہ جاتے ہیں اگر مسواک کے ذریعے سے انہیں جلد نہ نکالا جائے گا تو سڑ کر دانتوں اور ڈاڑھوں میں کیڑے پیدا کر دینگے اور اس سے شدید درد پیدا ہو جائے گا۔ اس لئے ہر وضو کے وقت ضرور مسواک کرنا چاہئے۔

جناب پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم جب باہر سے گھر میں تشریف لاتے مسواک کرتے۔ مسواک والی نماز بے مسواک والی نماز سے ثواب میں ستر درجے بڑھ کر ہے۔ مسواک دائیں ہاتھ سے اس طرح پکڑنی چاہئے کہ چھوٹی انگلی اُس کے نیچے ہو انگوٹھا مسواک کے سر کے پاس اُس کے نیچے اور باقی تینوں انگلیاں اس کے اُوپر ہوں۔ مسواک کرنے سے پہلے اُسے دھولینا چاہئے اور جب مسواک کر چکیں تو اُسے دھو کر رکھنا چاہئے۔ چلتے پھرتے اور لیٹے ہوئے مسواک نہیں کرنی چاہئے۔

الغرض وضو میں مسواک اور تین بار کلی کر چکے تو تین دفعہ ناک میں پانی پہنچا کر بائیں ہاتھ سے اُس کو صاف کرے پھر تین دفعہ منہ دھوئے۔ پیشانی سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک۔ ڈاڑھی کو اچھی طرح تر کرنا اور انگلیوں سے خلال کرنا سنت ہے۔

حکایت۔ حضرت ابوبکر شبلی علیہ الرحمہ کے خادم سے پوچھا گیا کہ تم نے حضرت کے انتقال کے وقت ان کا کیا حال دیکھا۔ خادم نے کہا جب ان کی زبان بند ہوئی اور پیشانی پر پسینہ آیا تو مجھے اشارہ کیا کہ نماز کے لئے وضو کرادو میں نے وضو کرادیا اُس وقت میں اُن کی ڈاڑھی کا خلال بُھول گیا تو اس نزع کی حالت میں بھی وہ میرا ہاتھ پکڑ کے اپنی ڈاڑھی میں انگلیاں ڈالکر خلال کرتے تھے۔

پھر تین تین دفع دونوں ہاتھ کہنیوں تک دُھوئے پہلے دایاں پھر بایاں پھر نیا پانی لیکر سر کانوں اور گردن کا مسح ایک ایک دفعہ کرے آخر میں داہنا پاؤں ٹخنوں سمیت تین دفعہ دھوئے اور اسی طرح بایاں پاؤں۔

ہاتھ پاؤں کی اُنگلیوں کا بھی خلال کرنا مسنون ہے تاکہ پانی سب جگہ پہنچ جائے۔

اعضائے وضو کو تین تین بار دھونا افضل ہے اور تین بار سے زیادہ دھونا منع ہے کیونکہ پانی خدائے تعالیٰ کی بڑی نعمت ہے اور اس کو بے ضرورت زیادہ بہانا اسے ضائع کرنا ہے جو اسراف میں داخل ہے گو پانی کی افراط ہی کیوں نہ ہو۔

اعضائے وضو میں سے کوئی عضو ناخن برابر بھی خشک رہ جائے گا تو از سر نو وضو کرنا پڑیگا۔

ایک وضو سے کئی وقت کی نمازیں پڑھ سکتے ہیں مگر وضو پر وضو کرنے سے دس نیکیاں ملتی ہیں۔

وضو سے فارغ ہونے کے بعد آسمان کی طرف منہ کر کے یہ دعا پڑھنی چاہیے۔

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَاشَرِيْكَ لَهٗ وَ اَشْهَدُ اَنَّ

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اپنی ذات وصفات میں یکتا اور یگانہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں

مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ اَللّٰهُمَّ اجْعَلْنِيْ مِنَ التَّوَّابِيْنَ وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْمُتَطَهِّرِيْنَ۝

گواہی دیتا ہوں کہ محمد خدا کے بندے اور اس کے پیغمبر ہیں۔ خداوندا مجھے ان لوگوں میں شامل کر دے جو ہمیشہ مبالغے کے ساتھ توبہ کرتے ہیں اور ان لوگوں میں داخل کر دے جو پاکی حاصل کرنے میں بہت کوشش کیا کرتے ہیں۔

وضو کا طریقہ (جو بیان کیا گیا ہے) فرض۔ سنت۔ مستحب سب امور پر مشتمل ہے۔ صفحہ آئندہ کے نقشے میں ہر ایک امر کو جدا جدا بیان کیا گیا ہے تا کہ آسانی سے معلوم ہو سکے کہ وضو میں کیا کیا چیزیں فرض ہیں (جنکے ترک سے وضو نہیں ہوتا) اور کونسی چیزیں سنت ہیں جن کے ترک سے وضو تو ہو جاتا ہے مگر گناہ رہتا ہے۔ اور کونسی مستحب۔ جن کے ترک سے کچھ گناہ نہیں مگر کرنے میں ثواب ہے۔

اسی نقشے میں مکروہات ونواقص وضو بھی بتلادیے گئے ہیں۔

ضروریاتِ وضو کا نقشہ

فرض	سنت	مستحب	مکروہ	ناقض (وضو کو توڑنے والی چیزیں)	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵	۶
(۱) منہ دھونا پیشانی سے ٹھوڑی کے نیچے تک اور ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک (۲) دونوں ہاتھوں کا (کہنیوں سمیت) دھونا (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ (۴) دونوں پاؤں کو (ٹخنوں سمیت) دھونا	(۱) وضو کرنے کی نیت کرنی (۲) وضو کے شروع میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا (۳) دونوں ہاتھ پہنچیوں تک دھونا (۴) کلی کرنا (۵) مسواک کرنا (۶) ناک میں پانی لینا (۷) داڑھی اور انگلیوں کا خلال کرنا (۸) ہر عضو کو تین تین بار دھونا۔ (۹) تمام سر کا مسح کرنا (۱۰) دونوں کانوں کا مسح کرنا (۱۱) اعضاء کو پے در پے دھونا (۱۲) ترتیب سے وضو کرنا۔	(۱) قبلہ رخ بیٹھنا۔ (۲) انگوٹھی کو پھیرنا۔ (۳) ہر عضو دھوتے وقت بسم اللہ کہنا۔ (۴) گردن کا مسح کرنا (۵) وضو کے بعد سورۃ انا انزلنا اور کلمہ شہادت پڑھنا۔ (۶) اونچی جگہ پر بیٹھ کر وضو کرنا (۷) دھونے میں اعضا کی داہنی طرف سے شروع کرنا (۸) وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا۔	(۱) دنیا کی باتیں کرنا۔ (۲) نجس جگہ وضو کرنا۔ (۳) پانی زیادہ خرچ کرنا۔ (۴) منہ یا دوسرے اعضاء پر زور سے پانی مارنا۔	(۱) کسی چیز کا آگے یا پیچھے کی راہ سے نکلنا (۲) جسم سے خون یا پیپ کا نکل کر بہنا (۳) منہ بھر قے ہونا۔ (۴) منہ یا ناک سے تھوک وغیرہ کے ساتھ اتنا خون نکلنا کہ خون غالب آئے یا برابر رہے۔ (۵) کروٹ لیٹ کر یا چت سونا (۶) کسی چیز کے سہارے سے سونا (۷) بے ہوشی (۸) مستی (۹) جنون (۱۰) رکوع و سجود والی نماز میں آدمی کا کھلکھلا کر ہنسنا (۱۱) آنکھ دکھنے کے وقت یا کان وغیرہ سے درد کے ساتھ پانی بہنا۔	ف۱۔ اپنی یا غیر کی شرمگاہ دیکھنے یا چھونے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ ف۲۔ آنسو بہنے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا۔ ف۳۔ بے وضو نماز پڑھنا سجدہ کرنا۔ بلا غلاف قرآن مجید کو چھونا حرام ہے۔ البتہ قرآن کا پڑھنا پڑھانا جائز ہے۔

صدق وراستی

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "مسلمانو خدا کے غضب سے ڈرو اور سچ بولنے والوں کے ساتھ رہو۔"

حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "(لوگو) سچ بولنے کو اپنے پر لازم کرلو کیونکہ سچ بولنا آدمی کو نیکی کی طرف رہنمائی کرتا ہے اور نیکی جنت کا راستہ دکھاتی ہے آدمی ہمیشہ سچ بولتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ خدا تعالیٰ کے نزدیک صدیق (بڑا سچا) لکھا جاتا ہے اور جھوٹ بولنے سے بچو کیونکہ جھوٹ بولنا بدکاری کیطرف لیجاتا ہے اور بدکاری دوزخ کی طرف لے جاتی ہے آدمی جھوٹ بولتا رہتا ہے یہاں تک کہ وہ خدا کے نزدیک کذاب (بہت جھوٹا) لکھا جاتا ہے۔"

یہ ظاہر ہے کہ زبان گویا دل کی عرض بیگی (پرائیوٹ سکریٹری) ہے اس کا کام یہی ہے کہ جو کچھ دل اس کو حکم دے وہی ظاہر کرے اگر اس نے دل کے خلاف کیا مثلاً دل میں تو نہیں ہے اور زبان ہاں کہہ رہی ہے۔ یا دل کسی کی مذمت کر رہا ہے اور زبان تعریف میں مصروف ہے تو بادشاہ کا ایک باغی و نافرمان ملازم جس طرح قتل کے قابل ہے اسی طرح بادشاہ دل کی خدمتگار زبان اپنی نافرمانی کے باعث قطع کردی جانے کے لائق ہے۔

جھوٹ بدترین چیز ہے دروغ کو فروغ نہیں مگر اکثر لوگوں نے دروغ بیانی کو اپنا پیشہ بنا رکھا ہے۔ ان عقلمندوں کے پاس گویا جھوٹ کچھ گناہ ہی نہیں ہے۔

بزرگان دین جھوٹ کے متعلق بے حد احتیاط کرتے رہے ہیں اور دروغ گوئی (جھوٹ بولنا) تو درکنار اس کے شائبے سے بھی بچنے کی کوشش کی ہے۔

حکایت۔ حضرت بخاری رحمتہ اللہ علیہ جو فن حدیث کے امام ہیں حدیث شریف دریافت کرنے کے لئے ایک محدث کے پاس پہنچے جن کا گھوڑا بھاگ گیا تھا اتفاقاً یہ محدث اس کو لینے کے لئے دوڑے اور گھوڑے کی طرف اپنی خالی چادر کو پھیلا دیا تاکہ گھوڑا اس کے اندر جو یا چنے سمجھ کر پاس

آجائے۔ چنانچہ اس ترکیب سے اس کو گرفتار کرلیا۔ امام بخاری نے یہ حال دیکھا فوراً واپس ہو گئے اور فرمایا میں ایسے شخص سے حدیث لینا مناسب نہیں سمجھتا جو چوپایوں کو غلط باور کرواتا ہے۔

غوثِ اعظمؓ کی صداقت

حضرت عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ نے بچپن میں اپنی والدۂ ماجدہ سے عرض کیا کہ اگر آپ اجازت دیں تو میں تحصیل علم کے لئے بغداد جانا چاہتا ہوں۔ اس یتیم صاحبزادے کی یہ درخواست اگرچہ ضعیف ماں کو غمگین کرنے والی تھی۔ لیکن اس نیک نفس عاقلہ بی بی نے اپنے پیارے بچے کی جدائی کو دولت علم کے مقابلے میں گوارا کرلیا اور خوشی خوشی اجازت دیدی اور چالیس اشرفیاں جو میراث پدری[1] سے حضرت کے حصے میں آئی تھیں آپ کے حوالے کیں اور رخصت کے وقت فرمایا کہ "پیارے بیٹے میں تمہیں محض خدا تعالےٰ کے لئے چھوڑ رہی ہوں اور اب تم سے ملاقات قیامت ہی میں ہوگی بیٹا جاؤ مگر میری ایک نصیحت ضرور یاد رکھو وہ یہ کہ ہمیشہ سچ کہا کرو اپنے دل و زبان کو سچا رکھو کیسا ہی خوف و خطر پیش آئے سچ پر ثابت قدم رہو"۔

سبحان اللہ کیا مبارک والدہ تھیں کہ صاحبزادے کو ابتدا ہی سے بہترین نصیحت فرمادی آج کل اکثر ماں باپ اپنے قول و عمل سے بچوں کو اسکے برخلاف تربیت کرتے ہیں کبھی بچوں کو ڈرانے کے لئے بڈھا آیا کہدیا۔ کبھی بی شادی کے فرضی نام سے ڈرادیا۔ کبھی بہلانے کے لئے جھوٹا وعدہ ہی کر لیا کبھی طالب علموں کی جھوٹی درخواست رخصت پر تصدیق کے دستخط ثبت کردیئے۔ حالانکہ یہ سب جھوٹ اور گناہ کے کام ہیں۔ چنانچہ ایک مرتبہ کسی عورت نے اپنے صغرسن (چھوٹی عمر کے) بچے کو بلایا اور کہا کہ آؤ ہم تمہیں ایک چیز دیںگے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس عورت سے دریافت فرمایا کہ اگر بلانے سے بچہ آگیا تو کیا چیز دوگی عورت نے کہا چھوارا (کھجور) دیدوںگی۔ آپ نے فرمایا اگر دینے کا ارادہ نہ ہوتا اور صرف بہلانے کے لئے ایسا لفظ نکلتا تو یہ بھی زبان کا جھوٹ شمار ہوتا۔

غرض حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے اپنی مہربان والدہ کی باتیں بہت غور سے سنیں اور سچے دل سے عہد کیا کہ کسی حال میں اس کے خلاف نہ کرونگا یہ کہہ کر سلام کیا اور قافلے کے

[1] باپ کی میراث

ہمراہ بغداد کو روانہ ہوئے۔ قافلہ جا رہا تھا کہ یکا یک ایک زبردست گروہ قزاقوں (ڈاکوؤں) کا نمودار ہوا اور مسافروں کا مال لوٹنا شروع کیا۔ آپ کے فقیرانہ لباس کیوجہ کسی کی توجہ آپ کی طرف نہ ہوئی۔ مگر ایک قزاق (ڈاکو) نے یوں ہی۔ آپ سے پوچھ لیا کہ "لڑکے! تمہارے نزدیک بھی کچھ مال ہے؟ آپ نے فوراً سچ کہدیا کہ ہاں چالیس اشرفیاں ہیں چور نے آپ کے اس قول کو مذاق سمجھا اور واپسی کے بعد اپنے سردار سے حضرت کا ماجرا بیان کیا اس کو یہ بات عجیب معلوم ہوئی آپ کو طلب کر کے خود دریافت کرنے لگا آپ نے اس سے بھی اصل معاملہ صاف صاف کہدیا۔ سردار نے کہا تمہیں معلوم ہے کہ ہم چور ہیں اور قافلہ ہم نے لوٹ لیا ہے باوجود اس خطرے کے تم نے اپنا مال ہم پر کیوں ظاہر کر دیا۔ حضرت غوث اعظمؒ نے جواب دیا کہ میری والدہ نے مجھے سچ کہنے کی نصیحت کر دی ہے ایسی صورت میں اُن کے ارشاد کے خلاف میں کیسے کر سکتا میری مجال کہ اپنی والدہ کی عدول حکمی (نافرمانی) کروں۔ آپ کے اس فرمانے کا چوروں کے سردار پر بے حد اثر ہوا اور وہ رونے لگا اور کہا کہ آپ اپنی والدہ کے فرمانے کا اتنا لحاظ رکھیں کہ اپنے لٹ جانے کی پرواہ نہ کریں اور سچ کہدیں مجھ پر افسوس ہے کہ میں بڑے مالک (خدا تعالیٰ) کے احکام کی تعمیل میں قاصر ہوں اور برسوں سے اس کی نافرمانی کئے جا رہا ہوں۔ یہ کہا اور آپ کے دست مبارک پر توبہ کر لیا اس کے تمام رفیقوں نے بھی اس کا ساتھ دیا اور یہ سب کے سب یکا یک ایسے رحمدل پارسا بن گئے کہ انھوں نے ہر ایک شخص کا مال واپس کر دیا اور جن کو تکلیف پہنچائی تھی اُن سے معافی چاہی اور آئندہ تمام عمر نیکی سے بسر کی۔

حضرت پیران پیرؒ کی صرف ایک راست گوئی کے اثر سے کئی فائدے مرتب اور ظاہر ہوئے۔

(۱) آپ کی اشرفیاں محفوظ رہیں (۲) قافلے کا مال واپس مل گیا۔ (۳) چوروں نے چوری سے توبہ کی اور پارسا ہو گئے۔ بڑا فائدہ یہ مرتب ہوا کہ آپ نے لڑکپن سے جو راست گوئی اختیار کی تو آئندہ غوث الثقلین وسید الاولیاء کے درجے تک پہنچ گئے۔

ہم کو بھی اگر نیک نامی مقصود ہے تو چاہئے کہ ہمیشہ سچ کہا کریں خواہ اپنا کتنا ہی نقصان ہوتا ہو جھوٹ کہنے سے ہر طرح بچتے رہیں خواہ جھوٹ میں کیسے ہی فوائد مضمر (چھپے ہوئے) معلوم ہوں۔

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے فارسی اشعار میں کیا اچھا کہا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے :-

بالکل درست جبتک دل میں اُسے نہ پائے | اس بات کو زبان پر اپنی کبھی نہ لائے
اک سچی بات جس کے کہنے سے جیل جائے | اس جھوٹ سے ہے بہتر جو قید سے چھڑائے

نماز کے فوائد

ہمیں پاک وصاف رکھنے والی۔ صحت وتوانائی بخشنے والی نماز ہے دل ودماغ میں فرحت وتازگی طبیعت میں عجز وانکساری نماز سے پیدا ہوتی ہے اپنے پروردگار کی اطاعت وشکر گزاری۔ مسلمانوں کے ساتھ اتفاق و ہمدردی نماز کے باعث حاصل ہوتی ہے۔ سحر خیزی (صبح اٹھنا)۔ روحانی قوت۔ دنیا کی بہتری۔ دین کی بھلائی نماز میں ہے اور بس۔

اس لئے کہ نمازی آدمی کا جسم پاک رہتا ہے۔ اس کے کپڑے غلیظ نہیں ہونے پاتے۔ وہ دن میں پانچ پانچ بار اپنا منہ وچہرہ۔ کلائیاں اور ہاتھ پاؤں دھولیا کرتا ہے اور یہ اعضاء جسم کے وہ حصے ہیں جو اکثر ننگے رہتے ہیں۔ کاروبار میں گرد وغبار سے مسامات کا بند ہونا ممکن ہے انہیں پانچ وقت دھولینے سے مسام کھل جاتے ہیں اور تازہ ہوا کو جس پر صحت اور زندگی کا مدار ہے قبول کرتے ہیں۔ نمازی شخص طلوع آفتاب سے پہلے بیدار ہو جاتا ہے۔ مسجد کی آمد ورفت میں اس کی چہل قدمی ہو جاتی ہے۔ نماز باجماعت پڑھنے سے وقت کی پابندی کی عادت ہوتی ہے۔ پانچ مختلف اوقات میں جب مسجد میں اپنے ہم محلہ مسلمانوں سے ملاقات کر لیتا ہے تو ان سے خاص محبت پیدا ہوتی ہے۔ امام کی اقتدا اور رکوع وسجود وغیرہ میں اپنے ہم جماعتوں کی ساتھ داری قومی اتفاق کی علامت ہے جو ہماری قوم کی دنیوی ترقی کے لئے نہایت ضروری ہے نماز جمعہ چونکہ شہر کی بڑی مسجد میں پڑھنا افضل ہے اس لئے شہر والوں سے اور نماز عید کے باعث عیدگاہ میں شہر اور اطراف شہر کے رہنے والوں سے باہمی میل جول کا اتفاق ہوتا ہے۔ نماز میں سربسجود ہونے سے انسان کا غرور دور ہوتا ہے اور طبیعت میں عاجزی پیدا ہوتی ہے۔ نماز برائی اور بے حیائی کی باتوں سے روکتی ہے اول تو ایک نمازی آدمی کو قدرتی طور پر برائیوں سے نفرت ہو جاتی ہے۔ دوم ظاہر طور پر ہمیں ان

لوگوں کے سامنے ایسے کام کرنے سے شرم آتی ہے جن کے ساتھ شامل ہو کر ہم نے کبھی نماز پڑھی ہے۔

نماز میں زبان سے خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا دل سے اس کا خوف اور عاجزی رکوع و سجود کے ذریعہ بندگی کا اظہار ہوتا ہے اور یہی بندے کا کام ہے اور اس کی ایک حد تک شکر گزاری ہے جو بندہ اپنے مالک کی فرماں برداری نہ کرے اس پر ہزار افسوس۔

ہمارے نوکر جن کو ہم تھوڑی سی تنخواہ یا روٹی کپڑا دیتے ہیں تو کس قدر ہماری خدمت اور خوشامد کرتے ہیں اور باوجود خدمت لینے کے بھی ہم ان سے شکر گزاری کی امید رکھتے ہیں۔ ناشکرے نوکر کو ہم کبھی پسند نہیں کرتے۔ جس جانور کی ہم پرورش کرتے ہیں وہ ضرور ہماری کچھ نہ کچھ اطاعت کرتا ہے۔ اگر وہ ہماری مرضی کے موافق نہ رہے تو ہم اس کو اپنے پاس رکھنا ہرگز نہیں چاہتے۔ یہ کس قدر افسوس کی بات ہے کہ ہم اپنے نوکر سے تو اپنی خدمت لیا کریں۔ اپنے جانوروں سے خوب محنت لیں۔ مگر اپنے پیدا کرنے والے رزق دینے والے۔ بے شمار اور بیش بہا نعمتیں عطا کرنے والے خدا کی اتنی اطاعت بھی نہ کریں کہ دن رات میں صرف پانچ وقت اس کے سامنے سربسجود ہوں۔ اس کی تعریف کریں اس کی نعمتوں کا شکر بجالائیں۔ حق تو یہ ہے کہ ہماری تعریف و شکر گزاری سے خدا تعالیٰ کی شان میں کچھ بڑھائی نہیں آجاتی بلکہ اس میں بھی ہماری ہی بہتری اور ہمارا ہی فائدہ ہے۔

نماز کی تاکید

چونکہ نماز دینی و دنیوی فوائد کی جامع ہے اسی لئے قرآن مجید اور احادیث شریف میں نماز کی بڑی تاکید آئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ ''سب نمازوں کا عموماً اور بیچ کی نماز یعنی نماز عصر کا خصوصاً بہت خیال رکھو۔''

''اپنے گھر والوں پر نماز کی تاکید رکھو اور خود بھی اس کے پابند رہو۔''

''بے شک نماز بے حیائی کے کاموں اور ناشائستہ حرکتوں سے روکتی رہتی ہے۔''

رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں (۱) تمہارے سب کاموں میں اچھا کام نماز

ہے (۲) نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز کو قائم رکھا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے نماز کو چھوڑ دیا اس نے دین کی بنیاد منہدم کر دی (اور گرا دی) (۳) جس نے عمداً نماز چھوڑ دی وہ کافر (یعنی کفر کے قریب) ہو گیا (۴) جس شخص کی عصر کی نماز جاتی رہی تو گویا اس کا گھر بار برباد ہو گیا (۵) جب لڑکا سات برس کا ہو جائے تو اس کو نماز پڑھنے کی تاکید کرو۔ جب دس برس کا ہو اور نماز نہ پڑھے تو نماز پڑھنے کے واسطے اس کو مارو۔

الغرض نماز ہر فرد مسلمان پر خواہ مرد ہو یا عورت امیر ہو یا فقیر تندرست ہو یا بیمار مقیم ہو یا مسافر روزانہ پانچ وقت فرض عین ہے۔ یہاں تک کہ دشمن کے مقابلے میں جب لڑائی کی آگ بھڑک رہی ہو اس وقت بھی اس کا ادا کرنا فرض ہے۔ نماز کو سستی و کاہلی سے چھوڑنے والے کی سزا ہمارے امام اعظم حضرت ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک قید ہے جب تک کہ وہ توبہ نہ کر لے اور نماز نہ پڑھے۔ اور امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اس کے قتل کر دینے کا حکم فرماتے ہیں۔

بزرگانِ دین کی نماز

چند بزرگوں کے حالات یہاں درج کئے جاتے ہیں۔ جس سے معلوم ہو گا کہ ان پاک نفوس کے پاس نماز کی کس قدر اہمیت تھی اور ان کے مبارک دلوں میں خوف الٰہی کس قدر جاگزیں تھا۔ نمازوں میں انہیں کیسی لذت ملتی تھی اور یہ کس قدر اس کے عاشق زار تھے۔ بعض غافل مسلمانوں کو تو فرض نمازوں ہی کی پابندی بار خاطر ہے۔ مگر یہ مقدس بزرگ نفل نمازوں کی ادائی کو بھی فرض کی طرح نہایت ضروری سمجھتے تھے۔

(۱) حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ رات بھر نمازیں پڑھا کرتے اور بہت ہی تھوڑا آرام لیتے تھے۔ اور اپنی ریش مبارک کو پکڑ کر مرغ بسمل (زخمی پرندے) کی طرح تڑپتے اور غمزدوں کی طرح رو رو کر صبح کر دیتے۔

(۲) حضرت علی زین العابدین رضی اللہ عنہ جب وضو فرمانے لگتے آپ کے چہرۂ مبارک کا رنگ زرد پڑ جاتا اور آپ کانپنے لگتے۔ لوگ اس خوف و دہشت کی وجہ پوچھتے تو آپ

فرماتے کہ جانتے ہو اب مجھے کس کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ سنو اب میری نماز کا وقت ہے۔ اور دربار خداوندی میں میری حاضری ہے۔ مجھ پر کس طرح خوف طاری نہ ہوگا۔

ایک دفعہ آپ اپنے گھر میں نماز میں مشغول تھے۔ اتفاقاً گھر کو آگ لگ گئی آپ سجدے میں پڑے ہوئے تھے۔ ہر چند لوگوں نے فریاد کی چیخے چلائے کہ اے فرزند رسول آگ بھڑک رہی ہے۔ باہر آجائیے۔ آپ نے مطلق توجہ نہ کی اور سجدے سے سر نہ اُٹھایا آخرکار جب آگ بجھائی گئی اور آپ سے پوچھا گیا کہ باوجود آگ لگ جانے کے آپ نے اپنا بچاؤ کیوں نہ کیا تو فرمایا کہ بھائی میں آتش دوزخ کی فکر میں ایسا ڈوبا ہوا تھا کہ یہ آگ کب لگی اور کس وقت بجھی مجھے خبر بھی نہ ہوئی۔

یہ تھی ان بزرگوں کی نماز میں محویت۔ آج ہماری نمازیں بھی ادا ہوتی ہیں۔ مگر جس پراگندگی اور پریشان خاطری سے ادا ہوتی ہیں۔ خدا تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔

(۳) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا گھر عجیب برکت والا تھا کہ رات کے ہر حصے میں ایک نہ ایک شخص اس میں سربسجود اور معروف نماز نظر آتا یعنی ابو ہریرہؓ اور آپ کی بیوی صاحبہ اور آپ کی لونڈی نے رات کو آپس میں ایک ایک تہائی بانٹ لیا تھا۔ ان میں سے ایک نماز پڑھ چکتا تو دوسرے کو جگا دیتا اور دوسرا تیسرے کو۔

آج ہمارے گھر بھی ہیں۔ مگر خواب غفلت کا مسکن بنے ہوئے رات بھر نمازیں تو درکنار صبح کی نماز ہی پابندی سے ادا ہونا دشوار ہو گیا ہے۔

(۴) حضرت عامر ابن عبداللہ تابعی نے اپنی ذات پر ہر روز ایک ہزار رکعتیں فرض کر لی تھیں اور جب تک ان کے دونوں پاؤں سوج نہ جاتے یہ آرام نہ لیتے۔ اس پر بھی اپنے نفس سے کہتے کیوں کاہل ہوا جاتا ہے۔ تو عبادت ہی کے لئے تو پیدا ہوا ہے۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

جب نمازی نماز شروع کرنا چاہے تو پاک کپڑے پہن کر باوضو قبلے کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو۔ دنیا کا خیال دل سے دور کرے اور سمجھے کہ اللہ تعالیٰ کے سامنے حاضر ہوں۔ دونوں پاؤں کے درمیان چار انگل کا فرق رکھے اور پڑھے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ

میں نے اپنے آپ کو اسی کی طرف متوجہ کیا جس نے آسمان زمین کو پیدا کیا

وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَآ اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ

اور میں ایک ہی طرف کا ہو رہا اور میں شرک کرنے والوں میں نہیں ہوں۔

پھر دل سے نیت کرے اور زبان سے بھی نیت کے الفاظ ادا کرے مثلاً فجر کی نماز ہو تو کہے "دو رکعت فرض پڑھتا ہوں آج کے فجر کی خاص اللہ تعالیٰ کے واسطے منہ میرا طرف کعبہ شریف کے"۔ پھر دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھائے اس طرح کہ دونوں انگوٹھے کان کی لو کو چھو لیں اور تکبیر تحریمہ یعنی اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ ناف کے نیچے باندھے اس طرح کہ بائیں ہاتھ کی کلائی (گٹے کے پاس) سیدھے ہاتھ کے انگوٹھے اور چھنگلیا سے پکڑے باقی تین انگلیاں بائیں ہاتھ پر رکھ چھوڑے اور نظر سجدے کی جگہ رکھے پھر آہستہ ثنا یعنی سُبْحَانَکَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَآ اِلٰهَ غَیْرُکَ (اے اللہ تو پاک ہے میں تیری تعریف کیساتھ شروع کرتا ہوں اور برکت والا ہے تیرا نام اور بلند ہے تیرا مرتبہ اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں)۔ پڑھے اس کے بعد آہستہ سے تعوذ یعنی اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ (میں مردود شیطان سے خدا کی پناہ مانگتا ہوں) کہے پھر بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ (اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بخشش کرنے والا مہربان ہے) پڑھ کر سورۃ اَلْحَمْدُ پڑھے۔ وَلَا الضَّآلِّیْنَ کے بعد آمین آہستہ کہے پھر امام اور اکیلا نمازی فجر اور مغرب اور عشا کی پہلی دو رکعتوں میں اور وتر اور عیدین کی نماز میں بھی بسم اللہ کے کوئی سورۃ یا قرآن کی چند آیتیں پکار کے پڑھے ظہر اور عصر کی دونوں نمازوں میں قرآۃ آہستہ

پڑھے اس طرح کہ صرف سن سکے۔ مسبوق یعنی وہ شخص جو نماز میں بعد کو شامل ہونے سے پہلے کچھ نماز پڑھی جا چکی ہو تو اسکو چاہیے کہ امام کو جس حالت میں پائے فوراً شریک جماعت ہو جائے اور نماز کا جتنا حصہ باقی رہ جائے امام کے سلام پھیرنے کے بعد پورا کرلے۔ یاد رہے کہ اگر امام کے ساتھ رکوع مل گیا ہے تو اسکو ایک رکعت شمار کرے اگر تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں جانے نہ پایا تھا امام نے رکوع سے سر اٹھالیا تو اس رکعت کو شمار نہ کرے۔ غرض الحمد اور سورۃ پڑھ کے اللہ اکبر کہتا ہوا رکوع میں جائے اس طرح کہ اللہ کے الف سے رکوع شروع کرے اور اکبر کی ر رکوع میں ختم ہو جائے۔

رکوع میں دونوں گھٹنوں کو دونوں ہاتھوں سے انگلیاں کھول کر مضبوط پکڑلے اور سر کو اونچا نہ کرے بلکہ پشت (پیٹھ) اور سر برابر رکھے دونوں پنڈلیاں سیدھی کھڑی ہوں۔ نظر پاؤں پر رہے اور **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمْ** (پاک ہے میرا پروردگار جو بزرگی والا ہے) تین بار یا زیادہ (مگر طاق عدد میں) کہے۔ پھر **سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَہٗ** (خدا نے اُسکی بات سن لی جس نے اسکی تعریف کی) کہتا ہوا سیدھا کھڑا ہو جائے اور مقتدی **رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ** (اے ہمارے پروردگار تو ہی سب تعریف کا مستحق ہے) کہتا ہوا کھڑا ہو۔ اس وقت ہاتھ چھوڑا ہوا کم سے کم ایک تسبیح کہنے کے موافق کھڑا رہے۔ پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں جائے۔ سجدے میں جاتے وقت پہلے گھٹنے۔ پھر ہاتھ۔ پھر ناک۔ پھر پیشانی زمین پر رکھے۔ پیشانی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اس طرح رکھے کہ انگوٹھے کانوں کی لو کے مقابل آجائیں۔ سجدے میں دونوں ہاتھ پہلوؤں سے اور پیٹ رانوں سے ران پنڈلی سے کہنیاں زمین سے علیحدہ رہیں۔ نظر ناک پر رہے اور پاؤں کی انگلیاں زمین پر لگی ہوئی ہوں۔ اگر دونوں پاؤں بالکل اُٹھے ہوئے رہیں گے تو سجدہ نہ ہوگا۔ ہاتھوں اور پاؤں کی انگلیوں کا رُخ قبلے کی طرف ہو پھر تین بار یا زیادہ **سُبْحَانَ رَبِّيَ الْاَعْلٰى** (پاک ہے میرا پروردگار جو سب سے بزرگ ہے) کہے پھر **اَللّٰهُ اَكْبَر** کہتا ہوا سجدے سے اٹھے۔ اٹھنے میں پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ اٹھائے۔ بایاں پاؤں بچھا کر اس پر بیٹھے سیدھا پاؤں کھڑا رکھے انگلیوں کا رُخ قبلے کی طرف ہو دونوں ہاتھ دونوں زانوں پر اس طرح رکھے کہ انگلیوں کے سرے گھٹنوں کے قریب آجائیں۔ اور نظر گود کی طرف رہے۔ پھر **اَللّٰهُ اَكْبَر** کہتا ہوا دوسرا سجدہ مثل پہلوں کے مثل **اَللّٰهُ اَكْبَر** کہتا ہوا اٹھے۔ اٹھنے میں

پہلے کا عکس ہو یعنی پہلے پیشانی پھر ناک پھر ہاتھ۔ پھر گھٹنے اٹھائے۔ بلا عذر ہاتھ ٹیک کر اٹھنا صحیح نہیں۔ کھڑے ہوتے ہی ہاتھ باندھ لے اور دوسری رکعت پہلی رکعت کی طرح اور کوئی دوسری سورۃ پڑھے اور رکوع وسجود وغیرہ کر کے اسی طرح بیٹھ جائے۔ جس طرح دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھا تھا اور تشہد یعنی التحیات پڑھے۔

التحیات کا بیان

معراج شریف میں جب رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم عرش اعلیٰ پر پہنچے اور حق سبحانہٗ تعالیٰ سے بے حد قرب حاصل ہوا تو آپ نے عرض کی۔

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ ٥

سب عبادتیں زبانی اور بدنی اور مالی اللہ کے لئے ہیں۔

اللہ جل جلالہ نے ارشاد فرمایا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ ٥

اے نبی علیہ السلام تم پر سلامتی اور خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں ہوں۔

پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عرض کیا۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ ٥

سلامتی ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر۔

اس وقت فرشتوں میں سے ہر ایک نے کہا

اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ٥

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اس کے بندے ہیں اور اس کے پیغمبر ہیں۔

پھر ارشاد باری تعالیٰ ہوا کہ اے حبیب ''اس تمام التحیات کو نماز میں پڑھا کیجئے''۔

نمازی مسلمانوں کی بڑی خوش نصیبی ہے کہ ہر نماز میں تشہد کے ذریعہ خدا تعالیٰ اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فرشتوں کی باہمی گفتگو کا مجموعہ اپنی زبان سے کہنے کی سعادت انھیں حاصل ہوتی ہے۔

فقہاء رحمہم اللہ نے لکھا ہے کہ نماز میں التحیات پڑھتے وقت یوں خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ کی تعریف کر رہا ہے جب اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَاالنَّبِیُّ پر پہنچے تو یوں سمجھے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی جناب میں سلام عرض کر رہا ہے اور حضور انورؐ اس کے سلام کا جواب دے رہے ہیں پھر اَلسَّلَامُ عَلَیْنَا الخ کہتے وقت یہ ارادہ کرے کہ گویا آنحضرت صلعم کے سلام کے جواب میں کہہ رہا ہے کہ آپ کا سلام ہم پر اور اولیائے صالحین پر۔

حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ "اَلسَّلَامُ عَلَیْکَ اَیُّھَا النَّبِیُّ کہنے کے پہلے حضرت کی ذات مقدس کو دل میں حاضر کر تیرا سلام حضرت کو پہنچے گا۔ اور آپ اس سے بہتر جواب دیں گے۔" تشہد میں اَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰہَ کہتے وقت شہادت کی اُنگلی سے اشارہ کرے۔ اس طرح کہ لَآ اِلٰہَ پر اٹھائے اور اِلَّا اللّٰہُ کہتے وقت رکھ دے پھر تشہد کے بعد یہ درود شریف اور دعا پڑھے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ

خداوندا اپنی رحمت نازل فرما ہمارے سردار (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر اور ان کی آل پر بے شک تو ہی تعریف اور بزرگ ہے

کَمَا صَلَّیْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

جیسے کہ رحمت نازل فرمائی ہمارے سردار ابراہیم (علیہ السلام) پر اور ان کی آل پر بے شک تو ہی قابل تعریف اور بزرگ ہے۔

اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ وَعَلٰی آلِ سَیِّدِنَا اِبْرَاھِیْمَ اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ ○

اے اللہ برکت نازل کر ہمارے سردار محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور انکی آل پر جیسے کہ برکت نازل کی ہمارے سردار ابراہیم اور انکی آل پر بیشک تو ہی قابل تعریف اور بزرگ ہے۔

دعا:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَاَعُوْذُبِکَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِیْحِ الدَّجَّالِ وَاَعُوْذُبِکَ

الٰہی میں عذاب قبر سے پناہ مانگتا ہوں اور مسیح دجال کے فتنے سے دوری چاہتا ہوں اور

مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْیَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ مِنَ الْمَاْثَمِ وَالْمَغْرَمِ۔

زندگی کی مصیبت اور موت کے فتنے سے پناہ مانگتا ہوں خداوندا میں گناہ اور قرض سے بھی پناہ مانگتا ہوں

پھر اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰہِ کہتے ہوئے دہنے بائیں سلام پھیر دے۔ ہر طرف نظر کاندھے پر رہے۔

سلام پھیرتے وقت یہ خیال کرے کہ میں فرشتوں کو سلام کرتا ہوں جو ادھر ادھر ہیں اگر مقتدی ہے تو فرشتوں کے ساتھ امام اور اپنے ساتھی نمازیوں کا خیال بھی کرلے اور اگر امام ہے تو مقتدیوں کی بھی نیت کرلے۔

دو رکعت والی نماز کا طریقہ ختم ہو گیا اگر تین یا چار رکعت والی نماز ہو تو دوسری رکعت کے بعد قعدے میں صرف التحیات (عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ) تک پڑھ کر فوراً تکبیر کہتا ہوا اٹھ کھڑا ہو اور باقی رکعتیں بھی اسی طرح ادا کرے۔ لیکن ان رکعتوں میں تسمیہ کے بعد صرف سورۃ فاتحہ پڑھکر رکوع کردے دوسری سورۃ نہ ملائے۔ اگر نماز تین رکعت والی ہو تو تیسری رکعت میں ورنہ چوتھی رکعت میں دونوں سجدوں کے بعد اسی طرح بیٹھ کر التحیات اور درود شریف دعا پڑھ کر سلام پھیر دے۔

چند ضروری باتیں

(۱) فرض کے سوا دوسری نمازوں مثلاً وتر اور سنت وغیرہ میں ہر ایک رکعت میں الحمد کے بعد کوئی اور سورۃ ملانی ضرور ہے۔

(۲) حالت نماز میں اِدھر اُدھر نہ دیکھے بلکہ نظر مقررہ مقامات پر رکھے (جس کا ذکر حسب موقعہ اوپر ہو چکا ہے) آنکھیں بند نہ کرے۔

(۳) حالت قیام میں تمام اعضاء کو حرکت سے محفوظ رکھے اور سیدھا کھڑا رہے جسم کا بوجھ دونوں پاؤں پر برابر رکھے۔ (یعنی ایک پاؤں ڈھیلا اور ایک پاؤں پر وزن ڈالکر نہ کھڑا رہے)

(۴) قرأت ٹھہر ٹھہر کر حرف کو جدا جدا کرکے پڑھے۔

(۵) سورتوں میں ترتیب کا لحاظ رکھے۔ اور دو رکعتوں کے درمیان صرف ایک سورۃ نہ چھوڑ دے۔

(۶) ختم نماز کے بعد دونوں ہاتھ سینے یا مونڈھوں تک اٹھا کر پھیلائے اور دونوں ہتھیلیوں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رکھے۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگے۔ دعا مانگنے کے بعد دونوں ہاتھ منہ پر پھیرے کیونکہ دعا کی برکت سے ہاتھ برکات وانوار سے بھر جاتے ہیں۔ اس لئے ان سے منہ کو مل لینا بہتر ہے۔

(۷) ظہر۔ مغرب۔ عشا کی فرض نماز کے بعد مختصر دعا مثلاً

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْکَ السَّلَام تَبَارَکْتَ یَاذَالْجَلَالِ وَالْاِکْرَام

(خداوند تو ہی سلامت رہنے والا ہے۔ اور تیری ہی طرف سے سلامتی چاہیے جلال و بزرگی والے تو ہی برکت والا ہے)

پڑھے اور جلد سنت پڑھنے کو کھڑا ہو جائے۔ پھر سنتوں کے بعد اور فجر وعصر میں فرض کے بعد تین مرتبہ لَآاِلٰہَ اِلَّااللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ (خدا کے سوا کوئی معبود نہیں محمد اللہ کے پیغمبر ہیں) اور ۳۳ بار سبحان اللہ۔ ۳۳ بار الحمد للہ۔ ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھے۔

(۸) فرض اور سنت نماز کے درمیان دنیوی باتیں کرنے کی ممانعت ہے۔ اس لئے مثلاً ظہر کی سنتیں ہم پڑھ چکے ہوں اور جماعت کا انتظار ہو تو کسی قسم کی بات نہ کرنی چاہیے۔ بلکہ درود شریف وغیرہ پڑھتے رہیں۔ اسی طرح فرض پڑھنے کے ساتھ ہی بغیر کچھ بات کے سنت پڑھ لیں۔

نماز کا لباس

اکثر لوگ باوجود اچھا لباس موجود رہتے کے نماز معمولی کپڑوں سے پڑھ لیا کرتے ہیں۔ اس سے نماز مکروہ ہوتی ہے۔ بلکہ اگر کوئی شخص کسی کے پاس عمدہ لباس پہن کر جائے۔ اور واپسی کے بعد ان کپڑوں کو اتار کر معمولی کپڑوں سے نماز پڑھے تو کفر کا اندیشہ ہے۔

ہمیشہ نماز ایسے لباس سے پڑھنا چاہئے جنہیں پہن کر گھر سے باہر یا کسی امیر کے پاس جانے میں عار نہ ہوتا ہو۔

حکایت

عالمگیر علیہ الرحمتہ باوجود شہنشاہ ہونے کے اپنے بیٹے محمد سلطان کو جس کی عمر اس وقت

صرف پندرہ برس کی تھی اور جو شاہجہاں کے پاس اجمیر جا رہا تھا لکھتا ہے کہ "مجھے یہ سن کر صدمہ ہوا کہ تم بعض وقت صرف قمیص اور پاجامے کے ساتھ نماز ادا کرتے ہو" اسی خط میں یہ بھی ہدایت ہے کہ "تم سفر میں ہوں یا حضر میں طلوع آفتاب سے کم از کم ۷۲ منٹ پہلے بستر چھوڑ دو (۴۸) منٹ میں نہا کر اور کپڑے پہن کر باہر آجاؤ اور نماز فجر ادا کرو۔ اس کے بعد کلام مجید کی تلاوت کرو۔ بعد ازاں ناشتے سے فارغ ہو" پھر گھوڑے کی سواری اور شکار کے متعلق لکھ کر ہدایت کی ہے کہ "جائے قیام پر پہنچ کر عربی کتابوں کا مطالعہ کرو" اس کے بعد دوپہر کے کھانے اور ظہر اور عصر باجماعت ادا کرنے کے متعلق تحریر کر کے نماز عصر کے بعد کچھ دیر عربی پڑھنے کی تاکید کی ہے اور لکھتا ہے کہ کوچ کے دن قرآن شریف کے دو رکوع اور قیام کے دن تین رکوع پڑھنے کا التزام رکھو۔

اس روشن دماغ با سطوت بادشاہ کے اس خط کا ایک ایک حرف دل نشین کرنے کے قابل ہے۔

ہمارے لئے یہ کسقدر عبرت خیز امر ہے کہ ایک شاہزادے کے لئے اس شہنشاہ کے نزدیک جن جن چیزوں کی ضرورت تھی آج ہم تقریباً ان سب سے بے نصیب ہیں۔ عالمگیر علیہ الرحمتہ کے پاس اپنے صاحبزادے کے لئے سحر خیزی۔ جماعت کے ساتھ نماز کی پابندی روزانہ عربی کتب کا مطالعہ۔ سفر میں تک بلاناغہ تلاوت قرآن مجید لازمی چیزیں تھیں۔ اور اس نیک دل بادشاہ کے مبارک دل پر صرف اس بات سے صدمہ ہوتا تھا کہ اس کا لخت جگر صرف قمیص اور پاجامے کے ساتھ نماز پڑھ لیا کرتا ہے۔ آج معمولی کپڑوں سے نماز پڑھنے پر دل کو صدمہ ہونا تو رہا ایک طرف۔ خود نمازوں کی ادائی مشکل ہو گئی ہے۔

فائدہ

منفرد امام۔ مقتدی۔ عورت سب کے نماز پڑھنے کا ایک ہی طریقہ ہے۔ البتہ اس قدر فرق ہے کہ۔ (الف) امام (۱) رکوع کے بعد صرف سَمِعَ اللّٰہُ لِمَنْ حَمِدَہٗ کہے اور فجر، مغرب، عشا میں قرأت بلند آواز سے پڑھے (۲) کل نمازوں میں تکبیرات، تسمیع۔ سلام بلند آواز سے ادا کرے (۳) نماز کے بعد دعا میں مقتدیوں کو بھی شامل کرلے۔ (ب) مقتدی (۱) تکبیر

تحریمہ سے آخر نماز تک ہر رکن میں امام کی پیروی کرے اور قرأت کے سوا باقی سب اذکار امام کی طرح ادا کرے (۲) امام کے قرأت پڑھنے کے وقت خاموش کھڑا ہوا توجہ کے ساتھ سنتا رہے۔

(ح) عورت (۱) تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ شانوں تک اُٹھائے اور قیام میں ہاتھ سینے پر باندھے اس طرح کہ سیدھے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہتھیلی کی پشت پر رکھے (۲) رکوع میں کم جھکے اور گھٹنوں کو جھکالے اور سجدے کے وقت بغل نہ کھولے ہاتھ زمین پر بچھادے اور سمٹی ہوئی رہے (۳) قاعدے میں دونوں پاؤں دائیں طرف نکال کر بائیں سرین پر بیٹھے۔ (۴) کسی نماز میں بھی بلند آواز سے نہ پڑھے۔

اکلِ حلال

ہماری نمازوں کا مقبول ہونا اور عبادت میں لذت حاصل ہونا حلال اور پاک غذا پر موقوف ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک فرشتہ ہے جو یہ منادی کیا کرتا ہے کہ جو شخص حرام کی کمائی کھاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے فرض قبول کرتا ہے نہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مال حرام کھانے سے جو گوشت پیدا ہوگا اس کے لئے دوزخ کی آگ ہی موزوں (ومناسب) ہوگی۔

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ایک غلام کے ہاتھ سے دودھ کا شربت پیا۔ جب پی چکے تو معلوم ہوا کہ شربت وجہ حلال سے نہ تھا آپ نے حلق میں انگلی ڈال کر فوراً قے کردی پھر دعا کی کہ خداوندا میں تیری پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ جو کچھ میری رگوں میں رہ گیا ہے اور نکل نہ سکا۔

حضرت عبداللہ بن مبارک فرماتے ہیں کہ شبہ کا ایک روپیہ اس کے مالک کو واپس کردینا ایک لاکھ روپیہ خیرات کرنے سے بہتر ہے۔

پس ہر شخص کو خواہ بچہ ہو یا بڑا سخت احتیاط کرنی چاہئے کہ ہمارے پاس ایک پیسہ بھی حرام کمائی کا نہ آنے پائے اور ناجائز غذا کا ایک لقمہ بھی حلق سے نیچے نہ اترے۔

بغیر اجازت کسی کا مال لے لینا یا چوری سے کھا جانا۔ دنیوی رسوائی کے سوا آخرت میں بڑے عذاب کا باعث ہے۔

حکایت

حضرت بایزید بسطامیؒ ایک دن رونے لگے اور فرمایا کہ کل قیامت میں خدا تعالیٰ کے سامنے ایک قصاب ایک شخص کے ساتھ حاضر ہوگا۔ اور عرض کرے گا پروردگار! دنیا میں ایک وقت میری دکان پر یہ شخص آیا تھا اور خریدنے کے ارادے سے گوشت کو ہاتھ لگایا اور نرخ دریافت کرکے بغیر لئے کے چلا گیا۔ مگر اس کی انگلیوں کو میرے پاس کے گوشت کا کچھ خون لگا رہ گیا الٰہی! اس کا معاوضہ آج مجھے دلوا تا پس اللہ تعالیٰ کے حکم سے اس خریدار کی نیکیوں میں سے اس قصاب کو عطا ہوگی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ صرف اس نیکی کی زیادتی قصاب کے نیک عمل کی زیادتی کا باعث ہوگی اور یہ بخشا جائے گا۔ اور خریدار کی نیکیوں میں سے کمی کا یہ اثر ہوگا کہ اس کے گناہ کا پلہ بڑھ جائے گا۔ جس کے سبب سے وہ دوزخ میں داخل کردیا جائیگا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس نے ذرہ بھر نیکی کی ہوگی وہ اس نیکی کو (قیامت کے دن) بچشم خود (اپنی آنکھ سے) دیکھ لے گا۔ اور جس نے ذرہ بھر برائی کی ہوگی وہ اس برائی کو بچشم خود دیکھ لے گا۔

کھانا کھانے کے آداب

زندگی کی اصل غرض علم وعمل ہے۔ اور ان کا حاصل ہونا جسم کی سلامتی کے بغیر نہیں ہوسکتا اور جب تک غذا نہ ہو جسم کی سلامتی ممکن نہیں ہے۔ اس لئے مسلمان کا کھانا کھانا بھی عبادت ہی میں داخل ہے اگر اس نیت سے کھاتا ہو کہ علم وعمل پر قوت حاصل ہو۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ''ستھری چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''ایمان دار کو ہر چیز پر ثواب ملتا ہے۔ یہاں تک کہ جو لقمہ اپنے منہ میں لے یا اپنی اہل کے منہ میں دے۔ ان پر بھی ثواب ہے۔''

ہر شخص کو چاہئے کہ کھانا حرص سے نہ کھائے بلکہ حلال کمائی سے بقدر ضرورت کھائے۔

اور ذیل کے آداب کی پابندی کرے۔ کیونکہ انسان اور حیوان میں ان ہی آداب کا فرق ہے کہ حیوان اپنی طبیعت سے جس طرح چاہتا ہے کھاتا ہے۔ اور برائی اور بھلائی کو کچھ نہیں جانتا اسے یہ تمیز دی ہی نہیں گئی اور چونکہ آدمی کو سب باتوں کی تمیز دی گئی ہے۔ اگر وہ اس پر عمل نہ کرے تو اس نے عقل و ہمت وغیرہ کی نعمت کا حق ترک کیا اور یہ کفران نعمت ہے۔

کھانے سے پہلے کے آداب!

(۱) کھانا کھانے سے پہلے ہاتھ منہ دھولینا چاہئے۔ حدیث شریف کہ جو شخص کھانے کے پہلے ہاتھ دھویا کریگا۔ مفلس و تنگدست نہ ہوگا۔

(۲) کھانا دسترخوان پر رکھے کیونکہ رسول مقبول ﷺ دسترخوان پر ہی تناول فرمایا کرتے اور اگلے بزرگوں کی عادت بھی یہی تھی۔ اس کے سوا دسترخوان پر کھانا عاجزی بھی ہے۔

(۳) تکیہ لگا کر نہ کھائے حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ میں تکیہ لگا کر نہیں کھاتا اس لئے کہ میں بندہ ہوں بندوں کی طرح بیٹھتا ہوں۔

(۴) جب تک اچھی طرح بھوک نہ لگے کھانے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے جو شخص خوب اشتہاء ہونے پر کھاتا ہو اور سیر ہونے سے پہلے ہی کھانے سے ہاتھ کھینچ لیتا ہو وہ بہت کم بیمار ہوتا ہے۔

(۵) جو کچھ موجود ہو اس پر قناعت کرے اور خوشی خوشی کھالے عمدہ غذائیں نہ ڈھونڈے کیونکہ کھانے کا مقصد زندگی و عبادت ہے۔ نہ کہ عیش و عشرت۔

کسی کے ساتھ کھانے کے آداب

(۱) جہاں تک ہوسکے تنہا نہ کھائے اس لئے کہ کھانے میں ہاتھ جتنے زیادہ ہوتے ہیں اتنی ہی برکت زیادہ ہوتی ہے۔

(۲) روٹی وغیرہ کی عظمت و حرمت کرے کیونکہ انسان کی زندگی اسی سے ہے اور جب دسترخوان

پر روٹی آجائے تو فوراً شروع کردے سالن کے انتظار میں نہ بیٹھا رہے۔

(۳) اگر اپنے سے بزرگ یا عالم و پرہیزگار کے ساتھ کھانے کا اتفاق ہو تو شروع کرنے میں اس پر پیش قدمی نہ کرے۔

(۴) کھاتے وقت خاموش نہ رہے بلکہ بزرگوں کے واقعات و حکایات اور علم و حکمت کی باتیں کسی قدر کرتا رہے۔ بے کار اور مکروہ باتوں سے پرہیز کرے۔

(۵) اپنے ساتھی کا خیال رکھے خود کم کھائے اور اچھی چیزیں اس کے سامنے بڑھائے۔ اگر ساتھی شرم سے آہستہ کھاتا ہے تو اس کی خاطرداری کرے مگر تین دفعہ سے زیادہ اصرار نہ کرے اور کھانے کے لئے قسم نہ دے۔

حکایت

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمتہ اللہ علیہ درویشوں کی دعوت کیا کرتے تھے اور خرمے (کھجور) کھلایا کرتے اور کہتے تھے کہ جو کوئی زیادہ کھائے گا ہر دانہ خرما کے عوض ایک ایک روپیہ دونگا پھر شمار کرتے جس کے پاس دانے زیادہ ہوتے ہر دانے کے عوض ایک ایک روپیہ دیتے۔

(۶) نگاہ نیچی رکھے اوروں کے نوالے کو نہ دیکھے۔

(۷) ایسی حرکتیں نہ کرے جن سے دوسروں کی طبیعت کو کراہت و نفرت ہو برتن میں ہاتھ نہ جھٹکے اور جو چیز دانت سے کترے پھر اسے ظرف میں نہ ڈالے اگر منہ میں سے کچھ نکالنا چاہے تو منہ پھیر کر نکالے۔

کھانے کے وقت کے آداب

(۱) کھانا شروع کرتے وقت بسم اللہ کہے کھانے سے پہلے خدا کا نام لینے سے غرض یہ ہے کہ آدمی خدا کو یاد کرے اور دل سے اس کا شکرگزار رہے تاکہ شکر کی وجہ سے نعمت میں زیادتی ہو۔
پس ہر شخص کو چاہئے کہ ہر ایک کام شروع کرتے وقت بسم اللہ کہا کرے تاکہ اس کا اٹھنا بیٹھنا۔ چلنا پھرنا۔ کھانا پینا۔ سونا جاگنا سبھی کام عبادت ہوں بہتر تو یہ ہے کہ ہر لقمے کے ساتھ بسم اللہ

کہے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم آواز سے کہنا چاہیے تاکہ اوروں کو بھی یاد آ جائے۔
اگر بھول جائے تو کھانے میں جب یاد آئے بسم اللہ اولہ و آخرہٗ کہے۔

(۲) سیدھے ہاتھ سے کھائے۔ اس میں مصلحت یہ ہے کہ سیدھا ہاتھ بائیں ہاتھ کی نسبت اپنے افعال پر زیادہ قوت رکھتا ہے۔ یہ لقمے کو اچھی طرح پکڑے گا اور بے تکلف سیدھا حفاظت کے ساتھ منہ تک پہنچائے گا بائیں ہاتھ سے یا چھری کانٹے سے کھانے میں پوری مہارت تعلیم و مشق کے بغیر ناممکن ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم "نے اولاد آدم کو فضیلت دی ہے یعنی ان کو انگلیوں سے کھانے کی قدرت عطا کی ہے" باوجود اس قدرت کے چھری کانٹے سے کھانا نعمت الٰہی کی قدر نہ کرنا ہے۔

(۳) نمک سے شروع کرے اور نمک ہی پر ختم کرے کہ اس میں بہتیری اور بے شمار بیماریوں سے حفاظت ہے۔

(۴) نوالہ چھوٹا لے اور خوب چبائے اور جب تک پہلا نہ نگل لے دوسرے کی طرف ہاتھ نہ بڑھائے۔

(۵) کسی کھانے کی مذمت نہ کرے کہ رسول خدا ﷺ کبھی کھانے کو عیب نہیں لگاتے تھے اگر پسند آتا تناول فرما لیتے ناپسند ہوتا چھوڑ دیتے۔

(۶) اپنے سامنے سے کھایا کرے ہاں اگر میوہ ہو تو جس طرف سے چاہے کھائے۔

(۷) روٹی کو بیچ میں سے نہ توڑے بلکہ کنارے سے توڑ توڑ کر کھائے۔

(۸) گرم کھانے میں پھونک نہ مارے بلکہ ذرا صبر کرے کہ ٹھنڈا ہو جائے۔

(۹) اگر سالن وغیرہ میں مکھی گر جائے تو اس کو غوطہ دے کر نکالے کیونکہ اس کے ایک پر میں زہر ہے اور دوسرے میں شفا۔

(۱۰) کھانا کھانے کے بعد انگلیاں چاٹ لے۔

(۱۱) روٹی دانت سے توڑ کر یا ہاتھ یا گود میں رکھ کر کھانا منع ہے۔

اسی طرح جوتا پہن کر یا بازار میں چلتے پھرتے یا حالت ناپاکی میں کھانے کی بھی ممانعت ہے۔ کہ ان سب باتوں سے افلاس پیدا ہوتا ہے۔

کھانا کھانے کے بعد کے آداب

(۱) جب کھانا کھا چکے تو کہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَسَقَانَا وَجَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے ہمیں کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور ہمیں مسلمان بنایا۔

(۲) ہاتھ دھو کے دامن سے نہ پونچھے

لطیفہ

ایک حکیم نے اپنے لڑکے سے کہا کہ جب تک اپنی عقل ساتھ نہ لے لو گھر سے نہ نکلو یعنی صبح کے وقت بغیر کچھ کھائے باہر نہ جاؤ۔ اس کو عقل اس لئے کہا کہ کھانے سے عقل ٹھکانے رہتی ہے۔ اور نیت بازار کی چیزوں کی طرف نہیں جاتی۔

پانی پینے کے آداب

(۱) آبخورہ یا گلاس داہنے ہاتھ میں لے اگر پینے کی شے میں کوئی تنکا یا کیڑا ہو تو اسے پہلے نکال لے پھونکیں مار کر ہٹانا درست نہیں۔ پھر بسم اللہ کہہ کر آہستہ آہستہ پیے کھڑا ہو کر پینا جائز ہے۔ مگر بیٹھ کر پینا بہتر ہے۔ نہار یعنی بغیر کچھ کھائے ہوئے پانی پینا خلاف حکمت ہے اور منہ ڈالے ہوئے سانس بھی نہیں لینا چاہیے سانس لینا ہو تو برتن سے منہ نکال لینا چاہیے حضرت رسول اللہ ﷺ تین سانس میں پانی پیا کرتے اور ہر سانس لینے میں پانی کے برتن کو اپنے مبارک منہ سے علیحدہ کر لیا کرتے تھے اور فرماتے اس طرح پانی پینا زیادہ سیراب کرنے والا اور جسم کو صحت و تندرستی بخشنے والا ہے۔ سانس نہ لینے میں یہ مصلحت ہے کہ یہ ہوا کثیف اور زہریلی ہوتی ہے۔ پانی میں شامل ہو کر مضر صحت ہوگی۔

پانی پیتے وقت اس کا بھی خیال رکھے کہ پانی پیالے سے نیچے ٹپکنے نہ پائے جب پی چکے تو یہ دعا پڑھے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ جَعَلَهٗ عَذْبًا فُرَاتًا بِرَحْمَتِهٖ وَلَمْ یَجْعَلْهُ مِلْحًا اُجَاجًا بِذُنُوْبِنَا ۝

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے پانی کو اپنی رحمت سے شیریں اور خوشگوار بنایا اور ہمارے گناہوں کے سبب سے کھاری اور بدمزہ نہیں کیا۔

سورة الماعون

شانِ نزول: ابوجہل مردود کی عادت تھی کہ جب کوئی مال دار بیمار ہوتا تو اس کے پاس آ کر بیٹھتا اور کہتا کہ اپنے یتیموں کو میرے سپرد کر دے۔ اور ان کا حصہ میرے پاس امانت رکھ کہ میں ان کی خبر گیری اور خدمت گذاری کا حق بخوبی ادا کروں گا اور دوسرے وارث ان پر زیادتی نہ کر سکیں گے۔ اس طرح ہمدردی ظاہر کر کے مال اپنے قبضہ میں کر لیتا اور اس بیمار کے مرنے کے بعد جب یتیم اپنے مال میں سے کھانا کپڑا مانگتا تو یہ ظالم اس کو مار کر نکال دیتا۔ اس کے ستائے ہوئے یتیم ننگے بھوکے دربدر روتے پھرتے اسی طرح سے ایک یتیم برہنہ سر نہایت بے کسی کی حالت میں آنحضرت ﷺ کے پاس آ کر اس ملعون کی شکایت کرنے لگا سرکارِ عالم ﷺ اس یتیم کی خاطر اس ملعون کے پاس تشریف لے گئے اور روزِ قیامت کی پرسش سے ڈرایا تو ابوجہل نے اس وعظ و نصیحت کے مقابلے میں روزِ جزا کا انکار کرنا شروع کیا حضورِ انور ﷺ رنجیدہ ہو کر دولت خانے کو تشریف لائے پھر یہ سورت نازل ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اَرَءَیْتَ الَّذِیْ یُكَذِّبُ بِالدِّیْنِ ۝ فَذٰلِكَ الَّذِیْ یَدُعُّ الْیَتِیْمَ ۝

کیا آپ نے اس شخص کو دیکھا جو روزِ جزا کو جھٹلاتا ہے اور (اسی سبب سے) یہ شخص ایسا سنگ دل ہو گیا ہے کہ یتیم کو دھکے دیتا ہے۔

وَلَا یَحُضُّ عَلٰی طَعَامِ الْمِسْكِیْنِ ۝ فَوَیْلٌ لِّلْمُصَلِّیْنَ ۝ الَّذِیْنَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ۝

اور مسکین (کو خود کھانا کھلانا تو درکنار لوگوں کو بھی اس) کے کھانے کی ترغیب نہیں دیتا۔ پھر ان نمازیوں کی (بڑی تباہی) ہے جو اپنی نماز کی طرف سے غفلت کرتے ہیں۔

الَّذِیْنَ هُمْ یُرَآءُوْنَ ۝ وَیَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝

اور وہ جو کوئی نیک عمل کرتے بھی ہیں تو ریاکاری کرتے ہیں اور دل کے ایسے تنگ ہیں کہ برتنے کی (چھوٹی چھوٹی) چیزیں بھی مستعار نہیں دیتے (کہ اس سے کام لیکر پھر واپس کر دیں)

خواص سورۂ ماعون

برتنے کی چیز پر پڑھ کر دم کر دیں۔ تو ٹوٹنے پھوٹنے سے محفوظ رہے جو شخص اس کو اکثر پڑھا کرے گا تو اس کی دعا مقبول ہوا کرے گی۔

سُوْرَۃُ کَوْثَرْ

شانِ نزول: حضرت رسولِ خدا ﷺ کے دو صاحبزادے حضرت قاسم اور حضرت عبداللہ جو طیب اور طاہر کے لقب سے ملقب تھے بچپن میں پے در پے (ایک کے بعد ایک) انتقال کر گئے تو کافر کہنے لگے کہ آپ کی نسل منقطع (ختم) ہو گئی پس آپ (نعوذ باللہ) ابتر یعنی بے نام و نشان ہیں اور اس دین و مذہب کا چرچا چند روز ہے۔ پھر یہ سب بکھیڑے پاک ہو جائیں گے۔ اس سورۃ میں خدا تعالیٰ نے کافروں کا جواب دیا اور آنحضرت ﷺ کی تسلی فرمائی کہ گو تمہارے لئے بیٹا نہیں ہے مگر تمام مسلمان جو روزِ قیامت تک ہوں گے وہ سب تمہارے ہی فرزند ہیں جو مطلب اصلی فرزند سے حاصل ہوتا ہے وہ اُمت کے لوگوں سے بأحسن الوجوہ (بہتر طریقے) حاصل ہوتا ہے بیٹا نہ رہا نہ سہی تمہاری دینی نسل قیامت تک منقطع ہونے والی نہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِنَّاۤ اَعْطَیْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ۝

بے شک ہم نے آپ کو کوثر یا بڑی خیر و برکت عطا فرمائی ہے۔ تو (اس کے شکریہ میں) اپنے پروردگار کی نماز پڑھئے اور قربانی کیجئے

إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝

بالیقین آپ کا دشمن ہی بے نام ونشان ہے۔

خواص سورۂ کوثر: جو شخص اس سورۃ کو لکھ کر اپنے پاس رکھے بلاؤں سے محفوظ رہے۔

سورۂ کافرون

کافروں نے دیکھا کہ اسلام بڑھتا چلا جاتا ہے تو عاجز آ کر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم سے ایک دفعہ کہا کہ تم ہمارے معبودوں کو برا کہنا چھوڑ دو اور ہم اور تم مل جل کر مکہ میں اس طرح رہیں گے کہ ایک سال تم ہمارے بتوں کی پوجا کرو ہم دوسرے سال تمہارے خدا کی بندگی کر لیا کریں گے اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ سورۃ نازل فرمائی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

قُلْ يٰٓاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَآ اَعْبُدُ مَا تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ وَلَآ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ ۝ وَلَآ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝ لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝

آپ کہہ دیجئے کہ اے کافرو نہ (تو اسوقت) میں (تمہارے) ان معبودوں کی پرستش کرتا ہوں جن کی تم پرستش کرتے ہو اور جس (خدا) کی میں پرستش کرتا ہوں تم بھی (اسوقت) اس کی پرستش نہیں کرتے اور (آئندہ بھی) نہ (تو) میں (تمہارے) ان (معبودوں) کی پرستش کروں گا جن کی تم پرستش کرتے ہو اور نہ تم (جی سے یہ توقع ہے کہ) اس (خدا) کی پرستش کرو گے جس کی میں پرستش کرتا ہوں (تو بس) تمہارا (عمل کیا) تم کو تمہارا دین اور مجھ کو میرا دین۔

خواص سورۂ کافرون: بلاناغہ جو شخص پڑھے وہ تمام آفات وبلیات سے محفوظ رہے طلوع و غروب کے وقت اس کا پڑھنے والا شرک سے امن میں رہے گا۔

والدین کی اطاعت

ایک شیر خوار بچہ جسے کچھ عقل وتمیز ہے نہ اپنے پرائے کی خبر اپنی راحت کی کچھ فکر کر سکتا ہے نہ تکلیف دہ چیز کو دفع کرنے کی قدرت رکھتا ہے پاکیزگی سے اسے کچھ سروکار ہے نہ غلاظت

سے ننگ وعار (شرم)۔ بھوک کے وقت روتا تو جانتا ہے مگر کھانے پینے کے اسباب پیدا نہیں کر سکتا۔ برہنگی کی حالت میں سردی کی شدت سے کانپتا ہے مگر اپنے جسم کو محفوظ رکھنے کی تدبیر سے آگاہ نہیں اس کا جینا مشکل ہے اور آفتوں سے محفوظ رہنا دشوار۔ مگر باوجود اس بے بسی کے ناز ونعمت میں پلتا ہے اور اس کی تمام ضروریات زندگی بغیر کسی محنت کے پوری ہو جاتی ہیں۔ اس لئے کہ جان سے زیادہ عزیز رکھنے والی ماں اور دلی ہمدردی کرنے والا باپ موجود ہے۔ والدہ یہ اپنا خون (یعنی دودھ) پلا کے اس کو پرورش کرتی ہے۔ اپنی راحت وآسائش اس پر قربان کر دیتی ہے۔ والد اپنی محنت کی کمائی اس کی پرورش میں خوشی خوشی خرچ کرتا ہے اور اس کی صلاح وفلاح کا جان ودل سے طالب ہے اور چاہتا ہے کہ اس کا فرزند ہر قسم کے علم وہنر میں باکمال بلکہ یکتائے زمانہ ہو یہ کیسی کیسی محنت و مشقت اٹھا کے دنیوی اسباب جمع کرتا ہے اور اولاد کے لئے چھوڑ جاتا ہے۔ والدہ کی محبت و شفقت اور محنت ومشقت تو والد سے بھی بڑھی ہوئی ہے۔

غرض اپنی اولاد کے ساتھ والدین کی محبت والفت بے نظیر ہے درحقیقت کسی دوست کی محبت اس انداز ے کی ہے نہ کسی محسن کا احسان اس پایہ کا۔ اسی لئے خدا تعالیٰ نے اپنی عبادت کے بعد انسان پر اگر کوئی چیز لازم فرمائی ہے تو ماں باپ کے ساتھ احسان کرنا ہے۔ اور ان کے ساتھ انتہائے ادب سے رہنا۔ چنانچہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔

"اے پیغمبر تمہارے پروردگار نے حکم کر دیا ہے کہ لوگو اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک کیا کرو خصوصاً ان کے بڑھاپے کے وقت میں تو ان کے سامنے کبھی ہوں بھی نہ کہنا اور نہ ان کو جھڑکنا اور ان سے خوب ادب سے بات کرنا۔ اور ہمیشہ محبت و عاجزی کا برتاؤ رکھنا اور یوں دعا کرتے رہنا کہ اے میرے پروردگار تو ان دونوں پر رحم فرما جیسا انہوں نے مجھ کو بچپن میں پالا پرورش کیا ہے"

یہ بھی باری تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ "ہم نے انسان کو اپنے ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے کی تاکید کی ہے کہ اس کی ماں نے تکلیفیں اٹھا کر اسے پیٹ میں رکھا اور بڑی مشقت کے

ساتھ اس کو جنا۔اور اس کا پیٹ میں رہنا اور اس کے دودھ کا چھوٹنا کم سے کم تیس مہینے میں جا کر تمام ہوا ہے۔"

حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے والا فرزند اپنے ماں باپ کو محبت کی نگاہ سے دیکھتا ہے تو خدا تعالیٰ اسکے لئے ہر مرتبے کے دیکھنے کے عوض (اس کے اعمال نامے میں) ایک حج مقبول کا ثواب لکھتا ہے۔"

آپ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ خدا کی رضامندی ماں باپ کی رضامندی پر موقوف ہے اور خدا کی ناخوشی ماں باپ کی ناخوشی میں ہے۔"

پس ہر شخص کو چاہئے کہ خالق کی اطاعت کے بعد ماں باپ کی فرمانبرداری کو اپنے لئے سب سے ضروری سمجھے یہاں تک کہ اگر نفل نماز پڑھتے وقت ماں باپ اس کو پکاریں تو نماز توڑ کر جواب دے۔(استاد اور مرشد کے لئے بھی یہی حکم ہے) اور ان کے ساتھ سچی محبت رکھے اور دل وزبان سے ان کا ثنا خواں اور ظاہر و باطن میں ان کا خیر خواہ رہے۔ان کی خدمت گزاری میں کسی طرح کی کمی نہ کرے اور ان کے ہر حکم کی خوشی خوشی تعمیل کرے سوا ان حکموں کے جو خلاف شرع ہوں۔

حتی المقدور ان کے آرام وآسائش کے سامان اور ان کے لئے مالی امداد بہم پہنچاتا رہے۔ اگر کسی کے والدین یا ان سے کسی ایک کا انتقال ہو چکا ہے تو چاہئے کہ ان کے لئے ایصال ثواب اور دعائے مغفرت کیا کرے۔

بچپن میں ہر ایک لڑکے کا فرض ہے کہ اس کے والدین جو کھلائیں خوشی سے کھالے جو پہنائیں مسرت کے ساتھ پہن لیا کرے والدین کے ساتھ نہایت نرمی سے گفتگو کیا کرے اپنی کسی خواہش کا اظہار مطلوب ہو تو دبی زبان میں ان سے عرض کرے پھر اس کی آرزو پوری ہو کہ نہ ہو بہر حال شاد وخرم رہے۔

ماں باپ اگر کبھی اس پر غضبناک ہوں تو ان کا غصہ خواہ بے جا ہی کیوں نہ ہو فرزند کو چاہئے کہ صبر وتحمل سے کام لے اور ان کی سخت وسست باتوں سے بجائے آزردہ دل ہونے کے لذت حاصل کرے کیوں کہ ماں باپ بھی تو اس کی سخت کلامی پر اس کو پیار کیا کرتے تھے۔یہ شرارت کرتا وہ اس کو دعائیں دیتے۔

ماں باپ کے تمام احسانات کے قطع نظر ان کا کھلانا پلانا ہی کافی احسان ہے۔نمک حلالی نہایت ضروری چیز ہے جس کا نمک کھایا ہے اس سے بے وفائی زیبا نہیں ماں باپ نے اسے پالا پوسا ہر طرح کی دیکھ بھال کی اس شکر میں عمر بھی ان کے شکر گزار رہنا اور اپنی جان ومال کو ان کے لئے وقف سمجھنا ضروری ہے۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی اطاعت

حضرت ابراہیم (اولوالعزم اور مشہور پیغمبر) علیٰ نبینا وعلیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ گویا وہ اپنے پیارے بیٹے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں۔جب خواب سے بیدار ہوئے تو اس وجہ سے کہ انبیا علیہم السلام کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔اس کو خدا تعالیٰ کا حکم سمجھے اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام سے کہا کہ "بیٹا میں خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ میں تم کو ذبح کر رہا ہوں پس تم بھی اپنی جگہ سوچ کر تمہاری کیا رائے ہے۔" یہ اس لئے پوچھ لیا کہ ان کے صبر اور اطاعت کی آزمائش ہو جائے اور اگر اسمٰعیلؑ ذبح ہونے سے انکار کریں تو سمجھا منا کر راضی کر لیں۔مگر حضرت اسمٰعیلؑ اپنے والد ماجد کی فرمانبرداری میں کوتاہی کرنے والے کب تھے۔آپ نے سنتے ہی فوراً کہہ دیا کہ "ابا جان اس میں میری رائے کیا دریافت فرماتے ہیں آپ کو جو حکم ہوا ہے بے تامل اس کی تعمیل کیجئے انشاءاللہ آپ مجھ کو صبر کرنے والا ہی پائیں گے"۔

غرض جب حضرت ابراہیمؑ ذبح کرنے کو آمادہ ہو گئے تو حضرت اسمٰعیل نے عرض کیا کیا کہ ابا جان میری چند وصیتیں ہیں مہربانی فرما کر اس کو سن لیجئے۔(۱) پہلے میرے ہاتھ پاؤں مضبوط باندھئے تاکہ میں تڑپ نہ سکوں کیونکہ اندیشہ ہے کہ میرے تڑپتے وقت آپ کے کپڑے خون آلودہ ہو جائیں۔اور اس بے ادبی کی وجہ سے میں گنہگار ٹھیروں۔(۲) جب آپ گھر میں تشریف لے جائیں تو میری غمگین اماں جان کو میرا سلام پہنچا کر میرا کرتا ان کے حوالے فرما دیجئے تاکہ ان کو اس کرتے کے سبب سے تسلی ہو (۳) چھری کو خوب تیز فرما لیجئے اور میرے گلے پر تیزی سے چلائیے تاکہ میری جان آسانی سے نکل سکے (۴) میرا منہ زمین کی طرف کیجئے تاکہ ذبح کرتے

وقت آپ کی نظر میرے چہرے پر نہ پڑنے پائے اس لئے کہ شاید میری صورت دیکھ کر محبت پدری جوش میں آ جائے۔ اور آپ مجھے ذبح نہ کر سکیں اور حکم الٰہی کی تعمیل میں آپ سے کوتاہی ہو۔

الحاصل ابراہیم علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور روتے ہوئے محض خدا کی خوشنودی کی خاطر اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کے لئے ماتھے کے بل پچھاڑا اور گلے پر چھری پھیرنے لگے۔ خدا کی شان حضرت اسمٰعیلؑ کے گلے پر کچھ اثر نہ ہوا اور آپ بال بال بچ گئے۔

خدا تعالیٰ کو ان کی فرماں برداری نہایت پسند آئی حضرت ابراہیمؑ کو ارشاد باری ہوا کہ ابراہیم شاباش تم نے خواب کو سچ کر دکھایا۔ اس خواب سے ہم کو تمہارا امتحان مقصود تھا اور اس میں تم پورے اترے۔ راستے میں جبرئیل علیہ السلام ایک مینڈھا لئے ہوئے حاضر ہوئے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ یہ آپ کے بیٹے کی طرف سے فدیہ ہے۔ ان کے عوض آپ اس کو ذبح کر دیجئے۔ ابراہیمؑ نے ایسا ہی کیا۔

عید الاضحیٰ میں ہر سال جو قربانی کا طریقہ ہے اسی وقت سے جاری ہے اور اسی لئے اس کو سنت ابراہیمی کہا جاتا ہے۔

حضرت اسمٰعیلؑ نے اپنے اس عمل سے ثابت کر دیا کہ سعادت مند لڑکے ماں باپ کے حکم پر اپنا سر قربان کر دینے کو بھی آمادہ ہو جاتے ہیں اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بتلا دیا کہ خدا کے فرماں بردار بندے اس کے حکم پر اپنے لخت جگر کا گلا کاٹنے میں کمی نہیں کرتے۔

فـ: ماں باپ کی طرح اپنے خاندان کے دوسرے بزرگوں کا ادب بھی ضروری ہے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جو چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور بڑوں کی تعظیم نہ کرے وہ ہمارا اُمتی نہیں" حضور انورؐ نے یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ "جس جوان نے بوڑھے کی اس کے سن کی وجہ سے عزت کی تو خدا اس کے بڑھاپے کے وقت ضرور ایسا شخص مقرر کرے گا جو اس کی عزت کرنے والا ہوگا۔"

دعائے قنوت

اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ

اے اللہ ہم تجھ سے مدد مانگتے ہیں اور تجھ سے بخشش چاہتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ کرتے ہیں

وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ وَنَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ

اور بھلائی سے تیری تعریف کرتے ہیں اور تیرا شکر کرتے ہیں اور تیرا انکار نہیں کرتے اور ہم دل سے بیزار ہیں اور چھوڑتے ہیں

مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى

اس کو جو تیری نافرمانی کرے۔ اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیری ہی نماز پڑھتے ہیں اور تجھ ہی کو سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے ہیں

وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْا رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ ۝

اور خدمت کرتے ہیں اور تیری رحمت کی امید رکھتے ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بے شک تیرا عذاب کافروں کو پہنچنے والا ہے۔

حفاظت وقت

اگر کسی باغ کی بہار خزاں سے بدل جائے تو کچھ عرصے کے بعد اس میں پھر نئی بہار آ سکتی ہے کوئی قیمتی گوہر شکستہ ہو جائے تو پھر اس قسم کے جواہر دستیاب ہو سکتے ہیں۔ کوئی چیز گم ہو جائے تو پھر وہی یا اس کے مشابہ کوئی اور ہو دست ہو سکتی ہے غرض تقریباً سبھی اشیاء کا بدل بلکہ نعم البدل ممکن ہے۔ لیکن اگر تلافی نہیں ہو سکتی تو گئے ہوئے وقت کی اور جا کر نہیں آ سکتی ہے تو عزیز عمر۔

مال و دولت عزیز ہے اس لئے کہ اس سے لطف زندگی نصیب ہوتا ہے۔ عزت و شہرت پسندیدہ چیز ہے کہ اس سے بڑے بڑے فوائد حاصل ہو سکتے ہیں ریاضت و عبادت بہترین چیز ہے کہ اس سے نجات اخروی میسر ہوتی ہے مگر ان میں سے ہر ایک کا اور ان کے سوا بہت سی چیزوں کا دستیاب ہونا وقت پر منحصر ہے وقت کو کام میں لایا گیا تو سب کچھ ہو سکتا ہے اس کو ضائع کیا کہ ہر قسم کی بربادی کا سامان مہیا ہو گیا۔

اگر ہمارا معمولی سا نقصان ہوتا ہے تو ہم پریشان ہو جاتے ہیں اور ادنیٰ سی چیز گم ہو جاتی ہے تو بے حد تلاش کرتے ہیں ایک ایک سے پوچھتے ہیں۔ افسوس کرتے ہیں یہ کیا غضب ہے کہ اوقات جیسی عزیز ترین چیز اکثر و بیشتر بے کاری میں صرف ہو جاتی ہے مگر بہت کم ہیں ایسے لوگ جو اس نایاب شئے کے ضائع ہونے پر کچھ افسوس کرتے ہوں۔

حالت یہ ہے کہ عمر کی عزیز گھڑیاں کشادہ دلی کے ساتھ بے کاری میں صرف کی جاتی ہیں۔ اکثر اشخاص کی زندگی کا نظام العمل تقریباً حسب ذیل ہے۔ صبح سات یا آٹھ بجے خواب غفلت سے بیداری پھر ضروریات سے بہ سہولت و کاہلی تمام فراغت پا کر اگر طالب علم ہیں تو حضوری مدرسہ ورنہ دفاتر یا اور کوئی کام پر چلے گئے بعد برخاست دوست احباب کے ساتھ تفریح ہے یا دوسرے بے کار مشغلے رات کا کم و بیش نصف حصہ انہیں خرافات میں گذار دیا جاتا ہے شب کو آرام کرنے میں بے جا تاخیر صبح میں دیر سے اٹھنے پر مجبور کر دیتی ہے۔

اس میں شک نہیں کہ سیر و تفریح اچھی چیز ہے لیکن کئی کئی گھنٹے صرف اسی میں مشغول رہنا عقلمندی نہیں۔

یاد رہے کہ بعض دوست خواہ ہم جماعت ہوں یا ہم مدرسہ ہم وطن ہوں یا ہم عمر تضیع اوقات (وقت کو بے کار برباد کرنے) کے خاص اسباب ہوا کرتے ہیں ایسے احباب سے حتی المقدور کنارہ کشی نہایت ضروری ہے۔

ہر شخص کو چاہئے کہ لمحے لمحے کا اپنے دل میں حساب رکھے اور غور کر لیا کرے کہ ہر روز چوبیس گھنٹوں میں کتنے گھنٹے ضروری کام میں بسر ہوئے اور کتنے بے کاری یا مضرت بخش (نقصان دینے والے) کاروبار میں گذرے۔

پھر دوسرے دن پہلے کی نسبت غیر ضروری کاموں میں کمی کر دے اسی طرح اپنی اصلاح آپ کرتا جائے۔

حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ

آپ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا زاد بھائی اور آپ کی صاحبزادی سیدۃ النساء فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کے شوہر ہیں۔ جس طرح عورتوں میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور مردوں میں حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پہلے ایمان لانے والوں میں ہیں اسی طرح کم عمر صاحبزادوں میں سب سے اول ایمان لانے والے آپ ہیں کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم پیر کے دن پیغمبری سے سرفراز ہوئے اور دوسرے ہی دن حضرت علی کرم اللہ وجہہ ایمان لائے اس وقت آپ کی عمر شریف دس برس کی تھی۔

بچپن کے زمانے سے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات تک آپ ہمہ وقت خدمت اقدس میں حاضر رہے اور جب تک زندہ رہے اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی خدمت پر قدار رہے۔

آپ کی شجاعت و سخاوت مشہور ہے۔ زہد و پرہیزگاری میں بھی آپ یکتا تھے۔

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "جس کا میں دوست اور مددگار ہوں علیؓ بھی اس کے دوست اور مددگار ہیں۔

یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے علیؓ سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی اور جس نے مجھ سے محبت رکھی اس نے اللہ سے محبت رکھی غرض آپ کے فضائل کثرت سے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد آپ خلیفہ مقرر ہوئے آپ پورے پانچ برس بھی خلافت کا کام انجام دینے نہ پائے تھے کہ بد بخت عبدالرحمٰن ابن ملجم نے آپ کو شہید کر دیا۔ مگر آپ کے استقلال اور شوق شہادت کا یہ حال کہ جب آپ کے قاتل ابن ملجم کی تلوار پیشانی پر لگی اور دماغ تک اتر گئی تو زخم کھاتے ہی آپ کی زبان مبارک سے نکلا" کعبے کے رب کی قسم میں کامیاب ہو گیا"۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اوقات کی حفاظت کا اتنا خیال رکھتے کہ اپنی خلافت کے زمانے میں دن کے وقت مخلوق کے کاروبار انجام دیتے رات بھر عبادت الٰہی میں مصروف رہتے لوگوں نے کہا امیر المومنین اتنی محنت آپ کیوں اٹھاتے ہیں دن کو آرام ہے نہ رات کو چین فرمایا اگر دن کو آرام لوں رعیت برباد ہو جاتی ہے اگر رات کو آرام کروں تو میں تباہ ہو جاتا ہوں۔

حضرت امام رازی کو افسوس ہوتا تھا کہ کھانے کا وقت کیوں علمی مشاغل سے خالی جاتا ہے چنانچہ وہ فرمایا کرتے خدا کی قسم مجھ کو کھانے کے وقت علمی مسائل کے چھوٹ جانے پر افسوس آتا ہے کیونکہ وقت بڑی عزیز چیز ہے۔

علی بن الحسن کہتے ہیں کہ ایک شب میں عشا کی نماز پڑھ کر مسجد سے باہر آنے کے لئے حضرت عبداللہ بن المبارک (بڑے مشہور محدث اور حضرت امام ابوحنیفہ کے شاگرد) کے ساتھ اٹھا اس رات کو سردی کی بہت شدت تھی دروازے پر پہنچ کر ابن المبارک نے ایک حدیث کا ذکر چھیڑا جب وہ فرما چکے تو میں نے اس کی نسبت کچھ کہا۔ میرے بعد پھر انہوں نے کچھ بیان کیا۔ غرض اسی طرح سلسلہ کلام جاری تھا کہ مؤذن نے فجر کی اذان دیدی اور ہم دونوں مسجد کو لوٹ آئے۔

یہ بزرگ اپنی زندگی کی مبارک گھڑیاں کس طرح بسر کرتے تھے اور ہم کن مشاغل میں گزار رہے ہیں۔ اگر مقابلہ کر کے دیکھا جائے تو سوائے کف افسوس ملنے کے چارہ نہیں۔

شیخ سعدی علیہ الرحمۃ فرماتے ہیں کہ بچپن میں میرے والد نے مجھ کو ایک انگوٹھی خرید کر دی کسی عیار نے مٹھائی کا لالچ دیا مجھ کو انگوٹھی کی کیا قدر تھی مٹھائی لے کر انگوٹھی دے دی۔ اپنا یہ واقعہ لکھ کر فرماتے ہیں کہ اسے شخص تو بھی اپنی عمر کی قیمت نہیں جانتا جو عیش و آرام کے عوض اس عمر کو خرچ کر رہا ہے یعنی اتنی قیمتی چیز اس طرح ضائع کرنا عقل مندی نہیں بلکہ اسے تو تحصیل علم و نیک نامی میں صرف کرنا چاہئے۔

اذان کا بیان

اذان جو پنج وقتہ نمازوں کے آگے دی جاتی ہے عجیب اثر کرنے والی چیز ہے دوسرے مذہبوں میں عبادت کے وقت گھنٹے اور ناقوس (سنکھ) بجائے جاتے ہیں مگر جو اثر آدمی کی آواز اور چنے ہوئے الفاظ میں ہوتا ہے ممکن نہیں کہ اور آوازوں میں ہو سکے۔ اسی لئے اسلام میں بے کار کاموں سے بے تعلق اور نماز کی طرف متوجہ کرنے کے لئے آدمی کی آواز کو خاص الفاظ کے ساتھ منتخب کیا گیا۔ جس میں نماز کے واسطے بلانے کے علاوہ خدا تعالیٰ کی توحید و تعریف اور اس کے رسول علیہ السلام کی تصدیق بھی شامل ہے۔

حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "اذان دینے اور پہلی صف میں شریک ہونے کا جو ثواب ہے اگر لوگوں کو معلوم ہوتا اور اس پر کامیاب ہونے کے لئے بغیر قرعہ ڈالنے کے اور کوئی تدبیر بن نہ پڑتی تو اذان دینے اور صف اول میں شریک ہونے کے لئے لوگ ضرور قرعہ (چٹھی) ڈالتے (اور جس کے نام کا قرعہ نکلتا وہی دیتا یا صف اول میں شریک ہوتا)

اذان کی بزرگی اور مؤذنوں کے فضائل میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اذان اسلام کی بڑی علامت ہے اور مؤذن لوگوں کو نماز اور خدا کی یاد کی طرف بلاتا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ بھلائی کا راستہ بتانے والا گویا اس کا کرنے والا ہے اس لئے نمازیوں کو جتنا ثواب ملتا ہے مؤذن کو بھی خدا تعالیٰ سے (اتنا ہی) عطا ہوتا ہے۔

افسوس ہے کہ بعض لوگوں نے اذان کو ایک معمولی خدمت سمجھ رکھا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ منصب ان لوگوں کے سپرد کیا جاتا ہے جو کم وجاہت ہوتے ہیں۔ ذی مرتبہ اشخاص اذان کہنے

میں اپنی بے وقعتی سمجھتے ہیں ہاں امامت کے خواہش مند پائے جاتے ہیں کیونکہ یہ ان کی نظروں میں اذان کی نسبت زیادہ شان دار کام ہے حالانکہ مؤذن کا خدا تعالیٰ کے نزدیک بڑا درجہ ہے۔

حکایت

حضرت ابو مریم زر بن حبیش رحمۃ اللہ علیہ (جلیل القدر تابعی) اذان دے رہے تھے ایک شخص نے آپ سے کہا اے ابو مریم کیا آپ اذان دیتے ہیں؟ میں آپ کے لئے اذان دینے کو ناپسند خیال کرتا ہوں یہ سن کر حضرت زر غضب ناک ہوئے اور فرمایا کہ تو میرے لئے فضل اور بزرگی کو ناپسند کرتا ہے؟ خدا کی قسم میں تجھ سے کبھی بات نہیں کروں گا۔

مؤذن ایسا شخص ہونا چاہئے جو خوش لہجہ اور بلند آواز ہو اوقات نماز سے اچھی طرح واقف ہو۔ پرہیزگار اور دین دار ہو۔

پانچوں وقت کی نمازوں اور جمعہ کے لئے اذان کہنا مردوں پر سنت موکدہ ہے خواہ ادا نماز ہو یا قضا ہر نماز کے لئے اذان اس کے وقت میں دینی چاہئے۔

اذان کا طریقہ: اذان دیتے وقت مؤذن خارج مسجد اونچی جگہ پر قبلہ رو کھڑا ہو اور اپنے دونوں کانوں کی سوراخوں میں شہادت کی دونوں انگلیاں رکھ کر ٹھیر ٹھیر کے باآواز بلند پہلے اللّٰہ اکبر (اللہ بہت بڑا ہے) چار مرتبہ (ایک آواز میں دو بار دوسری آواز میں دو بار) کہے پھر **اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** (دو بار دو آوازوں میں) گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں۔ **اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ** (دو بار دو آوازوں میں) کہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی معبود نہیں **اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ** (دو بار دو آوازوں میں کہے) میں گواہی دیتا ہوں محمدؐ خدا کے رسول ہیں پھر سیدھی طرف منہ پھیر کر **حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ** (نماز کی طرف آؤ بہتری کی طرف آؤ) دو دفعہ (دو آواز میں) کہے پھر اللہ اکبر دو مرتبہ ایک آواز میں اور ایک بار **لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ** کہہ کر اذان ختم کر دے۔ فجر کی اذان میں **حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ** کہنے کے بعد بغیر منہ پھیرے **اَلصَّلٰوةُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْمِ** دو مرتبہ کہنا چاہئے۔

اوقاتِ نماز کا نقشہ

نشان سلسلہ	نام نماز	وقت	کیفیت
۱	۲	۳	۴
۱	فجر	صبح صادق سے سورج کے نکلنے تک	صبح صادق اس سفیدی کو کہتے ہیں جو آسمان کے مشرقی جانب اطراف افق میں سورج نکلنے تک پھیلتی جاتی ہے۔
۲	ظہر	زوال آفتاب کے بعد سے اسوقت تک کہ ہر چیز کا سایہ اسکے سایۂ اصلی نکال ڈالنے کے بعد اس چیز سے دگنا ہو جائے	ہر ایک چیز کا سایہ جو زوال کے وقت ہو اس کو سایۂ اصلی کہتے ہیں مثلاً ایک لکڑی سات انگل کی ہے ٹھیک دوپہر کو اس کا سایہ چار انگل کا ہوتا ہے تو ظہر کا وقت اس لکڑی کا سایہ اٹھارہ انگل ہونے تک باقی رہتا ہے۔
۳	عصر	ظہر کے بعد سے آفتاب غروب ہونے تک	
۴	مغرب	آفتاب غروب ہونے کے بعد شفق سفید کے غائب ہونے تک	فائدہ۔ سورج کے نکلتے اور ڈوبتے وقت اور عین دوپہر کو نماز پڑھنی یا سجدۂ تلاوت کرنا درست نہیں صرف اس دن کی عصر کی نماز غروب کے وقت بھی پڑھ سکتے ہیں۔
۵	عشاء	غروب شفق کے بعد سے صبح صادق کے طلوع ہونے تک	شفق اس سرخی کا نام ہے جو سورج ڈوبنے کے بعد مغرب کی طرف افق پر ہوتی ہے اور اس سفیدی کو بھی شفق ہیں جو اس سرخی کے بعد اسی طرف نمودار طرف ہوتی ہے۔
۶	جمعہ	وقت ظہر۔	
۷ ۸	عیدالفطر / عیدالاضحیٰ	ایک یا دو نیزے کے برابر دن چڑھنے کے بعد سے زوال آفتاب کے پہلے تک۔	

جملہ رکعاتِ نماز کا نقشہ

نشان سلسلہ	نام نماز	جملہ رکعتیں	تفصیل	کیفیت
۱	۲	۳	۴	۵
۱	فجر	چار/۴	دو سنت دو فرض	(۱) روزانہ پانچوں وقت کی نماز میں کل سترہ رکعتیں فرض ہیں اور بارہ رکعتیں سنت موکدہ (۲) جمعہ کے دن بجائے چار رکعت ظہر کے دو رکعت نماز جمعہ فرض ہے۔
۲	ظہر	دس/۱۰	چار سنت۔ چار فرض دو سنت	
۳	عصر	چار	چار فرض	(۳) چار رکعت والی سنتیں ایک ہی سلام سے پڑھنی چاہئیں
۴	مغرب	پانچ	تین فرض دو سنت	(۴) وتر کی نماز واجب ہے اس کا وقت عشا کی نماز کے بعد ہے وتر کی تین رکعتیں ایک سلام سے پڑھی جائیں تیسری رکعت میں سورۂ فاتحہ اور دوسری سورۃ پڑھ چکنے کے بعد دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر تکبیر کہے پھر ہاتھ باندھ کے آہستہ دعائے قنوت (جو دوسرے صفحے پر درج ہے) پڑھے بعد ازاں رکوع۔ (۵) نماز جمعہ عیدین اور تراویح کا مفصل بیان آگے آئے گا (۷) نماز عشا میں وتر کے بعد دو رکعت نفل بیٹھ کر پڑھنے کی بڑی فضیلت آئی ہے یہ جو مشہور ہے کہ وتر کی نماز کے بعد کوئی نماز نہیں ہے بالکل بے اصل بات ہے۔
۵	عشا	نو	چار فرض دو سنت تین وتر	
۶	جمعہ	بارہ	چار سنت دو فرض چار سنت دو سنت	
۷	عیدالفطر	دو	دو رکعت واجب	
۸	عیدالاضحیٰ	دو	دو رکعت واجب	
۹	تراویح	بیس	دو۔ دو رکعت دس سلام سے (سنتِ موکدہ)	

اقامت

فرض نماز کے لئے کھڑے ہوتے وقت اقامت کہنا بھی سنت ہے۔ اقامت میں اذان ہی کے الفاظ جلدی جلدی اور پست آواز سے کہنے چاہئے مگر حَیَّ عَلَی الْفلاح کے بعد قَدْقَامَتِ الصّلوٰۃ (نماز قائم ہوئی) دو دفعہ زیادہ کریں۔ اقامت کہتے وقت کانوں میں انگلیاں رکھنے اور حَیَّ عَلَی الصّلوٰۃ و حَیَّ عَلَی الفلاح کہتے ہوئے دائیں بائیں طرف منہ پھیرنے کی ضرورت نہیں۔

اذان سننے والے پر خواہ مرد ہو یا عورت اذان کا جواب دینا واجب ہے اذان سننے کے وقت جواب دینے کے سوا اور کسی کام میں مشغول نہ ہو یہاں تک کہ سلام او رسلام کا جواب بھی نہ دے اور اگر قرآن شریف پڑھتا ہو تو اس کا پڑھنا موقوف کر دے اور اگر چل رہا ہو تو ٹھہر جائے۔ البتہ نماز اور خطبہ سننے کی حالت اور علم دین پڑھنے یا پڑھانے کے وقت اور کھانا کھانے یا پیشاب پاخانے کی حالت میں اذان کا جواب نہ دینا چاہئے۔

اذان کا جواب اس طرح دے کہ جو لفظ موذن کی زبان سے سنے وہی آپ بھی آہستہ کہے لیکن حَیَّ عَلَی الصّلوٰۃ اور حَیَّ عَلَی الْفلاح کے جواب میں لاحَوْلَ و لاَ قُوَّۃَ اِلاَّ بِاللّٰہِ (گناہوں سے بچنے اور نیک کام کرنے کی قوت نہیں ہے مگر خدا کی مدد سے) کہے اور اَلصّلوٰۃ

خَیرٌ مِنَ النَّوْمِ (نماز نیند سے بہتر ہے) کے وقت صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ کہے (تو نے سچ کہا اور بھلائی کی بات کہی)

اقامت سنتے وقت بھی وہی الفاظ کہنے چاہئیں جو مکبر کہتا ہے مگر قَدْقَامَتِ الصّلوٰۃ کی جگہ اَقَامَھَا اللّٰہُ وَاَدَامَھَا (خدا نماز کو قائم و دائم رکھے) کہیں۔

اذان میں اَشْھَدُاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ سن کر صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (یا رسول اللہ آپ پر اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرمائے) اور دوسری مرتبہ سن کر قُرَّۃُ عَیْنِی بِکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ (یا رسول اللہ آپ سے میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے) اذان کے بعد سامع اور موذن ہر دو یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ رَبَّ ھٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّامَّۃِ وَالصَّلوٰۃِ الْقَائِمَۃِ اٰتِ سَیِّدَنَا مُحَمَّدَا الْوَسِیْلَۃَ وَالْفَضِیْلَۃَ وَابْعَثْہُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَانِ الَّذِیْ وَعَدْتَّہٗ اِنَّکَ لَا تُخْلِفُ الْمِیْعَادَ

اے اللہ اس کامل دعا (اذان) کے اور اس قائم ہونے والی نماز کے مالک ہمارے سردار محمد کو وسیلہ اور بزرگی عطا فرما اور آپ کو مقام محمود میں پہنچا جس کا تو نے وعدہ فرمایا ہے۔ بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا۔

ضروریات نماز

فرض	واجب	سنت
۱	۲	۳
شرائط نماز (یعنی نماز شروع کرنے سے پہلے کے فرض) (۱) جسم پاک ہونا (۲) کپڑوں کا پاک ہونا (۳) نماز پڑھنے کی جگہ کا پاک ہونا (۴) ستر عورت ہونا یعنی ناف سے گھٹنوں کے نیچے تک کا چھپانا (۵) قبلے کی طرف منہ کرنا (۶) نیت کرنا یعنی دل میں ارادہ کرنا کہ نماز پڑھتا ہوں **ارکان نماز** (یعنی نماز کے اندرونی فرض) (۱) تکبیر تحریمہ (یعنی نماز شروع کرتے وقت اللہ اکبر) کہنا (۲) قیام یعنی کھڑا ہونا (۳) قرأت یعنی قرآن مجید پڑھنا (۴) رکوع (۵) سجدہ (۶) قعدۂ اخیرہ (۷) قصداً نماز سے باہر آنا۔	(۱) سورۃ الحمد پڑھنا (۲) سورۃ فاتحہ کے بعد کسی دوسری سورۃ کا پڑھنا (۳) ترتیب کی رعایت رکھنا (۴) قعدہ اولیٰ یعنی تین یا چار رکعتی نماز میں دو رکعت کے بعد بیٹھنا (۵) نماز میں بیٹھنے کے موقع پر التحیات پڑھنا (۶) نماز سے نکلتے وقت سلام کا لفظ کہنا (۷) وتر میں دعائے قنوت پڑھنا (۸) دونوں عیدوں کی تکبیریں کہنا (۹) صرف فرض کی پہلی دو رکعتوں میں قرأت پڑھنا (۱۰) تعدیل ارکان یعنی ٹھیر ٹھیر کے سب ارکان ادا کرنا (۱۱) مغرب عشاء اور فجر کی دو رکعت میں قرأت کو پکار کر پڑھنا (۱۲) ظہر و عصر میں آہستہ پڑھنا۔	(۱) دونوں ہاتھوں کا (تکبیر تحریمہ کے لئے) کانوں کی لوتک اٹھانا (۲) قیام میں سیدھا ہاتھ بائیں پر ناف کے نیچے تک باندھنا (۳) ثناء یعنی سُبحانکَ اللّٰھُمَّ آخر تک (پہلی رکعت میں) پڑھنا (۴) (پہلی رکعت میں) تعوذ پڑھنا (۵) تسمیہ پڑھنا (۶) ختم الحمد پر آہستہ سے آمین کہنا (۷) ثناء۔ تعوذ۔ تسمیہ کا آہستہ پڑھنا (۸) رکوع اور سجدے میں تین تین بار تسبیح پڑھنا (۹) رکوع میں دونوں گھٹنوں کو ہاتھوں کی کشادہ انگلیوں سے پکڑنا (۱۰) رکوع سے سر اٹھاتے وقت امام کو صرف تسمیع۔ (سمع اللہ لمن حمدہ) مقتدی کو صرف تحمید اکیلے کو دونوں پڑھنا (۱۱) سجدے میں جاتے وقت پہلے دونوں گھٹنے پھر دونوں ہاتھ پھر سر زمین پر رکھنا (۱۲) جلسہ اور قعود میں بائیں پاؤں پر بیٹھنا اور دایاں پاؤں کھڑا رکھنا (۱۳) قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھنا (۱۴) درود کے بعد دعا پڑھنا (۱۵) سلام پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف پھیرنا۔

کا نقشہ

مکروہات	مفسدات (نماز توڑنے والی)
۴	۵
(۱) ننگے سر نماز پڑھنا (۲) کپڑے یا بدن سے کھیلنا (۳) انگلیوں کا چٹخانا (۴) گردن پھیر کر دیکھنا (۵) انگڑائی لینا (۶) امام کا محراب میں کھڑا ہونا (۷) سر کے اوپر یا آگے پیچھے تصویر کا ہونا (۸) ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا جن کو گھر میں پہنا رہتا ہو (۹) آسمان کی طرف نظر کرنا (۱۰) عمداً جمائی کا لینا (۱۱) بلا عذر کسی ایک پاؤں پر زور ڈال کے کھڑا ہونا (۱۲) سنت کو ترک کرنا (۱۳) آیتوں کا گننا (۱۴) نماز میں کپڑے کا سمیٹنا (۱۵) نماز میں ادھر ادھر دیکھنا (۱۶) آنکھیں بند کرنا۔	(۱) نماز میں کلام کرنا (اگرچہ ایک لفظ یا ایک حرف ہو) (۲) کسی کو سلام کرنا یا جواب سلام دینا (۳) آہ۔ اوہ یا اُف کہنا (۴) درد یا مصیبت کی وجہ سے آواز سے رونا (۵) بے عذر کھانسنا یا کھنکارنا (۶) اچھی خبر کے جواب میں الحمدللہ۔ خبر بد کے جواب میں اِنّا لِلّٰہ خبر تعجب سن کر سُبحان اللّٰہ کہنا (۷) نماز میں قرآن مجید دیکھ کر پڑھنا (۸) کھانا پینا (۹) عمل کثیر کرنا یعنی ایسا کام جس میں دونوں ہاتھ لگانے پڑیں یا دیکھنے والے سمجھیں کہ یہ نماز میں نہیں ہے یا ایسا عمل جسے خود نمازی کثیر سمجھے (۱۰) قبلے کی طرف سے سینہ پھیرنا (۱۱) سجدے میں دونوں پاؤں کا زمین سے اٹھانا (۱۲) چھینک کا جواب دینا (یعنی یَرحَمُکَ اللّٰہ کہنا) (۱۳) اپنے امام کے سوا کسی اور کو قرأت میں لقمہ دینا (۱۴) ناپاک جگہ پر سجدہ کرنا (۱۵) دعا میں ایسی چیز مانگنا جو آدمیوں سے مانگا کرتے ہیں۔ مثلاً (یا اللہ ایک روپیہ دے یا گوشت کھانے کو دے)

مسائل نماز کی ضروری شرح

(۱) نمازی کے جسم کا نجاست حقیقی و حکمی دونوں سے پاک ہونا فرض ہے یعنی اگر کہیں نجاست لگی ہو تو اس کو دور کرے اور بے وضو ہو تو وضو اور ناپاک ہو تو غسل کرلے۔ بلا عذر بغیر وضو غسل کے نماز پڑھنا باطل ہے۔ اور عمداً ایسا کرنا حرام ہے۔

(۲) نماز پڑھنے کی جگہ کا قدموں سے لے کر سجدے تک نجاست حقیقی سے پاک ہونا فرض ہے۔ اگر ناپاک جگہ یا فرش وغیرہ پر پاک کپڑا بچھا کر نماز پڑھیں تو جائز ہے۔ لیکن یہ کپڑا اتنا باریک نہ ہو کہ جس سے نیچے کی چیز نظر آتی ہو۔

(۳) فقہ میں عورت جسم کے اس حصے کو کہتے ہیں جس کا چھپانا فرض ہے اور ظاہر کرنا حرام ہے۔ مرد کا ناف کے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک اور عورت کا منہ ہتھیلیوں اور قدموں کے سوا تمام بدن عورت ہے جس کا چھپانا نماز میں اور خارج نماز میں بھی فرض ہے ایسا باریک کپڑا جس سے بدن نظر آتا ہو جیسے جالی وغیرہ ستر کے لئے کافی نہیں اگر کوئی اس سے ستر عورت کر کے نماز پڑھے تو درست نہیں ایسے باریک کپڑوں کا نماز کے سوا اوقات میں بھی عورتوں کے لئے استعمال درست نہیں حدیث شریف میں اس کی نسبت لعنت آئی ہے۔

(۴) مکہ والوں کے لئے عین کعبہ شریف کی طرف منہ کرنا اور غیر مکہ والوں کے لئے کعبے کی سمت کی طرف منہ کرنا شرط نماز ہے اگر قبلے کی طرف منہ کرنے میں دشمن وغیرہ کا خوف ہو تو جس طرف چاہے منہ کر کے نماز پڑھ لے۔ اگر کہیں معلوم نہ ہو سکے کہ قبلہ کس طرف ہے اور نہ وہاں کوئی معتبر مسلمان ہے۔ جس سے پوچھ سکے تو سوچ کر جدھر دل زیادہ گواہی دے اسی طرف نماز پڑھ لے۔

(۵) فرض نماز کی نیت میں نماز کا تعین بھی ضروری ہے۔ مثلاً فجر ظہر یا عصر وغیرہ اور سنت و نفل کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ مطلق سنت یا نفل کی نیت کرے۔ مقتدی اس بات کی بھی نیت

کرے کہ امام کے پیچھے نماز پڑھتا ہوں۔ اور جس وقت کہ زبان سے الفاظ نیت کہنے میں اندیشہ ہو کہ رکعت جاتی رہے گی تو صرف اللہ اکبر کہہ کر نماز میں مل جانا چاہئے۔

(۶) چونکہ شروع کی تکبیر کے بعد نمازی پر طعام و کلام وغیرہ جائز چیزیں بھی حرام ہو جاتی ہیں۔ اس لئے اس کا نام تکبیر تحریمہ ہوا۔ تکبیر تحریمہ سیدھے کھڑے ہوئے کہنا چاہئے۔ ورنہ نماز صحیح نہیں۔ بعض اشخاص بحالت رکوع امام کی نماز میں آ کر شامل ہوتے ہوئے جھک کر تکبیر کہتے ہیں پس کوئی شخص اگر اتنا جھک کر تکبیر کہے کہ رکوع سے قریب ہو جائے تو نماز نہیں ہوتی اس لئے کہ قیام جو فرض تھا وہ ترک ہو گیا اس لئے چاہئے کہ خوب سیدھا کھڑا ہو کر تکبیر کہے پھر رکوع میں شریک ہو جائے۔

(۷) امام اور اکیلے پر فرض کی صرف دو رکعتوں میں اور سنت۔ نفل اور وتر کی سب رکعتوں میں قرأت فرض ہے۔ مقتدی امام کے پیچھے کسی نماز میں قرأت نہ کرے بلکہ خاموش کھڑا رہے۔

(۸) ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں۔

(۹) سجدہ ایسی چیز پر کرنا چاہئے جو سخت ہو اور جس پر پیشانی ٹھیر سکے ورنہ سجدہ نہ ہوگا۔ مثلاً گھاس پر یا روئی کے گدے پر سجدہ کیا جائے۔ اور پیشانی اس پر نہ ٹھیرے تو سجدہ نہ ہوگا۔

(۱۰) اگر سجدہ اولی کے بعد بیٹھنے یا بیٹھنے کے قریب ہونے سے پہلے دوسرا سجدہ کرلے تو دوسرا سجدہ صحیح نہ ہوگا۔

(۱۱) سورۃ فاتحہ کا فرض نمازوں کی دو رکعتوں میں اور باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں ایک ایک مرتبہ دوسری سورۃ سے پہلے پڑھنا واجب ہے۔

(۱۲) سورۃ فاتحہ کے بعد کسی دوسری سورۃ کا پڑھنا فرض نماز کی دو رکعتوں میں اور باقی نمازوں کی سب رکعتوں میں واجب ہے۔ اگر سورۃ فاتحہ سے پہلے دوسری سورۃ پڑھے تو واجب ادا نہ ہوگا۔ یہ دوسری سورۃ کم سے کم تین چھوٹی آیتوں کی ہونی چاہئے۔ جیسے سورۃ کوثر۔

اگر کسی بڑی سورۃ سے تین چھوٹی آیتیں پڑھ لی جائیں یا ایک بڑی آیت جیسے آیۃ الکرسی پڑھ لیں تو بھی واجب ادا ہو جائیگا۔

(۱۳) جو رکن ہر رکعت میں مکرر ہے جیسے سجدہ اس میں ترتیب واجب ہے یعنی پہلے سجدے کے ساتھ دوسرا سجدہ بھی کر لینا چاہئے اور جو ارکان ہر رکعت میں مکرر نہیں ہیں مثلاً قیام، قرأت، رکوع ان میں ترتیب کا لحاظ فرض ہے یعنی قیام کو قرأت سے قرأت کو رکوع سے رکوع کو سجدے سے پہلے ادا کرنا فرض ہے۔ اگر اس ترتیب کے خلاف ہو تو نماز نہ ہوگی۔

(۱۴) پہلے قعدے میں اتنی دیر تک بیٹھنا واجب ہے کہ التحیات پڑھ سکیں۔ اگر اس سے کچھ دیر بھی زائد بیٹھے مثلاً اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ کہنے کی مقدار میں تو بھی واجب ترک اور سجدۂ سہو لازم ہوگا (سجدہ سہو کا بیان آگے آئے گا)

(۱۵) قومہ اور جلسہ بھی واجب ہے یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہو جانا اور دونوں سجدوں کے درمیان پوری طرح بیٹھ جانا اتنی دیر کہ ایک ایک بار تسبیح کہی جاسکے۔

تفسیر سورۂ فیل

حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کے تقریباً دو مہینے پہلے کا واقعہ ہے کہ ملک یمن کا گورنر ابرہہ نے دیکھا کہ یمن کے لوگ حج کے موسم میں نذر و نیاز لے کر مکۂ معظمہ جاتے ہیں۔ اس کو ناگوار گذرا اور غرور و سرکشی سے کعبۃ اللہ کے مقابلے میں اپنے شہر میں ایک نہایت خوشنما کلیسہ بنایا جس میں بڑی بڑی آرائشیں کیں اور اس کے اطراف میں بہت ہی عمدہ مسافر خانے تیار کئے اور حکم کر دیا کہ سب لوگ اس گھر کے طواف کے لئے حاضر ہوا کریں۔

یہ بات مکہ معظمہ کے رہنے والوں کو ناگوار گذری۔ بنی کنانہ کی قوم کا ایک شخص یمن میں جا کر اس بت خانہ کی جاروب کشی پر معین (مقرر) ہو گیا اور چند روز کے بعد ایک رات اس گھر کو نہایت غلیظ کر کے فرار ہو گیا۔ صبح میں جب یہ خبر ابرہہ کو پہنچی تو بہت غصہ ہوا اور چاہا کہ اس کے عوض

مکہ معظمہ کی بے حرمتی کرے۔ اسی اثناء میں مکہ معظمہ والوں کا ایک قافلہ اس بت خانے کے قریب اترا تھا کہ قافلے والوں نے جو آگ سلگائی تھی اتفاقاً تیز ہوا کے ذریعے ایک چنگاری بت خانے میں پہنچی اور یکایک تمام بت خانے کو جلا کر خاک سیاہ کر دیا۔

قافلے والوں نے یہ جو دیکھا ڈر کر بھاگ گئے۔ ابرہہ نہایت غضبناک ہو کر بہت سی فوج اور کئی ہاتھی ساتھ لے کر خانۂ کعبہ کو گرا دینے کے ارادے سے نکلا۔ راہ میں ہر ایک شہر کے لوگ عاجزانہ عرض کرتے کہ اس گھر سے بے ادبی کا خیال دور کر دے۔ جو کچھ چاہتا ہے ہم سے معاوضہ لے۔ مگر اس بدبخت نے ایک نہ سنی اور مکہ معظمہ تک پہنچ گیا۔

مکہ والے اس کی آمد کی خبر سنتے ہی پہاڑوں پر چلے گئے مگر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے دادا عبد المطلب تنہا مکہ معظمہ میں رہ گئے اور غیبی امداد کے منتظر تھے کہ یکایک سبز چڑیاں سمندر کی طرف سے ٹکریوں کی ٹکریاں نمودار ہوئیں۔ اور ہر چڑیا کے پاس تین تین کنکریاں تھیں ایک چونچ میں اور دو پنجوں میں۔ لشکر والوں پر ان کنکریوں کو ڈالنا شروع کیا جس کے سر پر یہ کنکری گرتی وہ ہلاک ہو جاتا یہاں تک کہ تمام فوج اور کل ہاتھی ہلاک و برباد ہو گئے اور ان کا تمام مال و متاع مکہ والوں کو مل گیا وہ کنکریاں حضرت ﷺ کے زمانے تک بھی بعض لوگوں کے پاس موجود تھیں جنہوں نے عبرت کے لئے رکھ چھوڑی تھیں۔ سورۂ فیل میں اسی قصے کا بیان ہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۝ وَّاَرْسَلَ عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۝ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ مِّنْ سِجِّيْلٍ ۝ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۝

(اے پیغمبر) کیا آپ کو معلوم نہیں کہ آپ کے پروردگار نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا معاملہ کیا ان کی تدبیر کو سرتاپا غلط نہیں کر دیا اور ان پر غول کے غول پرندے بھیجے۔ جو ان پر کنکری پتھریاں (اوپر سے) پھینکتے تھے۔ یہاں تک کہ اللہ نے ان کو کھائے ہوئے بھسے کی طرح ریزہ ریزہ یعنی تباہ کر دیا)۔

خواص سورۂ فیل۔ اس سورہ کو جو شخص بلا ناغہ پڑھے وہ صاحب مرتبہ ہو دشمن کے مقابلے کے وقت پڑھے تو دشمن کو شکست ہو۔

سورۂ قریش

شانِ نزول: مکہ کی سرزمین میں کچھ پیداوار نہیں ہوتی اور خدا کی شان ہے کہ سب طرح کا غلہ اور میوہ دوسرے شہروں سے وہاں جاتا ہے اور ضرورت کی سب چیزیں میسر آتی ہیں۔ قریش عرب کے قبیلے کا نام ہے جس میں پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے یہ لوگ خانہ کعبہ کے مجاور تھے اور تمام جزیرۂ عرب ان کا بڑا ادب کرتا تھا۔ ملک میں چاروں طرف لوٹ مار رہتی۔ مگر خانہ کعبہ کے ادب کی وجہ سے مکہ میں ہر طرح کا امن رہتا اور قریش کے لوگ جاڑے میں یمن کی طرف اور گرمی میں شام کی طرف تجارت کے لئے سفر کو جاتے اور کوئی ان کا مانع اور مزاحم نہ ہوتا بلکہ مجاور بیت اللہ سمجھ کر ان کی خدمتیں کرتے۔ تحفے تحائف پیش کرتے۔

اس سورۃ میں خدا تعالیٰ نے اپنی یہ نعمتیں یاد دلا کر فرماتا ہے کہ جب ہم نے ان پر یہ عنایت کی ہے تو انہیں چاہئے کہ ہماری عبادت کریں۔ اسی ضمن میں اللہ تعالیٰ نے تمام مسلمانوں کو آگاہ فرما دیا کہ اس کی نعمتوں کو فراموش نہ کریں اور عبادت میں سرگرم رہیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ۙ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَالصَّيْفِ ۚ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ۙ الَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ وَّاٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ۧ

چونکہ قریش خوگر ہو گئے ہیں (یعنی) جاڑے اور گرمی کے سفر کے عادی ہو گئے ہیں تو ان کو چاہئے کہ اس خانہ کعبہ کے مالک کی عبادت کریں۔ جس نے ان کو بھوک میں (بے جتے بوئے کھانے کو دیا اور) (لوٹ کھسوٹ کے) خوف سے ان کو امن میں رکھا۔

خواص سورۂ قریش: اگر محتاج ستر بار پڑھے تو غیب سے روزی پائے اور نظر بد کا خیال ہو یا کسی غذا سے کچھ نقصان کا اندیشہ ہو تو کھانے پر پڑھ کر دم کر لیں نقصان دفع ہو جائے۔ اسی طرح دشمن یا موذی جانوروں کا خوف یا کسی آفت یا بیماری کا ڈر ہو تو بھی اس سورہ کا پڑھنا نہایت مفید اور باعث حفاظت ہے۔

آداب سلام

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ مسلمانو! جب تم کو کوئی سلام کرے تو تم (اس کے جواب میں) اس سے بہتر (طور پر) سلام کرو۔ یا (کم سے کم) ویسا ہی جواب دو۔ اللہ ہر چیز کا حساب لینے والا ہے (جیسا کرو گے تم کو ویسا اجر دے گا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چھوٹا بڑے کو اور راستہ چلتا ہوا بیٹھے کو اور تھوڑے بہتوں کو۔ سلام علیک کہا کریں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ (صحابی) سے روایت ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا لڑکوں پر گذر ہوا تو آپ نے انہیں سلام کیا۔

جب مسلمان آپس میں ملیں یا ایک دوسرے سے جدا ہوں تو انہیں آپس میں سلام کرنا چاہئے۔ پہلے سلام کرنا سنت ہے اور اس کا بہت ثواب ہے۔ سلام کے جواب دینے کی بڑی تاکید ہے۔ سلام کرنے میں السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنا چاہئے۔ (سلامتی ہو تم پر اور اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں) تاکہ نیکیاں زیادہ ملیں۔

حدیث شریف میں ہے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک شخص نے حاضر ہو کر کہا السلام علیکم۔ حضور انورؐ نے وعلیکم السلام فرمایا اور ارشاد کیا اس کے لئے دس نیکیاں لکھی گئیں۔

اتنے میں ایک اور شخص آیا اور کہا السلام علیکم ورحمۃ اللہ تو آپ نے وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ فرما کر ارشاد فرمایا کہ اس کے لئے بیس نیکیاں لکھی گئیں۔

پھر تیسرے شخص نے آ کر کہا السلام وعلیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جواب میں فرمایا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ پھر فرمایا اس کے واسطے تیس نیکیاں لکھی گئیں۔

سلام کے اس مسنون طریقے کے عوض افسوس ہے کہ اب تسلیمات۔ آداب بندگی رواج پا گئے ہیں۔ اور نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ اسلامی سلام بعضوں کے نزدیک داخل

بدتہذیبی خیال کیا جاتا ہے۔ یہ عجیب عقلمندی ہے کہ آداب و بندگی کو تو ادب و محبت خیال کیا جائے اور اسلامی سلام کو جو سراسر دعا ہے قابل ترک سمجھا جائے۔

جو لوگ قرآن خوانی یا خطبہ سننے میں مشغول ہوں یا مجلس وعظ یا دینی تعلیم میں مصروف تو ان پر سلام نہ کرنا چاہئے۔ اسی طرح کھانا کھانے والے یا بول و براز (پیشاب و پاخانہ) کرنے والے پر بھی سلام کرنے کی ممانعت ہے۔

جب کئی آدمی اکٹھے ہوں تو ان میں سے کوئی ایک سلام یا اس کا جواب دے تو کافی ہے

ملاقات کے وقت سلام کے بعد مصافحہ کرنا بھی سنت ہے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''آپس میں مصافحہ کیا کرو۔ اس سے تمہارے درمیان میں عداوت نہ رہے گی۔ ایک دوسرے کو تحفے بھیجا کرو۔ اس سے تم میں محبت پیدا ہوگی۔ اور بغض و کینہ جاتا رہے گا۔''

مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا چاہئے۔ اس طرح کہ ایک شخص کی ہتھیلی دوسرے کی ہتھیلی پر ہو انگلیوں سے مصافحہ کرنا مناسب نہیں۔ درمختار (فقہ کی معتبر کتاب) میں لکھا ہے کہ مصافحہ ہر وقت جائز اور مستحسن ہے۔ اگرچہ نماز عصر کے بعد ہی کیوں نہ ہو یعنی کسی نماز کے بعد مصافحہ کرنا ناجائز نہیں ہے۔

مصافحے کے وقت ایک دوسرے کے ہاتھ کو بوسہ لینا نہ چاہئے البتہ عالم یا متقی شخص کا ہاتھ چومنا درست ہے۔ مصافحے کے وقت اپنے ہی ہاتھ کو بوسہ دینا مکروہ ہے۔

فائدہ: جب کوئی کسی کی طرف سے بطور پیام سلام پہنچائے تو جواب دینے والا کہے عَلَیْکَ وَعَلَیْهِ السلام (تجھ پر اور اس پر سلام)

جماعت کا بیان

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے ثواب میں ستائیس درجے زیادہ ہے''۔

جماعت سے نماز پڑھنا سنت موکدہ ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو جماعت کی اس درجہ تاکید

منظور تھی کہ جو شخص بلا عذر شرعی جماعت میں حاضر نہ ہوتا۔ وہ منافق (ظاہر میں مسلمان دل سے کافر) سمجھا جاتا اور اس قابل خیال کیا جاتا کہ اس کا گھر بار جلا دیا جائے۔

صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے پاس جماعت کا اتنا اہتمام تھا کہ مریض اور معذور تک دو آدمیوں کے کندھوں پر ہاتھ رکھ کر چلتے اور صف میں کھڑے ہو جاتے بزرگان دین میں ایسے حضرات بھی گذرے ہیں کہ اگر ایک دن بھی جماعت فوت ہو جاتی تو سات سات دن تک اس غم میں رویا کرتے۔

حضرت سعید بن مسیب (تابعی) کے حالات میں ہے کہ بیس برس کی مدت میں ایک دن بھی آپ کو گھر میں اذان سننے کا اتفاق نہ ہوا کیونکہ آپ ہر ایک نماز کے وقت اذان سے پہلے مسجد آ جایا کرتے تھے۔

(۱) جماعت میں بڑی بڑی حکمتیں اور برکتیں ہیں مثلاً اسلامی قوت و شوکت اور مسلمانوں کی کثرت کا اظہار اور ان میں باہمی اتحاد و الفت کا پیدا ہونا۔ جاہل کا عالم سے مسائل کا سیکھنا۔ ہمسایوں اور اہل شہر کا حال دریافت ہونا۔ نماز میں دل لگنا نیک لوگوں اور بزرگوں کے انوار قلبیہ سے منور ہونا وغیرہ وغیرہ۔

(۲) نفس جماعت کے لئے مسجد کی خصوصیت نہیں بلکہ گھروں میں بھی جماعت ہو جاتی ہے۔ البتہ مسجد کا ثواب مسجد ہی سے مخصوص ہے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ گھر کی نماز سے محلے کی مسجد میں پچیس نماز کا ثواب زیادہ ہے۔ اگر محلے میں دو مسجدیں ہوں تو قریب تر مسجد زیادہ مستحق ہے۔

اگر محلے کی مسجد میں جماعت نہ ہو تو اس کو چھوڑ کر دوسری مسجد میں جانا مناسب نہیں۔ بلکہ محلے ہی کی مسجد میں بلا جماعت نماز پڑھ لینی چاہئے۔ البتہ نماز جمعہ جامع مسجد میں جا کر ادا کرنی چاہئے۔

(۳) امامت کے لئے سب سے بہتر عالم ہے۔ پھر سب سے اچھا قاری اس کے بعد زیادہ تر پرہیزگار پھر وہ شخص جو عمر میں بڑا ہو۔

بلا رضامندی قوم امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ فاسق مثلاً زناکار۔ نشہ باز وغیرہ یا بدعقیدہ شخص کی امامت بھی مکروہ تحریمی ہے۔

(۴) مقتدی ایک ہو تو امام کی سیدھی طرف ذرا پیچھے کھڑا ہو کوئی اور آجائے تو اس سے پہلے کو پیچھے کرلے اور دونوں امام کے پیچھے کھڑے ہو جائیں اگر پیچھے کافی جگہ نہ ہو تو امام آگے بڑھ جائے۔

(۵) امام کی نماز فاسد ہو جائے تو مقتدی بھی پھر نماز پڑھیں۔

(۶) نمازی صفیں سیدھی بنائیں اور اس طرح مل کر کھڑے ہوں کہ درمیان میں جگہ خالی نہ رہے۔ صفیں برابر اور سیدھی کرنے کی تاکید میں بہت سی حدیثیں آئی ہیں ایک حدیث یہ ہے۔ ''پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لوگو اپنی صفیں سیدھی کرو اور سب مل کر نزدیک کھڑے ہو جاؤ میں تمہیں پیٹھ پیچھے سے ویسا ہی دیکھتا ہوں جیسا آگے سے۔''

(۷) پہلی صف کی بڑی فضیلت ہے حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''خدا اور اس کے فرشتے پہلی صف والوں پر رحمت بھیجتے ہیں۔''

(۸) نماز کے کل ارکان میں مقتدیوں پر امام کی پیروی واجب ہے۔ اس طرح کہ ہر رکن کو بلا تاخیر امام کے ساتھ ادا کریں امام سے پہلے رکوع یا سجدے میں چلے جانا یا سر اٹھا لینا مکروہ تحریمی ہے۔

(۹) امام کو نماز میں (مقدار مسنون سے) بڑی بڑی سورتیں پڑھنا یا رکوع و سجود وغیرہ میں زیادہ دیر تک رہنا مکروہ تحریمی ہے۔ امام کو چاہئے کہ مقتدیوں کی ضرورت اور ان کے ضعف وغیرہ امور کا خیال رکھے اور اس کی رعایت سے قرأت وغیرہ کرے تاکہ لوگوں کو حرج نہ ہو جو قلت جماعت کا سبب بن جائے۔

سجدۂ تلاوت

قرآن مجید میں چودہ آیتیں ایسی ہیں کہ ان میں سے کسی ایک آیۃ کے پڑھنے یا سننے پر اک سجدۂ (تلاوت) واجب ہوتا ہے جن جن آیتوں کے پاس سجدہ کرنا ہے تقریباً ہر ایک قرآن

شریف کے حاشیے پر لفظ سجدہ لکھا ہوا ہے۔

پس جب کبھی آیت سجدہ کے پڑھنے یا سننے کا اتفاق ہو خواہ ارادے سے یا بلا ارادہ بہرحال ایک سجدہ ادا کرنا چاہئے۔ اسی طرح کہ نماز کی شرائط یعنی طہارت استقبال قبلہ وغیرہ کے ساتھ تکبیر کہہ کر سجدہ کرے اور تین بار تسبیح کہنے کے بعد اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے سے سر اٹھالے مگر مستحب یہ ہے کہ کھڑا ہو کر تکبیر کہتا ہوا سجدے میں جائے پھر تکبیر کہہ کر کھڑا ہو جائے۔ بہرصورت رکعت باندھنے یا تشہد و سلام کی ضرورت نہیں امام سجدے کی آیت پڑھے تو مقتدی بھی اس کے ساتھ سجدہ کرے اگرچہ اس نے آیت سجدہ نہ سنی ہو۔

اگر ایک ہی مجلس میں ایک ہی آیت سجدہ کئی بار پڑھی جائے تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔

استاد کا ادب

ماں باپ کے حقوق اور ان کے آداب کا بیان اوپر ہو چکا ہے۔ اب استاد کی اطاعت اور ادب کے متعلق چند باتیں لکھی جاتی ہیں۔

یہ ظاہر ہے کہ جسم و روح میں فرق ہے۔ جسم کثیف ہے روح لطیف جسم فنا ہونے والا ہے روح باقی رہنے والی۔ جسم کی پرورش کرنے والوں (ماں باپ) کی تعظیم لازم ٹھیری تو روحانی تربیت کرنے والے استاد و معلم کی تعظیم و توقیر نہایت ضروری ہوگی استاد ہماری روحانی تربیت کا کفیل رہا کرتا ہے۔ تہذیب و شائستگی ہم اسی کے طفیل میں سیکھتے ہیں ہماری آئندہ زندگی کی عظمت و شان استاد ہی کے دم قدم سے وابستہ ہے۔

اس لئے ہمارا فرض ہے کہ اس کا ادب ماں باپ سے بھی زیادہ کیا کریں۔ استاد کی جگہ پر کسی وقت نہ بیٹھیں۔ اس کے سامنے بلند آواز سے گفتگو نہ کریں چلنے میں اس سے آگے نہ چلیں ہمیشہ اس کی خوشنودی کے طالب رہیں استاد کے سامنے زیادہ باتیں نہ کیا کریں۔ اس کی خدمت میں دل و جان سے سرگرم رہیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جس نے مجھے ایک حرف کی بھی تعلیم دی ہو

میں اس کا غلام ہوں۔

حضرت امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے استاد حمادؒ کا اس طرح ادب کیا کہ جب تک حمادؒ زندہ رہے۔ امام نے ان کے گھر کی طرف اپنے پاؤں نہ پھیلائے۔

اس ادب کا صلہ یہ ملا کہ دنیا آج تک ان کو امام اعظم کے نام سے یاد کرتی ہے اور اس آخری زمانے میں بھی کروڑوں مسلمان اس امام کے پیرو ہیں۔ اور ان کے مجتہدانہ اقوال پر عمل کرنے کو سعادت دارین سمجھتے ہیں اور بجا سمجھتے ہیں۔

حکایت: فاضل ہندی قاضی شہاب الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے اساتذہ کے خویش و اقارب کی تک تعظیم و تکریم کرتے چنانچہ ایک وقت ایک عالم کی شاگردی کے لئے روانہ ہوئے راستے میں معلوم ہوا کہ عالم کے قرابت دار بہت ہیں قاضی صاحب یہ سنتے ہی محض اس لئے واپس ہو گئے کہ استاد کے ان تمام اقربا کا احترام ان کے لئے ناممکن تھا تاہم قاضی صاحب اپنی پیرانہ سالی میں بھی جب کبھی اس راہ سے گذرتے از راہ ادب پیدل ہو جاتے اور دوسروں کے سہارے چلتے۔ فرماتے کہ آخر میں نے اس عالم کی شاگردی کا ارادہ تو کیا تھا۔

دعا کا بیان

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "تمہارا پروردگار نہایت شرم والا اور بخشش والا ہے اس کو اس سے شرم آتی ہے کہ جب اس کا بندہ دونوں ہاتھ اٹھا کر اس سے دعا کرے تو وہ اس کو خالی ہاتھ واپس کر دے" (بلکہ ضرور اس کی دعا کو قبول فرمالیتا ہے)

دنیا میں کیسا ہی سخی شخص ہو اگر بار بار اس سے کچھ مانگتے رہیں تو ایک نہ ایک دن ضرور خفا ہو جائے گا۔ لیکن پروردگار عالم کی عجب رحمت ہے کہ وہ اس شخص پر غضبناک ہوتا ہے جو اس سے نہیں مانگتا اور دعا نہیں کرتا۔

نماز کے بعد کی دعائیں:

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ o

اے ہمارے پروردگار ہم سے (یہ خدمت) قبول کر بے شک تو ہی (دعا کا) سننے والا (اور نیت کا) جاننے والا ہے۔

رَبَّنَا اٰتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَۃً وَّ فِی الْاٰخِرَۃِ حَسَنَۃً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ o

اے ہمارے پروردگار ہمیں دنیا میں بھی خیر و برکت دے اور آخرت میں بھی خیر و برکت عطا کر اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا۔

رَبَّنَا اَفْرِغْ عَلَیْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَی الْقَوْمِ الْکَافِرِیْنَ o

اے ہمارے پروردگار ہم پر صبر و استقلال نازل فرما اور (معرکہ جنگ میں) ہمارے قدم جمائے رکھ اور کافروں کی جماعت پر ہم کو فتح دے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ یَوْمَ یَقُوْمُ الْحِسَابُ o

اے ہمارے پروردگار جس دن اعمال کا حساب ہونے لگے مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور (سب) ایمان والوں کو بخش دے۔

گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھنی چاہئے:

بِسْمِ اللّٰہِ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰہِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ o

میں خدا کے نام کے ساتھ نکلتا ہوں میں نے خدا پر بھروسہ کیا نہیں ہے باز رہنا گناہوں سے اور نہیں قوت عبادت پر مگر اللہ کی مدد سے

آئینہ دیکھے تو یہ کہے:

اَللّٰھُمَّ حَسَّنْتَ خَلْقِیْ فَحَسِّنْ خُلُقِیْ o

اے اللہ تو نے اچھی بنائی میری صورت اچھی کر دے میری خصلت۔

جب نیا چاند دیکھے تو اللہ اکبر کہہ کر یہ دعا پڑھے:

ھِلَالُ خَیْرٍ وَّرُشْدٍ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ خَیْرِ ھٰذَا الشَّھْرِ وَخَیْرِ الْقَدْرِ وَاَعُوْذُ بِکَ مِنْ شَرِّہٖ o

یہ چاند بھلائی اور ہدایت کا ہے اے اللہ میں مانگتا ہوں تجھ سے بھلائی اس مہینے کی اور بھلائی تقدیر کی (یعنی اس مہینے میں جو میرے لئے رزق وغیرہ مقدر ہے) اور تیری پناہ چاہتا ہوں اس مہینے کی برائی سے۔

جب مینہ برستا ہو تو تین بار کہے:

اَللّٰھُمَّ صَیِّبًا نَافِعًا ٥

اے اللہ مینہ برسا بہت نفع دینے والا۔

کڑک اور بجلی کی آواز سن کر کہے:

اَللّٰھُمَّ لَا تَقْتُلْنَا بِغَضَبِکَ وَلَا تُھْلِکْنَا بِعَذَابِکَ وَعَافِنَا قَبْلَ ذَالِکَ ٥

خداوندا نہ مار ہم کو اپنے غصے سے اور نہ ہلاک کر ہم کو اپنے عذاب سے ہمیں اس سے پہلے عافیت و آرام عطا فرما۔

نیا کپڑا پہننے کے وقت کی دعا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ کَسَانِیْ مَا اُوَارِیْ بِہٖ عَوْرَتِیْ وَاَتَجَمَّلُ بِہٖ فِیْ حَیَاتِیْ ٥

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے مجھے وہ لباس پہنایا جس سے میں اپنا ستر ڈھانکتا اور زندگی میں آراستگی حاصل کرتا ہوں۔

مسافر کی نماز

(۱) جو شخص پیادہ یا اونٹ کی اوسط چال سے تین دن کی مسافت تخمیناً (۶۰ میل) کے سفر کا ارادہ کر کے اپنے شہر کی آبادی سے نکل جائے تو وہ شرع کے لحاظ سے مسافر ہے۔

(۲) اگر کوئی شخص اس مسافت کو گھوڑے یا ریل وغیرہ کے ذریعہ تین دن کم میں بھی طے کر لے تو بھی وہ مسافر سمجھا جائے گا۔

(۳) اگر ایک شہر کے دو راستے ہوں ایک سے تین دن کی مسافت ہے اور دوسرے سے دو دن کی تو جس راستے سے مسافر چلے اسی راستے کا حکم اس پر جاری ہوگا۔

(۴) مسافر جب اپنے شہر یا بستی سے باہر نکلے اور شہر کی آبادی ختم ہو جائے تو اس پر قصر واجب ہے یعنی ظہر۔ عصر۔ اور عشا میں چار رکعت فرض کی جگہ صرف دو رکعت پڑھے۔ فجر اور مغرب کی نماز میں قصر نہ کرے۔

(۵) مسافر کو اس وقت تک قصر کرنا چاہئے جب تک کہ اپنے شہر میں داخل نہ ہو جائے یا کسی شہر یا گاؤں میں کم سے کم پندرہ دن ٹھیرنے کا ارادہ نہ کر لے۔

(۶) ان صورتوں میں اگر مسافر پندرہ دن سے زیادہ بھی ٹھیر جائے تو بھی اس پر قصر کرنا واجب ہے۔

(۱) ارادہ پندرہ دن ٹھیرنے کا نہ ہو مگر کسی وجہ سے بغیر ارادے کے زیادہ دن ٹھیر جائے (۲) کچھ ارادہ بھی نہ ہو۔ اور چلنے کے لئے پس و پیش کرتا رہے۔ اور اس طرح پندرہ دن یا اس سے زیادہ ٹھیر جائے (۳) سفر میں اپنی رائے میں مستقل نہ ہو بلکہ دوسرے کا تابع ہو مثلاً۔ عورت اپنے شوہر کے ساتھ ملازم اپنے آقا کے ساتھ ہو۔

(۷) مسافر قصر نہ کر کے چار رکعت اگر بھول کر پڑھے تو آخر میں سجدۂ سہو کرے اس صورت میں دو فرض ہو جائیں گے دو نفل اور اگر قصداً پڑھے گا تو گنہگار ہوگا۔ اس لئے کہ سفر میں دو رکعت کی کمی بندوں کے لئے خدا تعالیٰ کا عطیہ ہے یہ ظاہر ہے کہ بندہ خدا کے آگے ایسا ہی فقیر و محتاج ہے جیسا غلام آقا کے سامنے اور رعیت بادشاہ کے روبرو اور غلام کے حق میں یہ نہایت معیوب بلکہ بغاوت کی دلیل ہے کہ بادشاہ دے اور غلام اسے رد کردے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ جب کوئی کسی کا عطیہ رد کر دیتا ہے تو عطا کرنے والا اس سے انتہادرجے ناراض ہوتا ہے پھر خدا تعالیٰ اس بندے سے کس طرح راضی ہو سکتا ہے جو اس کے عطیے کو رد کردے۔

حکایت: خلیفہ ہارون الرشید ایک بدصورت باندی کو بہت چاہتا تھا۔ بعض بادشاہوں کے ایلچیوں نے اس کی وجہ پوچھی تو اس نے تمام باندیوں کو جمع کیا اور ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک پیالہ نہایت قیمتی دے دیا پھر حکم دیا کہ ہر ایک باندی اپنا اپنا پیالہ زمین پر گرادے کسی نے بھی اس حکم کی تعمیل نہ کی۔ صرف وہی بدصورت کنیز نے فوراً پیالہ زمین پر دے مارا جس سے پیالہ چور چور ہوگیا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تو نے پیالہ کیوں توڑ دیا جواب دیا کہ اس کے شکستہ کر دینے (توڑ دینے) میں دیوانی کہلاؤں گی۔ اگر زمین پر نہ پھینکتی تو سرکار کی نافرمان کہلاتی۔ مجنوں کہلانا اچھا ہے۔ نافرمان مشہور ہونے سے سب نے باندی کے اس عاقلانہ جواب کو بہت پسند کیا۔

(۸) قصر کا حکم صرف فرائض میں ہے سنتوں میں نہیں ہے۔

(۹) اگر مسافر امام ہو اور مقیم مقتدی تو امام کو چاہئے کہ دو رکعت پڑھ کر سلام پھیر دے اور مستحب ہے کہ بعد سلام کہہ دے کہ میں مسافر ہوں آپ اپنی نماز پوری کر لیں مقیم مقتدی سلام نہ پھیرے بلکہ دو رکعت اور پڑھے مگر ان دو رکعتوں میں قرأت نہ کرے اور بقدر قرأت خاموش کھڑا رہے۔

(۱۰) مسافر بھی مقیم کی اقتدا کر سکتا ہے۔ مگر وقت کے اندر اور اس صورت میں مسافر کو چاہئے کہ پوری نماز پڑھے۔ قصر نہ کرے۔

(۱۱) وطن میں آتے ہی آدمی مسافر نہیں رہتا۔ مقیم سمجھا جاتا ہے۔

(۱۲) جب کوئی شخص اپنے وطن کو چھوڑ کر دوسری جگہ چلا جائے اور وہیں رہنے لگے تو جب یہ سفر کر کے اپنے پہلے وطن میں جائے تو پوری نماز نہ پڑھے۔ بلکہ قصر کرے اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ اس کا وطن نہیں رہا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کرنے کے بعد اپنے آپ کو مکے میں مسافر لوگوں ہی میں شمار کیا تھا۔ باوجود یہ کہ مکہ آپ کا وطن تھا۔

گفتگو کے آداب

(۱) آدمی کو چاہئے کہ بغیر ضرورت بات نہ کرے۔ فضول گوئی اور بے کار بکواس بے وقوفی کی علامت ہے، بہت کہنے والے شخص کو لوگوں کی نظروں میں وقعت نہیں رہتی۔ حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم اعتدال سے گفتگو فرماتے یہاں تک کہ دراز مجلسوں میں بھی آپ کی باتیں گنتی کی ہوتیں۔

(۲) بے ضرورت ایک ہی قسم کی گفتگو بار بار نہ کرے۔

(۳) اگر کسی واقعے یا مسئلہ کو خود جانتا ہو اور دوسرا شخص بیان کرنے لگے تو چاہئے کہ اپنی واقفیت کا اظہار نہ کرے۔

(۴) جو بات دوسروں سے پوچھیں خود اس کا جواب نہ دے اگر جماعت سے سوال کیا جائے تو

بھی جواب دینے میں دوسروں پر سبقت نہ کرنی چاہئے۔ اگر دوسرا جواب دینے لگے اور خود کو اس سے زیادہ معلوم ہے تو بھی اس کی گفتگو کے ختم تک صبر کرنا چاہئے۔

(۵) اگر اس سے گفتگو ہو رہی ہو تو جب تک کہنے والے کی بات ختم نہ ہو جائے جواب دینے میں مشغول نہ ہو۔

(۶) اگر کوئی شخص دوسرے سے پوشیدہ طور پر گفتگو کر رہا ہو تو چوری سے نہ سنے۔

(۷) فحش گوئی اور گالی گلوچ۔ غیبت۔ چغل خوری اور خواہ مخواہ جھگڑنے سے بالکل دور رہے اور اس قسم کے لوگوں کی صحبت میں نہ بیٹھے۔

(۸) گفتگو کے وقت ہاتھ یا چشم و ابرو سے عورتوں اور مخنثوں کی طرح اشارہ نہ کرے۔

(۹) کسی کی نقل نہ اتارے۔

(۱۰) ہر شخص کا سننا کہنے سے زیادہ ہونا چاہئے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ نے کان دو دیئے ہیں۔ اور زبان ایک اس میں مصلحت یہ ہے کہ دو سنے اور ایک کہے۔

حکایت: حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ کسی غزوے میں ایک جوان شخص شہید ہو گیا۔ لڑائی سے فراغت کے بعد شہیدوں کی نعشوں میں اس کی نعش بھی ملی اور دیکھا گیا تو اس کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد اس کی ماں آئی اور فاقے کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے نام پر جان دینے والے شہید بیٹے کے پاس بیٹھ کر اس کے منہ سے مٹی پونچھی اور کہا کہ بیٹا! تجھ کو جنت مبارک ہو۔ یہ سن کر حضور مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "کیا خبر ہے ممکن ہے کہ (یہ شخص) بے فائدہ کلام کرنے کا عادی ہو۔"

اس سے معلوم ہوا کہ فضول گوئی کی عادت جنت میں جانے سے روکنے والی چیز ہے۔ واقعی جتنی دیر بے کار باتوں میں ہم مشغول رہتے ہیں۔ اگر یہ وقت ذکر الٰہی یا علمی مشاغل میں صرف ہو تو نیکیوں کا کتنا ذخیرہ جمع ہو جائے پھر خزانے کو چھوڑنا اور پتھر ڈھیلے جمع کرنا کونسی عقل مندی ہے۔

کنوئیں کے احکام

نشان سلسلہ	وہ چیزیں جن کے گرنے سے کوئیں کا پانی ناپاک ہوجاتا ہے	کنوئیں کے پاک کرنے کا طریقہ
۱	۲	۳
۱	نجاست خواہ تھوڑی ہو یا بہت جیسے ایک قطرہ پیشاب یا خون وغیرہ کوئیں میں گر جائے۔	تمام پانی نکالنا چاہیے اگر نہ ہو سکے تو ۲۰۰ سے ۳۰۰ ڈول تک نکال دینا ہے
۲	بڑے جسم والے جان دار جیسے بکری۔ آدمی وغیرہ	ایضاً
۳	چھوٹے یا بڑے جان دار (لیکن آبی نہ ہوں) مثلاً چڑیا۔ مرغی کوئیں میں گر کر پھولیں یا سڑ جائیں۔	ایضاً
۴	اگر جوتی گر جائے۔	ایضاً
۵	سور کا گر جانا خواہ مرے یا نہ مرے۔	ایضاً
٦	اس جانور کا گر کر زندہ نکل آنا جس کا جھوٹا ناپاک ہے۔ (مثلاً کتا) یا جھوٹا تو پاک ہے۔ مگر اس کے بدن پر نجاست ہے۔	ایضاً
۷	درمیانی درجے کا جانور مثلاً بلی یا کبوتر کوئیں میں گر کر مر جائے یا مر گر کے مگر پھولے سڑے نہیں۔	چالیس سے ساٹھ ڈول تک نکال دیے جائیں۔
۸	چھوٹا جانور جیسے چوہا۔ چڑیا گر کر مر جائے۔	بیس سے تیس ڈول تک نکال دیے جائیں

کا نقشہ

کیفیت

۴

(۱) جن جانوروں میں بہنے والا خون نہیں ہے ان کے گر کر مر جانے سے کنواں نجس نہیں ہوتا جیسے بچھو اور کنکھجورا وغیرہ۔ اسی طرح ان جانوروں کے مرنے سے بھی جو پانی میں پیدا ہوتے ہیں مثلاً مچھلی۔ کچھوا وغیرہ۔

(۲) چیل۔ کوے وغیرہ کی بیٹ سے بھی کنواں نجس نہیں ہوتا

(۳) جن چیزوں سے کنواں نجس ہوا ہے پہلے انہیں نکال کر بعد پانی نکالا جائے اگر ان کا نکالنا غیر ممکن ہے تو کنوئیں کے ساتھ یہ چیزیں بھی پاک ہو جائیں گی۔

(۴) جو ڈول جس کنوئیں پر ہو اسی ڈول کی مقدار اس کنوئیں کے لئے معتبر ہے۔

(۵) جانور کے گرنے کا وقت معلوم ہے تو اسی وقت سے پانی ناپاک سمجھا جائے گا معلوم نہ ہونے کی صورت میں اگر جانور پھٹا پھولا نہیں ہے۔ تو ایک دن ایک رات پہلے سے نجاست کا حکم ہوگا اگر پھٹ گیا ہے یا پھول گیا ہے تو تین رات دن پہلے سے کنواں نجس سمجھا جائے گا یعنی اگر اس پانی سے وضو یا غسل کیا ہو تو اتنے دنوں کی نمازیں قضا کرنی ہوں گی۔ اور جن چیزوں کو وہ پانی پہنچا ہے ان کو پاک کرنا پڑے گا۔

تمباکو سے احتراز

تمباکو سے احتراز کرنا اور بچنا: کسی چراغ کی لو پر سفید کاغذ رکھا جائے۔ دم بھر میں دھوئیں سے کالا ہو جائے گا۔ گھر کی تمام دیواریں سفید براق ہو سکتی ہیں مگر باورچی خانے کی دیواروں سے سیاہی کا دور کرنا مشکل ہے۔ ریل گاڑی مختلف رنگوں سے رنگی جا سکتی ہے مگر انجن سیاہی کا ٹھیکے دار ہے۔ اس لئے کہ اس کو دھوئیں سے سابقہ رہا کرتا ہے۔

یہی حال ہے ان لوگوں کے دل و جگر کا جنہوں نے سگریٹ نوشی کو جزو زندگی یا واجب العمل فیشن سمجھ رکھا ہے۔ خدا خوب جانتا ہے کہ تمباکو نوشی سے کتنے ہونہار دماغوں میں نامعلوم آگ لگ چکی ہے۔ اور کتنے دل و جگر اس چھپی ہوئی چنگاری سے غیر محسوس طور پر جل کر خاک سیاہ ہو گئے ہیں۔

جو خوش قسمت اس جگر سوز عادت سے محفوظ ہیں۔ ان پر طعن تشنیع کی جاتی ہے دل سوز مضحکہ اڑایا جاتا ہے۔ بے چاروں کو سگریٹ نہ پی خون کے گھونٹ پینے پڑتے ہیں۔

ایک وہ زمانہ تھا کہ انسان کے منہ سے تمباکو کا دھواں نکلنے پر لوگ پریشان ہو جاتے تھے۔ چنانچہ پندرہویں صدی عیسوی میں جب پہلے پہل انگلستان میں سر والٹر ریلے نے پائپ (تمباکو پینے کا چھوٹا حقہ) پیا تھا تو ان کے ایک نوکر نے ان کے منہ سے دھواں نکلتا ہوا دیکھا تو یہ خیال کر کے کہ شاید انہیں آگ لگ گئی۔ ان پر پانی کی بالٹی ڈال دی۔

تمباکو نوشی کی سزا: شروع شروع میں تو تمباکو نوشی کی بہت مخالفت کی گئی۔ انگلستان میں ملکہ الزبتھ نے تمباکو نوشی کی ممانعت میں ایک تحریری حکم نافذ فرمایا۔ اس کے بعد جیمس نے تمباکو نوشی پر سخت جرمانہ مقرر کر دیا حکم دیا تھا کہ جو کوئی تمباکو پیے گا اس کے ہونٹ کاٹ دیے جائیں گے۔ چنانچہ اکثر اشخاص کو جنہوں نے اس حکم کی خلاف ورزی کی تھی یہ سزا بھی دی کہ ان کا منہ کالا کر کے اور گدھے پر سوار کر کے شہر کے چاروں طرف پھرایا گیا۔

انسان کی طبیعت بھی خود بخود تمباکو سے محفوظ رہنا چاہتی ہے۔ چنانچہ جب کوئی شخص دیکھا دیکھی شوقیہ طور پر پہلی دفعہ تمباکو کا استعمال کرتا ہے تو اس کا جی متلاتا ہے سر درد کرتا اور چکراتا ہے۔ کمزوری معلوم ہوتی ہے۔ جسم پر پسینہ آتا ہے اور دل ڈوبا جاتا ہے گویا یہ سب طبعی مانعات ہوتے ہیں جو کہ اس مضر عادت سے روکتے ہیں اطبا نے تمباکو کے افعال و خواص بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ تمباکو کا استعمال دل و دماغ کے لئے مضر ہے اس سے سر چکراتا ہے دل دھڑکتا ہے۔ حواس مکدر ہو جاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

تمباکو میں زہر ہے: یورپ و امریکہ کے بعض مشہور اور لائق ڈاکٹروں نے تمباکو کے زہریلے اجزا کی نسبت جو تحقیقات کی ہیں۔ ان میں سے یہ بھی ہے کہ معمولی طور پر تمباکو کا عرق نکالنے سے اس میں نکوٹین جو ایک سم قاتل (مار ڈالنے والا زہر) ہے تھوڑی مقدار میں پایا جاتا ہے جس کا ایک قطرہ معمولی کتے کے ہلاک کرنے کے لئے کافی ہوتا ہے اور دو قطروں سے تو بڑے سے بڑا کتا بھی ہلاک ہو جاتا ہے۔

مسٹر بیرو ایک افریقی سیاح کہتا ہے کہ افریقہ کے باشندے سانپ کے ہلاک کرنے میں تمباکو کا استعمال کرتے ہیں چنانچہ وہ اپنے حقے کی 'نے' کا ذرا سا میل سانپ کے منہ میں ڈال دیتے ہیں جس سے سانپ آناً فاناً مر جاتا ہے۔

اگرچہ بعض اشخاص میں تمباکو کے نقصانات چنداں محسوس نہیں ہوتے لیکن یہ یاد رہے کہ رفتہ رفتہ اس کا مضر اثر انہیں ضرور معلوم ہوگا بوڑھوں کی نسبت جوانوں میں جوانوں کی نسبت بچوں میں اس کے نقصانات زیادہ محسوس ہوتے ہیں خاص کر دماغی محنت کرنے والوں اور طالب علموں میں کیونکہ تمباکو نوشی وغیرہ سے خون رقیق (پتلا) اور کم ہو جاتا ہے جس سے دماغ کی ضروری پرورش نہ ہونے کے سبب وہ کمزور ہو جاتا ہے اس لئے امریکہ اور یورپ کے اکثر ممالک میں نوجوان خاص کر طالب علموں کے لئے تمباکو نوشی قانوناً ممنوع ہے۔

بیماریاں جو تمباکو سے پیدا ہوتی ہیں: امریکہ کے مشہور ڈاکٹر رش صاحب اور ڈاکٹر وڈورڈ صاحب پروفیسر پاٹر صاحب اور انگلستان کے ڈاکٹر نکلسن صاحب اور ڈاکٹر ریچرڈس صاحب وغیرہ کے قول کے موافق تمباکو کے استعمال سے اکثر دماغی امراض مثلاً درد سر۔ سر چکرانا۔ ضعف حافظہ۔ سکتہ۔ فالج۔ بے خوابی۔ دیوانگی۔ ضعف بصارت۔ نابینائی۔ کھانسی۔ سل۔ کمزوری۔ دل دھڑکنا اور ان کے سوا بعض سخت امراض وغیرہ وغیرہ پیدا ہوتے ہیں۔

ملک جرمن کے ڈاکٹر صاحبان کہتے ہیں کہ ان کے ملک میں ۳۰ برس کی عمر کے اندر جو لوگ مرتے ہیں ان میں سے نصف محض تمباکو نوشی کی وجہ سے ہلاک ہوتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی تمباکو نوشی کی کثرت سے بلاشبہ ہزاروں جانیں تلف ہوتی ہوں گی۔ مگر چونکہ یہاں کسی کو اس امر کی تحقیق کی طرف توجہ نہیں اس لئے کچھ خبر نہیں ہوتی۔

تمباکو کے جو نقصانات اوپر بیان کئے گئے ہیں وہ صرف سگریٹ نوشی ہی سے متعلق نہیں ہیں بلکہ جس طرح سے بھی تمباکو استعمال کیا جائے خواہ نسوار (ناس) یا زردے کے طور پر یا سگریٹ بیڑی کے ذریعہ بہر حال نقصان ہی پہنچانے والا ہے۔

یہ امر نہایت افسوس ناک ہے کہ ہندوستان میں تمباکو کا استعمال روز افزوں ہے۔ سگریٹ نوشی تو گویا آج کل کا فیشن ہے اور اکثر نوجوان بلکہ کمسن بچے اس فیشن کے دلدادہ ہیں مگر افسوس کہ وہ اس کے برے نتائج کو نہیں جانتے کہ ڈاکٹری کتب میں زہریلی دواؤں میں مثلاً بس۔ دھتورہ۔ کچلہ۔ افیون بھنگ وغیرہ کی فہرست میں تمباکو بھی شامل ہے۔

تمباکو کو ہمارے علماء میں سے بعضوں نے حرام کہا ہے بعضوں کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے کسی کے پاس مکروہ تنزیہی پس ایسی چیز جو نہ مذہبا مستحب ہو نہ طب وڈاکٹری کے لحاظ سے مفید بلکہ سخت ترین مضر ہو کس قدر بربادی ہے اگر لوگ اس سے کنارہ کش نہ ہوں اور دیدہ و دانستہ اپنے لئے دارین کی تباہی کا سامان مہیا کریں۔

سگریٹ نوشی میں سالانہ نو کروڑ روپیہ برباد: ہندوستان میں سالانہ تقریباً نو کروڑ روپیہ کے تمباکو کے سگریٹ نوشی میں خرچ ہوتا ہے اور سو روپے کے تمباکو کے سگریٹ پندرہ سو روپے میں فروخت ہوتے ہیں اب اندازہ لگایا جائے کہ اتنی کثیر رقم جو سگریٹ نوشی میں صرف ہو رہی ہے اگر اشاعت علم یا اور کسی کار خیر میں صرف کی جاتی تو کتنے فائدے حاصل نہ ہوتے۔

جن لوگوں کو یہ عذر ہو کہ غلطی سے اس کی عادت تو ہو گئی اب اس کا ترک ہونا مشکل ہے تو انہیں یاد رکھنا چاہئے کہ اگر انہوں نے اس وقت ترک عادت کی مشقت اٹھانے میں کوتاہی کی تو آئندہ اس کے پیدا کردہ مصیبتوں کے باعث ناقابل برداشت تکلیفوں سے دو چار ہونا پڑے گا۔

حکایت: حضرت حبیب عجمی رحمتہ اللہ علیہ کا دل سات برس تک گوشت کھانے کی خواہش کرتا رہا۔ آپ نے کبھی نفس کی آرزو پوری نہ کی ایک روز مجبوراً ایک درم کے کچھ نان و کباب مول لئے اسی وقت راستے میں ایک یتیم بچہ روتا ہوا ملا آپ نے دو چیزیں لڑکے کو کھلا دیں۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد خلافت میں ایک دفعہ قحط عظیم پڑا۔ آپ نے دودھ گھی وغیرہ سب چیزیں ترک کر دیں اور جب تک بلائے قحط سے عام لوگوں کو نجات نہیں ہوئی آپ بھی تکلیف اٹھاتے رہے۔

جب ان بزرگوں نے خواہشات نفسانی کے مٹانے اور پریشان مخلوق کی ہمدردی میں جائز چیزوں کو بھی ترک فرما دینے میں کمی نہیں کی تو ہمیں اپنے فائدے کے لئے مضر صحت چیز کے چھوڑنے میں ذرا بھی تامل نہ ہونا چاہئے۔

سورہ فلق

شانِ نزول: کافروں خاص کر یہودیوں کی عداوت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حد سے بڑھ گئی تھی۔ ایک یہودی نے جب اپنی بیٹیوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جادو کرایا اس وقت

ل یہ تخمینہ ساٹھ سال پہلے کا ہے

اللہ تعالیٰ نے قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ دونوں سورتیں نازل فرمائیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے کچھ بالوں پر اور کچھ کنگھی کے دندانوں پر یہ جادو کیا گیا تھا۔ اور بالوں میں جادو کی گیارہ گرہ لگائی تھیں۔ یوں تو اس جادو کا اثر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایک سال کے قریب رہا۔ لیکن تین دن تک آپ کو اس کے اثر سے بڑی تکلیف رہی۔ غرض جب یہ گیارہ آیتوں کی دونوں سورتیں نازل ہوئیں تو ہر ایک آیت کے پڑھنے کے ساتھ ہی جادو کی ایک ایک گرہ کھل گئی۔ اور ان دونوں سورتوں کے ختم ہوتے ہی آپ سے جادو کا اثر جاتا رہا اور آپ بالکل تندرست ہو گئے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الْعُقَدِ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ○

اے پیغمبر آپ کہئے کہ میں تمام مخلوقات کے شر سے صبح کے مالک (یعنی خدا) کی پناہ مانگتا ہوں۔ اور اندھیری رات کے شر سے (جب اس کا اندھیرا تمام چیزوں پر) چھا جائے اور گرہوں پر (پڑھ پڑھ کر) پھونکنے والیوں (یعنی جادوگرنیوں) کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد ظاہر کرے۔

خواص سورۂ فلق: ہر روز بلا ناغہ تلاوت کرنے والا تمام آفات اور حاسدوں اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ اگر کسی شخص پر جادو اثر کر گیا ہو تو پڑھ کر دم کریں اور مسحور سو بار پڑھے تو خلاصی پائے اور گھول کر بھی پئے اور لکھ کر گلے میں باندھے۔

سورۂ ناس

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ مَلِکِ النَّاسِ اِلٰهِ النَّاسِ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ الَّذِیْ یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ○

(اے پیغمبر) آپ کہئے کہ میں آدمیوں کے مالک، آدمیوں کے بادشاہ اور آدمیوں کے معبود کی پناہ لیتا ہوں۔ وسوسہ ڈالنے پیچھے ہٹ

جانے والے (یعنی شیطان) کے شر سے۔ جو لوگوں کے دلوں میں برے خیال ڈالتا ہے، خواہ جنوں میں سے ہو یا آدمیوں میں سے۔

خواص سورۂ ناس: جو شخص اپنے اوپر پڑھ کر دم کرے اس پر کسی کا جادو نہ چلے اور ہر بلا سے محفوظ رہے اور سحر زدہ اور آسیب زدہ پر پڑھ کر دم کریں تو اسے نجات حاصل ہو جو شخص سوتے وقت پڑھ کر سو جائے تو جن وانس سے امن میں رہے۔ اگر اس کو لکھ کر چھوٹے بچوں کے گلے میں ڈالیں تو بچے شیاطین اور حشرات الارض سے محفوظ رہیں۔

آداب حرکت وسکون

(۱) رفتار میں تیزی اور جلدی نہ کرنی چاہئے کہ ایک قسم کا ہلکا پن ہے سست چال کاہلی کی نشانی ہے اور مغروروں کی طرح اکڑ کے چلنا بھی حماقت ہے۔ چال میں ہمیشہ اعتدال ہونا چاہئے۔ بار بار پیچھے کی طرف مڑ کر دیکھنا بے وقوفوں کا کام ہے۔ اور ہمیشہ سر جھکائے ہوئے چلنا فکر وغم کے غلبے کی دلیل ہے۔

(۲) چونکہ رستہ عام گذرگاہ ہے اور ہر شخص اس پر سے گذرنے کا حق رکھتا ہے اس لئے چاہئے کہ ہر شخص دوسروں کا خیال رکھے کہ ان کو کسی طرح کی تکلیف نہ ہو۔ حتی الوسع ان کی خوشنودی اور راحت رسانی اور خیر خواہی میں کوشش کرے۔ احتیاط سے راستہ چلے اور آپس میں مڈبھیڑ ہونے کی نوبت نہ آنے دے۔ لوگ ادھر ادھر کی دوکانوں کو دیکھتے چلے جاتے ہیں اور سامنے کی خبر نہیں کہ کون آرہا ہے۔ ایسی صورت میں ٹکر لگ جایا کرتی ہے۔ یہ بھی بے تمیزی ہے کہ عین رستے میں لوگوں سے باتیں کرتے کھڑے رہیں جن سے رہ گیروں کو مجبوری کترا کر چلنا پڑتا ہے۔ راستہ چلتے وقت دوسروں کی خاطر سے سکڑ جانا یا دب جانا یا ہٹ جانا عین شرافت وعقلمندی ہے۔

(۳) بیٹھنے کے وقت پاؤں دراز نہ کرے اور ایک پاؤں دوسرے پر نہ رکھے۔ سر زانو اور ہاتھ پر نہ رکھا کرے کہ غم اور سستی کی علامت ہے عبث حرکات سے پرہیز کرے۔

(۴) جماہی۔ غفلت اور کند ذہنی اور عبادت میں حضوری نہ ہونے سے ہوتی ہے اس

لئے یہ خدا تعالیٰ کو پسند نہیں شیطانی کام ہے۔ پس جہاں تک ہو سکے جمائی کو روکنا چاہئے۔ جمائی لیتے وقت منہ کو ہاتھ یا کپڑے سے بند کر لینا چاہئے۔

(۵) قبلہ رو ہو کر یا حاضرین کے سامنے یا اس طرح کہ وہ آواز سنیں تھوکنا یا ناک صاف کرنا نہ چاہئے آستین اور دامن سے پاک کرنا بھی کمینگی ہے۔

(۶) اگر کسی مجلس میں جانا ہو تو اپنے مرتبے سے بالاتر مقام پر نہ بیٹھے اگر غلطی سے بیٹھ گیا ہو تو فوراً اپنی جگہ پر آ جائے مجلس میں اگر نیند کا غلبہ ہو تو اسی وقت اٹھ جائے ورنہ کسی طرح نیند کو اپنے سے دور کرے غنودگی سے بہرحال پرہیز کرنا چاہئے۔

خلاصہ یہ کہ اس طرح کی معاشرت رکھے کہ لوگوں کو اس سے کوئی تکلیف اور نفرت نہ ہو۔

چھینک

جب بخارات دماغ کی طرف چڑھتے ہیں تو دماغ بے چین ہو کر ان کو دفع کرتا ہے اسی کا نام چھینک ہے چھینک سے ایک طرح کی راحت پہنچتی ہے اس لئے چھینکنے والے کو الحمد للہ کہنے کا حکم ہے کیونکہ تکلیف کا رفع ہونا اور راحت کا پہنچنا شکر ادا کرنے کے قابل ہے۔ پس جب چھینک آئے تو منہ کو ہاتھ یا کپڑے کے ساتھ ڈھانپ لیں اور آواز بلند نہ ہونے دیں اور الحمد للہ رب العٰلمین کہیں۔ سننے والے کو چاہئے کہ اس کے جواب میں یَرْحَمُکَ اللّٰہُ تعالیٰ (اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے) کہے پھر چھینکنے والا یوں جواب دے یَھْدِ یْکُمُ اللّٰہُ وَیُصْلِحُ بَالَکُمْ۔ (اللہ تعالیٰ تمہیں ہدایت دے اور تمہاری حالت کو درست کرے) مگر جو الحمد للہ نہ کہے اسے جواب دینے کی ضرورت نہیں۔

سونے کے آداب

سوتے وقت بستر کو صاف کر لینا چاہئے۔ جہاں تک ہو سکے باوضو سونے کی کوشش کرے اور سیدھے پہلو پر لیٹے اور اپنے رخسار کے نیچے ہاتھ رکھ کر تین بار یہ دعا پڑھے۔ اَللّٰھُمَّ قِنِیْ عَذَابَکَ یَوْمَ تَبْعَثُ عِبَادَکَ۔ (اے پروردگار بچا مجھ کو عذاب سے جس دن اٹھائے تو اپنے بندوں کو)۔

پھر آیۃ الکرسی پڑھے:

آیۃ الکرسی: اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهٗ مَافِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ○

(وہ ذات پاک ہے کہ) اس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں زندہ ہے (کارخانۂ عالم کا) سنبھالنے والا نہ اس کو اونگھ آتی ہے اور نہ نیند اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے کون ہے ایسا جو اس کے پاس سفارش کر سکے بغیر اس کی اجازت کے۔ جو کچھ لوگوں کو پیش (آ رہا) ہے (وہ) اور جو کچھ ان کے بعد (ہونے والا) ہے (وہ) اس کو (سب) معلوم ہے اور لوگ اس کی معلومات میں سے کسی چیز کو اپنے احاطہ علمی میں نہیں لا سکتے مگر جس قدر وہ چاہے اس کی کرسی (سلطنت) آسمان و زمین (سب) پر پھیلی ہوئی ہے۔ اور آسمان و زمین کی حفاظت اس پر (مطلق) گراں نہیں اور وہ (بڑا) عالیشان اور عظمت والا ہے۔

جب صبح میں نیند سے ہوشیار ہو تو یہ دعا پڑھنا چاہئے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْهِ النُّشُوْرُ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے واسطے سزاوار ہیں جس نے موت کے بعد ہمیں زندگی عطا فرمائی یعنی نیند کے بعد جگایا اور اسی کی طرف قیامت میں لوٹنا ہے۔

غسل کا بیان

جو اہمیت اسلام کے عقائد میں توحید کی ہے وہی وقعت مسلمانوں کے اعمال میں طہارت کی ہے اور جیسے حق پرستی کے بغیر کوئی عمل قبول نہیں ہوتا ویسے ہی طہارت کے بغیر کوئی عبادت مقبول نہیں ہوتی۔

طہارت کے معنی ہیں پاکی اور صفائی۔ اس میں ظاہر اور باطنی دونوں قسم کی صفائی شامل ہے۔

اگرچہ اسلام کو دل کی صفائی کے سوا اور کسی بات سے سروکار نہیں کیونکہ اخلاق و مذہب کا زیادہ تر تعلق دل سے سمجھا جاتا ہے اور خدا تعالیٰ ہمارے ظاہری حالات کو نہیں بلکہ ہمارے دلوں کو دیکھتا ہے اور اس کے نزدیک ایک نہایت ہی صاف اور پاکیزہ لباس والا مکار اور مردم آزار ایک میلے کچیلے اور پھٹے پرانے کپڑوں والے راست باز اور نیکوکار آدمی کے مقابلے میں کچھ وقعت نہیں رکھتا۔ حدیث شریف میں ہے کہ "اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں کو دیکھتا ہے صورتوں کو نہیں دیکھتا"۔

لیکن اس کے باوجود بھی اسلام میں دل کی پاکیزگی کے علاوہ جسم اور لباس کی پاکی پر نہایت زور دیا گیا ہے۔ اور ان دونوں اشیائے ظاہری کے پاک صاف رہنے کی بڑی سخت تاکید آئی ہے۔ کیونکہ ظاہری پاکی و صفائی کا اثر بھی دل پر بہت کچھ ہوتا ہے۔

سائنس کی جدید تحقیقات میں ثابت ہے کہ

(۱) تمام امراض کی اصل وجہ وہ جراثیم ہیں جو میلی اور غیر مصفا جگہوں میں مختلف طرح پیدا ہوتے ہیں۔ اور کثافت و غلاظت ہی میں نشو و نما پاکر طرح طرح کی بیماریوں کا باعث ہوتے ہیں۔

(۲) جسم کے مسامات ہمیشہ صاف رہنے چاہئیں کیونکہ میل کچیل یا اور کسی وجہ سے وہ بند

ہو جائیں تو اندرونی فضلات باہر نہیں نکل سکتے اور ان سے طرح طرح کی شکایات پیدا ہو جاتی ہیں۔

(۳) دل و دماغ کے خیالات بھی پاکیزہ ہوتے ہیں اور دل بھی نیکیوں کے طرف مائل ہوتا ہے لیکن جب طبیعت اچھی نہیں ہوتی تو دل بھی چڑ چڑا ہو جاتا ہے غصہ بھی بڑھ جاتا ہے اور دل میں طرح طرح کے وسوسے بھی پیدا ہو جاتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج کل تمام طب اور ڈاکٹری کا اصل اصول صفائی ہے۔

غرض سائنس کے لحاظ سے بھی دل کی پاکیزگی جسم کی صفائی کے بغیر ممکن نہیں ہے اور چونکہ اسلام کا اصل منشا تزکیہ نفس (دل کا پاک کرنا) ہے۔ اس لئے اس نے عبادت کے ساتھ طہارت کو لازم کیا اور نماز سے پہلے وضو کو فرض کیا۔

اس روزانہ طہارت کے علاوہ بعض صورتوں میں تو غسل کو فرض کیا گیا جس میں بڑی بڑی مصلحتیں پوشیدہ ہیں اور ہفتے میں کم سے کم ایک بار جمعہ کے دن نہانا اور صاف وہ پاکیزہ لباس پہننا اور عطر لگانا سنت موکدہ قرار دیا گیا تاکہ جسمانی کثافت دور ہو جائے اور صفائی کا خاطر خواہ اہتمام رہے۔

اور نہانا بھی ٹب میں بیٹھ کر نہانا نہیں ہے کہ جو کثافت جسم سے چھوٹے پھر وہی جسم سے وابستہ رہے یا جسم کے کسی ایک حصے کی نجاست پانی میں گھل مل کر تمام بدن کو لگ جائے پھر اس تولیہ کو بھی غلیظ کر دے جس سے نہانے کے بعد جسم کو پونچھا گیا ہے۔

خلاصہ یہ کہ غسل بطریقہ اسلامی طریقے کا غسل صحت و تندرستی کے لئے بھی بہت مفید ہے۔ اور روحانی پاکیزگی تو جو کچھ حاصل ہوتی ہے اس کا اندازہ نہیں ہو سکتا۔ آئندہ صفحے کے نقشے پر غور کرنے سے غسل سے متعلقہ ضروری باتیں آئینہ ہو جائیں گی۔

ضروریات غسل

وہ امور جن سے غسل فرض ہوتا ہے	غسل کے فرض	غسل کی سنتیں
۱	۲	۳
(۱) شہوت سے انزال ہونا (۲) احتلام ہونا۔ (۳) دخول حشفہ (۴) حیض کا موقوف ہونا۔ (۵) نفاس کا موقوف ہونا۔	(۱) منہ میں پانی ڈالنا یعنی اچھی طرح سے غرغرہ کرنا۔ (۲) ناک میں پانی لینا۔ (۳) تمام جسم پر پانی بہانا	(۱) دونوں ہاتھوں کا پہنچوں تک دھونا۔ (۲) ہر دو شرم گاہوں کا دھونا۔ (۳) جسم سے نجاست کا (جہاں کہیں بھی لگی ہو) دور کرنا۔ (۴) وضو کرنا۔ (۵) تمام جسم پر تین مرتبہ پانی بہانا۔

کا نقشہ

غسل کے مستحب	غسل کا طریقہ
۴	۵
(۱) نیت کرنا۔ (۲) جسم کو ملنا۔ (۳) ایسی جگہ نہانا جہاں کوئی نہ دیکھے۔ (۴) وہ امور جو وضو میں مستحب ہیں۔ (سوا قبلہ رو ہونے اور دعا پڑھنے اور بچا ہوا پانی پینے کے)	پہلے نیت کرکے دونوں ہاتھ پہنچوں تک تین دفعہ دھوئے پھر شرم گاہ کو دھوئے (اگرچہ نجاست نہ ہو) اس کے بعد جو نجاست بدن پر لگی ہو دھو ڈالے پھر وضو کرے۔ وضو کے بعد سر پر پانی ڈالے پھر داہنے مونڈھے پر پانی بہائے اور تمام جسم کو ہاتھوں سے ملے پھر اسی طرح دوبارہ پانی سر اور مونڈھوں پر ڈالے تاکہ تین مرتبہ تمام جسم پر پانی پہنچ جائے۔ نہانے میں پانی بہت خرچ کرنا منع ہے۔ فائدہ۔ جسم کے تمام ظاہری حصے پر اور ناخنوں اور انگوٹھیوں کے نیچے اور تمام بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچانا اور کان اور ناک کے اندر دھونا ضروری ہے۔ اگر بال برابر جگہ بھی جسم سے خشک رہ جائے تو غسل صحیح نہ ہوگا۔ عورتوں کو جوڑے کا کھولنا ضروری نہیں صرف بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچا لینا کافی ہے۔

سادہ زندگی

حضور انور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھانے پینے پہننے اوڑھنے اٹھنے بیٹھنے۔ کسی چیز میں تکلف نہ تھا کھانے میں جو سامنے آجاتا تناول فرماتے تھے۔ پہننے کو موٹا جھوٹا جو مل جاتا پہن لیتے۔ زمین پر چٹائی پر۔ فرش پر۔ جہاں جگہ مل جاتی بیٹھ جاتے۔ آپ کے لئے آٹے کی بھوسی بھی صاف نہیں کی جاتی تھی۔ کرتے کا گلا اکثر کھلا رکھتے تھے۔ لباس میں نمائش ناپسند فرماتے تھے۔ سامان آرائش سے آپ طبعاً نفور تھے۔ غرض ہر چیز میں سادگی اور بے تکلفی پسند خاطر تھی۔ چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ "میں اور میری امت کے نیک بندے تکلف سے بری ہیں۔"

حضرت فاروق اعظمؓ

آپ کا نام مبارک عمر بن الخطاب ہے خدائے تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے دین اسلام کی تائید کی کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا کی تھی کہ الٰہی ان دونوں شخصوں عمر یا ابوجہل میں سے جو تجھے محبوب ہو اس کے مسلمان ہونے کی وجہ سے اسلام کو غلبہ عنایت فرما۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت عمرؓ کے حق میں آپ کی دعا قبول فرمائی اور انتالیس مرد مسلمان ہوئے تھے کہ آپ اسلام لائے جس سے مسلمانوں کو بڑی قوت حاصل ہوئی۔

حضرت عمرؓ کی خصوصیت سب سے اعلیٰ ہے کہ آپ جو رائے دیتے قرآن شریف اسی کی موافق نازل ہوتا تھا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر میرے بعد کوئی نبی ہونے والا ہوتا تو وہ عمرؓ ہی ہوتے اور فرمایا کہ عمر تم سے شیطان ڈرتا ہے۔۔ یہ بھی ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے عمر سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا اور جس نے عمر سے محبت رکھی اس نے مجھ سے محبت رکھی غرض آپ کے فضائل کثرت سے ہیں۔

حضرت عمرؓ نے اسلام کو جس قدر ترقی دی اس کی نظیر نہیں ملتی۔ مسلمانوں کی اعانت و

امداد میں مال انہوں نے خرچ کیا ان کو جسم و جان سے امداد انہوں نے پہنچائی۔

آپ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی زندگی ہی میں ولی خلافت قرار پا چکے تھے جس دن خلیفۂ اول صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انتقال فرمایا۔ اس روز باضابطہ بیعت ہوئی۔

آپ کے زمانہ خلافت میں مسلمانوں کو بہت سی فتوحات نصیب ہوئیں۔ اور اسلام کو بے حد عروج حاصل ہوا۔

دس برس چھ مہینے خلافت کا کام انجام دینے کے بعد فیروز نامی ایک مجوسی غلام کے ہاتھ عین حالت نماز میں آپ شہید ہو گئے۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر شریف کے پاس حضرت ابوبکر صدیق کے بازو میں مدفون ہوئے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی سادہ اور بے تکلفانہ زندگی کی یہ حالت تھی کہ آپ اپنی خلافت کے زمانے میں باوجود شہنشاہت وعظمت کے موٹے اور پھٹے ہوئے اور پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنا کرتے اور عید کے دن بھی ننگے پاؤں پھرنے سے عار نہ فرماتے۔ آپ کے دستر خوان پر معمولاً بے چھنے گیہوں اور جو کے سوا اور چیزیں بہت کم ہوتی تھیں۔ ایک وقت میں دو چیزیں کبھی نہیں کھاتے تھے اگر دو طرح کا کھانا سامنے آ بھی جاتا تو اٹھوا دیتے۔

آپ اگرچہ امیر المومنین تھے لیکن اپنے دارالسلطنت (مدینہ طیبہ) میں کوتوال چوکیدار اور سپاہی اور پیادہ اور چٹھی رساں وغیرہ کا کام خود ہی کرتے تھے جن عورتوں کے خاوند لشکروں میں گئے ہوئے ہوتے ان کی ضرورت کی اشیا بازار سے خود آپ خرید کر ان کے گھر پہنچا دیتے۔

جب آپ بازار میں پہنچتے تو لوگوں کی لونڈیوں اور غلاموں کا ایک لشکر ان کے پیچھے ہوتا اور سب کو ان کی ضروریات کی چیزیں دلا دیتے اور جو لوگ سب محتاجی کے خود خرید نہ سکتے تھے ان کو اپنے پاس سے خرید کر دیتے۔

حضرت عمرؓ کی بادشاہت میں سادہ زندگی کا ہماری پر تکلف زندگی سے مقابلہ کیا جائے۔ تو زمین آسمان کا فرق ہے۔ ہم غریب ہیں مگر امیرانہ لباس پہننے کے خواہش مند ہم قرض دار ہیں

لیکن عمدہ عمدہ غذاؤں کے طلب گار۔ ہماری حیثیت بالکل معمولی ہے مگر اپنا ضروری کام اپنے ہاتھ سے انجام دینا ہم سے نہیں ہوسکتا اپنے گھر کا سودا لانا بھی ہمیں ناگوار خاطر ہے۔

حضرت عمرؓ غیروں کا سامان بازار سے خرید کر پہنچا دیتے آج ہماری والدہ عاجزانہ لہجے میں ہم سے کہتی ہے کہ بازار سے یہ یہ چیزیں خرید کر لا دو مگر ہم اس کے حکم کی تعمیل صرف اس لئے نہیں کرنا چاہتے کہ خرید و فروخت اپنی کسر شان سمجھتے ہیں۔

درحقیقت آرام و آسائش اور حقیقی عزت اسی میں ہے کہ ہم اپنی معاشرت کو درست کریں اور سادگی اور کسر نفسی کے ساتھ زندگی گذاریں۔ اگر ہم غریب ہیں تو غریبانہ خوراک۔ غریبانہ لباس ہی میں خوش رہیں۔ اپنے معمولی کپڑوں ہی کو صاف ستھرا رکھا کریں۔ سادگی کے یہ معنی نہیں کہ انسان غلیظ حالت میں رہے اگر خدا تعالیٰ نے ہمیں دولت مند بنایا ہے تو جو کچھ کھائیں پئیں۔ پہنیں۔ اوڑھیں۔ اس پر خدا تعالیٰ کے شکر گذار رہیں۔ غرباء و مساکین سے عبرت لیں۔ ان کی ہر طرح امداد کریں۔ غرور و تکبر کو نزدیک آنے نہ دیں۔

فرضوں میں ملنا

(۱) جب نماز فرض کی تکبیر (اقامت) کہہ دی جائے تو اب بجز اس نماز کے اور کوئی نماز درست نہیں۔ اگر کوئی شخص سنت یا نفل نماز پڑھ رہا ہو اور جماعت کی تکبیر کہدی گئی تو نیت توڑ کر شریک جماعت ہو جائے۔ ہاں اگر فجر یا مغرب میں ایک رکعت سے زیادہ اور باقی نمازوں میں تین رکعتیں پڑھ چکا ہو تو نماز پوری کرے پھر نفل کی نیت کر کے جماعت میں شریک ہو جائے۔ مگر عصر کے وقت نہ پڑھے کیونکہ عصر کے بعد نفل مکروہ ہے۔

(۲) اگر فرض کی جماعت ہو رہی ہو تو پھر کوئی سنت وغیرہ شروع نہ کی جائے البتہ فجر کی سنتیں چونکہ سنت موکدہ ہیں۔ ان کو ادا کرے بشرطیکہ امام کے ساتھ قعدۂ اخیرہ کے ملنے کی امید ہو ورنہ نہ پڑھے اور جماعت میں شریک ہو جائے اگر فجر کی سنتیں فرض کے بغیر فوت ہوں تو آفتاب

نکلنے تک قضا نہ کرے۔

(۳) ظہر کی پہلی چار سنتیں جماعت میں ملنے کے واسطے ترک کر دینی جائز ہیں فرضوں کے بعد دو سنتوں سے پہلے پڑھ لی جائیں۔ ان کے سوا کوئی اور سنت قضا نہیں کی جاتی۔

(۴) جماعت ہو رہی ہو تو اسی رکن میں مل جانا چاہئے جو اس وقت ہو رہا ہو مثلاً امام سجدہ میں ہے تو سجدے ہی میں شریک ہو جانا چاہئے قیام کے انتظار میں کھڑے رہنا مناسب نہیں۔ اگر کسی رکعت کا رکوع امام کے ساتھ مل جائے تو سمجھا جائے گا کہ وہ رکعت مل گئی۔ اگرچہ قیام و قرأت میں شرکت نہ رہی اور اگر رکوع نہ ملے تو پھر اس رکعت کا شمار ملنے میں نہ ہوگا۔

(۵) ایسا شخص جو شروع سے شریک جماعت نہ ہو مسبوق کہلاتا ہے مسبوق کو چاہئے کہ امام کے ساتھ شریک جماعت ہو کر جس قدر نماز ملے پڑھ لے پھر امام کی نماز ختم ہو جانے کے بعد کھڑے ہو کر اپنی گئی ہوئی رکعتیں ادا کرے۔

(۶) مسبوق کو اپنی گئی ہوئی رکعتیں منفرد کی طرح قرأت کے ساتھ ادا کرنی چاہئیں۔ اس طرح کہ پہلے قرأت والی رکعتیں ادا کرے پھر بلا قرأت اور جو رکعتیں امام کے ساتھ پڑھ چکا ہے ان کے حساب سے قعدہ کرے مثلاً ظہر کی نماز میں امام کے ساتھ چوتھی رکعت میں شریک ہوا ہو تو چاہئے کہ جب امام رکعت ختم کر کے قعدے میں پہنچے تو یہ صرف التحیات پڑھ کر بیٹھا رہے اور جب امام سلام پھیرے تو یہ کھڑا ہو جائے اور فوت شدہ تین رکعتیں اس ترتیب سے پڑھے پہلی رکعت میں ثناء تعوذ۔ بسم اللہ اور سورۂ فاتحہ اور دوسری سورۃ پڑھ کر رکوع و سجود کر کے بیٹھ جائے اور پہلا قعدہ کرے اس لئے کہ یہ رکعت اس ملی ہوئی رکعت کے لحاظ سے دوسری ہے۔ پھر قعدے کے بعد کھڑا ہو جائے اور دوسری رکعت ادا کرے۔ اس میں صرف بسم اللہ اور سورۃ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورۃ پڑھے لیکن اس رکعت کے بعد قعدہ نہ کرے کیونکہ یہ رکعت ملی ہوئی رکعت کے حساب سے تیسری ہے۔ پھر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے اور اس رکعت میں صرف بسم اللہ اور سورۃ فاتحہ پڑھے۔ دوسری سورۃ نہ ملائے کیونکہ یہ رکعت ملی ہوئی رکعت کے حساب سے چوتھی ہے جو بلا قرأت ہے اور کل چار رکعتوں میں دو رکعتیں ضم سورہ کے ساتھ ہو چکی ہیں۔

(۷) اگر مسبوق جہری نماز میں اس وقت شریک ہو جب کہ امام جہری قرأت کر رہا ہو۔ تو ثنا نہ پڑھے کیونکہ ثناء پڑھنی سنت ہے۔ اور قرآن کا سننا واجب ہے۔

قضا نماز کا پڑھنا

جہاں تک ہو سکے کوشش کرنی چاہئے کہ نماز قضا نہ ہو کیونکہ بلا عذر نماز کا اپنے وقت پر نہ پڑھنا گناہ کبیرہ ہے اگر کبھی کسی عذر سے قضا ہو جائے تو قضا شدہ نماز کو اس نماز کے پہلے پڑھ لینا چاہئے۔ جو اس وقت پڑھی جاتی ہو ہاں اگر وقت میں تنگی ہو تو پہلے وقتیہ نماز ادا کرے۔

نماز میں حدث

(۱) اکیلے یا امام کے ساتھ نماز پڑھتے وقت نمازی کا وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے نماز پوری کرلے خواہ تشہد کے بعد ہی حدث کیوں نہ ہو لیکن شروع سے پڑھنا افضل ہے۔

(۲) اگر امام کا وضو نہ رہے تو اس کو چاہئے کہ مقتدیوں میں سے کسی کو خلیفہ کر دے یعنی آپ فوراً ہٹ کر اسی رکن میں کسی مقتدی کو اشارے سے یا محراب کی طرف کھینچ کر اپنی جگہ کھڑا کر دے تاکہ وہ بقیہ نماز پوری کرلے۔ اور خود وضو کرنے چلا جائے اور جہاں وضو کیا ہے وہیں یا پہلی جگہ نماز پوری کرلے۔ اگر خلیفہ فارغ نہ ہوا ہو تو امام اس کے پیچھے نماز پوری کرلے۔

قرآن مجید

جس طرح حضرت موسیٰ وداؤد وعیسیٰ علیہم السلام پر توریت۔ زبور۔ انجیل خدا تعالیٰ کی طرف سے نازل ہوئے۔ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی ایک کتاب نازل ہوئی جس کا نام قرآن مجید ہے۔

یہ خدا کا کلام ہے جو عربی زبان میں کتاب کی صورت میں ہم کو ملا ہے۔ اس کی فصاحت وبلاغت بے مثال ہے۔

قرآن مجید کا معجزہ: قرآن مجید میں عام طور پر اعلان دیا گیا ہے کہ اگر تمہیں اس کے کلام الٰہی

ہونے میں شک ہے تو اس کے مانند کوئی سورت بنالاؤ۔

عرب میں بڑے بڑے فصیح وبلیغ شاعر وادیب اس وقت موجود تھے اور بہتروں نے کوشش بھی کی مگر کوئی کامیاب نہ ہوا۔ بلکہ ساڑھے تیرہ سو برس گذرنے پر بھی قرآن کی سورتوں میں سے کسی ایک کی نظیر آج تک نہ بن سکی۔

صرف یہ بے نظیر فصاحت اور بلاغت ہی قرآن کا معجزہ نہیں بلکہ اس کا اہم اور بڑا معجزہ یہ ہے کہ اس کے احکام میں اعلیٰ درجے کی خوبی یہ ہے کہ ہر زمان اور ہر مکان اور ہر طرح کی سمجھ والے انسان کی ہدایت کے لئے کامل طور پر کافی ہے۔

قرآن یہ ناقابل برداشت حکم نہیں دیتا کہ اگر کوئی تمہارے ایک گال پر تھپڑ لگائے تو دوسرا بھی آگے کردو۔ بلکہ یہ کہتا ہے کہ اگر تم بدلہ لو تو اسی قدر جتنی کہ تم کو تکلیف پہنچی ہے اور اگر معاف کرو تو یہ پسندیدہ کام ہے۔

قرآن مجید کا اعلیٰ اور اہم مقصد خدائے واحد کی توحید سکھانا اور ہماری روحانی تہذیب کی تکمیل کرنا ہے نہ جغرافیہ۔ تاریخ۔ ریاضی یا ہیئت سکھانا اگرچہ ان علوم کا بھی ذکر قرآن کی جامعیت کی وجہ اس میں موجود ہے مگر ضمنی طور پر۔

قرآن مجید کو خدا کا کلام یقین کرنا ہم مسلمانوں کا دین اور ایمان ہے اور اس کی بے انتہا خوبیوں پر فریفتہ اور شیدا ہونا ایک قدرتی امر ہے۔

دوزخ وجنت: اگر ہم خدا اور رسول کی مرضی پر چلیں اور قرآن مجید کی ہدایت کے مطابق کام کریں۔ تو قیامت کے دن (جب کہ انسان کی نیکیوں اور بدیوں کا موازنہ (ان کو تولا جائے گا) ہوگا۔ اور ہر ایک کو اس کے اعمال کے موافق جزا وسزا ملے گی)۔ خدا اور رسول ہم سے خوش ہوں گے اس کے انعام میں ہم کو بہشت عطا ہوگی جہاں دودھ اور شہد کی نہریں جاری ہوں گی ہر قسم کے لذیذ اور نفیس میوے اور ہر قسم کے لطیف وخوش ذائقہ کھانے ملیں گے۔ ہر طرح کی خوشی کے سامان میسر ہوں گے اور نہایت فراغت اور فرصت کے ساتھ رہنا ہوگا۔ غرض ایسے اعلیٰ درجے کا

آرام وعیش ہوگا کہ نہ آنکھوں نے کبھی دیکھا۔ نہ کانوں نے کبھی سنا اور نہ کبھی انسان کے دل پر اس کا وہم گذرا۔

اگر ہم خدا اور رسول کی نافرمانی کریں اور جو کچھ قرآن میں حکم ہوا ہے اس کے خلاف کرتے رہیں تو خدا اور رسول ہم سے ناراض ہوں گے۔ اور اس کی سزا میں ہمیں دوزخ میں رہنا ہوگا۔ جہاں کی سردی قابل برداشت ہے نہ گرمی۔ وہاں ایسی تکالیف اور مصیبتیں برداشت کرنا پڑیں گی۔ جو نہ آنکھوں نے دیکھی ہیں نہ کانوں نے سنی اور نہ کبھی کسی دل پر ان کی سختی کا خیال گزرا ہے۔

ہر ایک مسلمان کے لئے قیامت کے دن پر اور بہشت و دوزخ پر ایمان لانا فرض ہے جو ہمارے مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے پر اعمال کی جزا اور سزا میں ہم کو ملیں گے۔

فضیلتِ تلاوت: قرآن مجید کی تلاوت کی بڑی بڑی فضیلتیں ہیں۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میری امت کی عبادتوں میں سب سے افضل عبادت قرآن مجید کی تلاوت ہے۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کا قول ہے کہ جو شخص نماز میں کھڑے ہو کر قرآن پڑھتا ہے اسے حرف حرف پر سو نیکیاں ملتی ہیں۔ اور بیٹھ کر نماز میں پڑھتا ہے تو ہر حرف پر پچاس نیکیوں کا ثواب پاتا ہے اور نماز سے خارج باوضو تلاوت کرتا ہے تو ایک ایک حرف کے عوض پچیس پچیس نیکیاں اعمال نامے میں لکھی جاتی ہیں بے وضو پڑھتا ہے تو دس دس نیکیاں دی جاتی ہیں۔

آدابِ تلاوت: ہر شخص کو چاہئے کہ روزانہ خصوصاً صبح کے وقت پابندی کے ساتھ کم سے کم ایک جزو (پارہ) یا جتنا بھی ہوسکے۔ قرآن مجید کی تلاوت کیا کرے بزرگان دین تو ہر روز ایک قرآن ختم کردیا کرتے تھے۔

تلاوت کے وقت ان باتوں کی رعایت رکھے۔

(۱) تعظیم سے پڑھے یعنی باوضو قبلہ رخ بیٹھے اور نہایت عاجزی سے مصروف تلاوت ہو۔

(۲) ٹھہر ٹھہر کر پڑھے اور مطلب سمجھنے کی کوشش کرے۔

(۳) حتی الامکان خوش آوازی سے پڑھے۔

(۴) ہر لفظ کے معنی کا خیال رکھے تاکہ مضامین قرآن اچھی طرح سمجھ میں آجائیں۔

اگر ایک مرتبے کے پڑھنے سے نہ سمجھے تو دوسری اور تیسری دفعہ پڑھے اور حتی المقدور دوسرے علوم کی طرح عربی زبان سے واقف ہونے کی کوشش کرے۔ تاکہ قرآن مجید کے سمجھنے میں سہولت ہو۔

جب انگریزی جو ایک مشکل زبان ہے۔ اور اس کے ساتھ ہماری طبیعتوں کو کسی طرح کی مناسبت نہیں۔ مگر ہم دنیوی چند روزہ فائدوں کی طمع سے اس کو پڑھتے اور ایسا پڑھنا پڑھتے ہیں کہ اس میں فضیلت کی ڈگریاں بی۔اے اور ایم۔اے حاصل کرتے ہیں۔ اگر اس کا دسواں حصہ بھی ہم عربی علم کے لئے محنت کریں تو دین و دنیا کی صلاح و فلاح حاصل ہوسکتی ہے۔

ہر مسلمان کو یہ نہایت ضروری ہے کہ وہ انگریزی اور دیگر علوم کے ساتھ عربی زبان کو زبان دوم ہی کے طور پر حاصل کرے تاکہ اپنے پروردگار کے کلام کو صرف طوطے کی طرح پڑھنے کے عوض اس کے مطالب و مضامین میں بھی غور و فکر کرنے کا موقع مل سکے۔

بڑی شرم کی بات ہے کہ ہم اپنے بھائی یا دوست کا خط تو غور و فکر سے سمجھ سمجھ کر پڑھیں اور خدائے عزوجل کے فرمان کو سرسری طور سے پڑھ لیا کریں اور یہ بھی نہ سمجھیں کہ اس میں کیا لکھا ہے۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ''اے پیغمبر یہ قرآن بڑی برکت والی کتاب ہے۔ جو ہم نے تمہاری طرف اتاری ہے تاکہ لوگ اس کی آیتوں میں غور کریں اور جو لوگ عقل رکھتے ہیں اس کے مطالعہ سے نصیحت حاصل کریں۔''

تیمّم کا بیان

تیمم کی ابتداء: ایک وقت حضرت رسول مقبول ﷺ سفر فرما رہے تھے اور ازواج مطہرات میں سے ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا آپ کے ہمراہ تھیں۔ ذات الجیش نامی ایک

مقام میں اترے۔ تو اتفاقاً حضرت عائشہؓ کا یمنی منکوں کا ہار ٹوٹ پڑا۔ حضرت ﷺ اور آپ کے ہمراہی اصحاب اس کی تلاش کے لئے ٹھیر گئے اور وہاں پانی نہ تھا اور ان سب حضرات کے ساتھ کا پانی بھی ختم ہو چکا تھا۔ تمام رات اسی حالت میں گذری۔ جب صبح ہونے آئی تو لوگ حضرت عائشہؓ کے والد حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس فریاد کرتے ہوئے آئے اور کہنے لگے کہ دیکھئے حضرت عائشہؓ نے اپنے ہار کی خاطر آنحضرت ﷺ کو اور لوگوں کو ٹھیرا رکھا ہے۔ حالانکہ اس جگہ پانی نہیں ہے۔ یہ سن کر ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ اپنی صاحبزادی حضرت عائشہؓ کے پاس آئے۔ اور سرزنش کرنے لگے اور جھڑک کر کہا کہ ''تم نے لوگوں کو روک رکھا ہے اور پانی نہ ہونے سے سب کو تکلیف ہے۔'' ابو بکرؓ نے غصہ میں حضرت عائشہؓ کو اپنے دستِ مبارک سے دھکا بھی دیا۔ مگر عائشہ صدیقہؓ نے اپنے جسم مبارک کو جنبش تک ہونے نہ دی۔ کہ مبادا حضور انور ﷺ بیدار ہو جائیں کیونکہ آپ حضرت عائشہؓ کے زانوئے مبارک پر سر اقدس رکھے ہوئے آرام فرما رہے تھے۔ جب صبح ہو گئی تو خدا تعالیٰ کی طرف سے تیمم کی آیت نازل ہوئی جس کا ترجمہ ہے۔ ''مسلمانو! اگر تم بیمار ہو یا سفر میں ہو یا تم میں سے کوئی جائے ضرور سے ہو کر آیا ہو یا تمہیں غسل کی حاجت ہو اور تم کو پانی میسر نہ آئے تو صاف ستھری مٹی لے کر اس سے تیمم یعنی اپنے منہ اور ہاتھوں کا مسح کر لو بے شک اللہ درگذر کرنے والا اور بخشنے والا ہے۔''

پھر تو تمام صحابہؓ نے تیمم کر لیا اور خوش ہو گئے اور حضرت اسید بن حضیر نے عائشہؓ سے مخاطب ہو کر کہا کہ ''اے آل ابو بکرؓ یہ تمہاری پہلی ہی برکت نہیں ہے۔ بلکہ اس سے پہلے بھی کئی برکتیں تمہارے سبب سے ہم کو عطا ہوئی ہیں۔''

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ جس اونٹ پر میں سوار تھی ہم نے اس کو اٹھایا۔ تو اس کے نیچے گم شدہ ہار مل گیا۔ غرض تمام مسلمانوں کو حضرت عائشہؓ کے شکر گزار رہنا چاہئے کہ آپ کے طفیل میں یہ سہولت نصیب ہوئی۔

حضرت رسول خدا ﷺ نے فرمایا کہ ''زمین کی مٹی ہمارے واسطے پاک کرنے والی ٹھیرائی گئی ہے۔''

پس جہاں نماز کا وقت آ جائے اور پانی میسر نہ ہو یا ہو مگر بیماری ہو یا بیمار پڑنے کا خوف غالب ہو تو تیمم کر کے نماز ادا کریں۔ کیونکہ تیمم وضو اور غسل کا قائم مقام ہے۔

آئندہ نقشے پر غور کرنے سے تیمم کے تقریباً تمام مسائل حل ہو جائیں گے۔

ضروریات تیمم کا نقشہ

ان صورتوں میں تیمم جائز ہے	ان چیزوں سے تیمم جائز ہے	شرائط تیمم	تیمم کے ارکان	نواقض تیمم
۱	۲	۳	۴	۵
(۱) پانی موجود نہ ہو اور ایک میل تک نہ ملے (۲) پانی موجود ہو۔ مگر اس کے استعمال سے بیماری بڑھ جانے یا صحت میں دیر ہونے کا خوف ہو (۳) پانی تک جانے میں دشمن یا درندے وغیرہ کا خوف ہو (۴) پانی موجود ہو۔ مگر پینے کے لئے ہو اور اندیشہ ہو کہ اگر اس سے غسل یا وضو کرے تو خود یا ہمراہی یا سواری کا جانور پیاسا رہ جائیگا (۵) کنواں ہو مگر پانی نکالنے کے لئے ڈول رسی وغیرہ نہ ہو۔ (۶) پانی قیمت پر ملتا ہو اور قیمت گراں یعنی دو چند ہو یا موجود ہی نہ ہو (۷) وضو غسل کرنے میں کسی ایسی نماز کے فوت ہو جانے کا خوف ہو جس کی قضا یا بدل نہیں ہے۔ جیسے عیدین اور جنازے کی نماز۔	(۱) زمین کی جنس سے کوئی چیز جو پاک ہو۔ یعنی وہ چیزیں جو جل کر راکھ ہوں نہ پگھلیں۔ جیسے مٹی ریت۔ پتھر وغیرہ۔ (۲) سونا چاندی گیہوں وغیرہ بشرطیکہ گرد آلودہ ہوں۔ (۳) گچ۔ پختہ اینٹ۔ چونہ وغیرہ (۴) محض غبار سے جیسے دیوار گرائی اور اس سے ہاتھوں اور منہ پر غبار جم گیا اب اگر ان پر ہاتھ مل کر تیمم کر لیں تو درست ہے۔	(۱) اسلام کا ہونا (۲) نیت کرنا (۳) مسح کرنا (۴) تین یا زیادہ انگلیوں سے مسح کرنا (۵) مٹی یا اس کی جنس کا پاک کرنے والی ہونا (زمین اگر نجس ہو کر خشک ہو جائے۔ اور نجاست کا اثر بھی جاتا رہے تو اس پر نماز درست ہوگی۔ مگر تیمم جائز نہیں) (۶) پانی پر قدرت کا نہ ہونا۔ ف اگر ان میں سے ایک شرط بھی فوت ہو جائے تو تیمم نہ ہوگا۔	(۱) دو ضرب یعنی پہلی دفعہ مٹی پر ہاتھ مار کر منہ پر مسح کرنا۔ پھر دوسری دفعہ ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت مسح کرنا (۲) استیعاب یعنی تمام منہ اور دونوں ہاتھوں پر اس طرح مسح کرنا کہ کوئی جگہ بال برابر بھی مسح سے باقی نہ رہے	(۱) جن چیزوں سے وضو ٹوٹتا ہے۔ ان سے وضو کا تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے (۲) جن سے غسل واجب ہوتا ہے۔ ان چیزوں سے غسل کا تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے (۳) جس عذر کی وجہ سے تیمم کیا گیا تھا اس کا زائل ہو جانا بھی ناقض (توڑنے والا) تیمم ہے۔

تیمّم کا طریقہ: تیمّم کرتے وقت اول دل میں نیت کریں۔ پھر بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھ ایک دفعہ پاک مٹی یا دیوار پر ماریں۔ بعد ازاں پھونک سے مٹی اڑا کر دونوں ہاتھوں کو منہ پر پھیریں۔ پھر دوسری مرتبہ ہاتھ مار کر کہنیوں تک مسح کریں۔

تیمّم کے متعلق ضروری باتیں

(۱) تیمّم میں تمام منہ اور دونوں ہاتھوں کا کہنیوں سمیت مسح کرنا ضروری ہے۔ اس طرح کہ کوئی مقام مسح سے باقی نہ رہے۔ یہاں تک کہ آنکھ اور بھوؤں کے اور دونوں نتھنوں کے درمیانی حصوں پر ہاتھوں کا پھیرنا لازم ہے۔ عورتوں کے ہاتھوں میں چوڑیاں ہوں تو ان کو ہٹا کر نیچے کے حصے پر مسح کریں۔ غرض منہ اور دونوں ہاتھوں کی پوری سطح پر ہاتھ پھر جائیں۔ ورنہ تیمّم نہ ہوگا۔

تنگ انگوٹھی دور کرنا اور انگلیوں کے درمیان غبار نہ پہنچا ہو تو انگلیوں کا بھی خلال کرنا فرض ہے۔

(۲) تیمّم وقت نماز سے قبل جائز ہے اور وقت کے جانے سے باطل نہیں ہوتا بشرطیکہ معذور نہ ہو کیونکہ معذور کا تیمّم وضو کی طرح وقت کے جانے سے باطل ہو جائے گا۔

(۳) تیمّم کیا ہوا شخص وضو کئے ہوئے شخص کی امامت کر سکتا ہے۔

(۴) جس طرح ایک وضو سے کئی نمازیں فرض اور نفل ادا کر سکتے ہیں۔ اسی طرح ایک تیمّم سے کئی نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔

(۵) تیمّم کی نیت کے وقت (۱) مطلق طہارت کی (۲) رفع حدث کی (۳) نماز کے مباح ہونے کی نیت کافی ہے۔

(۶) وضو اور غسل کا تیمّم ایک ہی طرح پر ہے۔

(۷) اگر پانی ملنے کی امید ہے تو نماز کے آخر وقت تک انتظار کرنا چاہئے۔

(۸) اگر پانی قریب میں ملنے کا گمان ہو تو تلاش کرنا یا کسی کے پاس موجود ہو۔ اور

ملنے کی توقع ہو تو طلب کرنا فرض ہے۔ بغیر تلاش یا طلب کئے تیمّم جائز نہیں۔

(۹) اگر بے وضو شخص کے اکثر اعضائے وضو میں زخم ہوں تو تیمّم جائز ہے۔

(۱۰) ایک جگہ یا ایک سے کئی آدمی یا ایک ہی شخص کئی مرتبے تیمّم کر سکتا ہے۔

(۱۱) اگر پانی وضو کے موافق ہو۔ لیکن کپڑے یا جسم پر نجاست حقیقی لگی ہو تو پہلے نجاست دور کرے۔ پھر وضو کے بجائے تیمّم کرے۔

(۱۲) جس نماز کی قضا یا بدل موجود ہو جیسے پنج وقتہ یا جمعہ کی نماز تو ان کے فوت ہونے کے خوف سے تیمّم جائز نہیں۔

(۱۳) جب تک پانی نہ ملے یا عذر باقی رہے۔ برابر تیمّم کرتا جائے۔ گو کتنے ہی دن کیوں نہ گذر جائیں۔ یہ خیال دل میں نہ لائے کہ تیمّم سے اچھی طرح پاکی نہیں ہوتی یہ شیطانی وسوسہ ہے۔ بلکہ جس طرح وضو اور غسل سے پاکی حاصل ہوتی ہے اسی طرح تیمّم سے بھی حاصل ہوتی ہے۔ اور یہ محض خدا تعالیٰ کا امت محمدیہ پر فضل ہے۔

بیمار کی نماز

دین آسان ہے: خدائے تعالیٰ نے دین میں ہر طرح کی آسانی رکھی ہے عبادتوں میں سب سے افضل نماز ہے۔ پھر روزہ۔ پھر زکوٰۃ۔ پھر حج۔ نماز کے معاملے میں یہ آسانی رکھی کہ سفر میں ہو تو قصر کر لو۔ کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکو تو بیٹھ کر۔ اور بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکو تو لیٹے لیٹے اشاروں سے نماز پڑھ لو۔ یہاں تک کہ بے وضو یا ناپاکی کی حالت میں اگر پانی سے تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو تو تیمّم کافی ہے۔

روزے میں یہ سہولت پیدا کی کہ بیمار و مسافر اور حاملہ وغیرہ روزہ نہ رکھیں۔ بعد میں قضا کر لیں۔

زکوٰۃ میں ایک سال تک مال رہنے پر صرف چالیسواں حصہ دینے کا حکم فرمایا۔

حج عمر بھر میں صرف ایک دفعہ فرض ہے وہ بھی اس وقت جب کہ مقدور ہو۔

الغرض دین میں ہر طرح کی آسانی ہے کسی قسم کی تنگی اور مشکل نہیں بدنصیبی ہے انسان اگر اتنی سہولتوں کے بعد بھی عبادت الٰہی کے بجالانے میں اس سے کوتاہی ہو خصوصاً نماز کی پابندی میں اللہ والے تو سخت ترین مصیبتوں اور بیماریوں میں بھی نہایت مستعدی کے ساتھ عبادت و نماز میں مصروف رہتے تھے۔ بلکہ نماز ہی سے ان کی تکلیفوں میں سکون ہوتا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو فیروز نامی ایک عجمی غلام نے اثنائے نماز میں آپ کو کئی زخم کاری لگائے تھے۔ اگلے روز نماز فجر کے لئے آپ کو جگایا گیا تو فرمانے لگے "ہاں جو شخص نماز ترک کردے اسلام میں اس کا کچھ حصہ نہیں" چنانچہ اسی حالت میں کہ زخموں سے مسلسل خون بہہ رہا تھا۔ آپ نے نماز ادا فرمائی۔

جنگ احد میں ایک بار حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پیر میں تیر کھب گیا تو تیر تو نکل آیا لیکن تیر کی انی ٹوٹ کر اندر رہ گئی۔ جب اس کو نکالنے لگتے تو درد کے مارے بیقرار ہو جاتے۔ آخر ایک روز جب آپ نماز میں مشغول تھے اسے کھینچ کر نکالا گیا اور آپ کو خبر تک نہ ہوئی۔

حضرت ثابت بنانی رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھیں دکھنے آئیں اور نظر بہت ضعیف ہو گئی حکیم نے کہا۔ "آپ نماز اور گریہ کو ترک کر دیں تو مجھ سے آپ کا علاج ہو سکتا ہے۔" آپ نے جواب دیا میری زندگی ان دونوں کے بغیر ممکن نہیں۔ چاہئے علاج کی ضرورت نہیں۔

حضرت امام بخاریؒ نماز میں مشغول تھے کہ ایک بھڑ نے ڈنک مارنے شروع کئے۔ آپ برابر نماز ادا فرماتے رہے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو دیکھا کہ ستر مقام پر ورم ہو گیا ہے۔

ان بزرگوں کا یہ حال تھا اور آج کی یہ کیفیت ہے کہ مزاج میں خفیف سی حرارت معلوم ہوئی یا کسی قدر بیمار ہوئے کہ فوراً نماز سے کنارہ کش ہو گئے۔ حالانکہ جب تک جسم میں ذرا سی بھی قوت موجود ہے۔ نماز کسی طرح قضا نہیں کی جا سکتی۔

چنانچہ حکم یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بیماری کے سبب سے کھڑا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع و سجود کرے۔ اگر رکوع و سجود بھی نہ کر سکتا ہو تو بیٹھ کر سر سے اشارہ کرے سجدے میں رکوع

میں زیادہ جھکے اور کوئی اونچی چیز سجدے کے واسطے نہ رکھے اگر بیٹھ بھی نہ سکتا ہو تو چت لیٹے اور پاؤں قبلے کے طرف کرے اور سر کے اشارے سے نماز پڑھے یا کروٹ پر لیٹے اور منہ قبلے کی طرف کرے۔ مگر چت لیٹنا بہتر ہے۔

فضائل درود شریف

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "بے شک اللہ اور اس کے فرشتے پیغمبرؐ پر درود بھیجتے ہیں" تو مسلمانو! تم بھی پیغمبرؐ پر درود و سلام بھیجتے رہو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "جب تک کوئی شخص مجھ پر درود شریف پڑھتا ہے اس پر تمام فرشتے درود پڑھتے ہیں۔ اب اختیار ہے کہ اس میں کوئی کمی کرے یا زیادتی۔"

یہ بھی حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو شخص آپ پر ایک بار درود بھیجتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس بار درود و سلام بھیجتا ہے اور اس کے لئے دس نیکیاں لکھتا ہے اور دس گناہ معاف فرماتا ہے۔

غرض حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود بھیجنے کے بڑے بڑے فضائل ہیں اس لئے کہ آپ کا مرتبہ نہایت اعلیٰ و ارفع ہے۔ خدا تعالیٰ کے بعد آپ سب سے بزرگ ہیں۔

حدیث شریف میں ہے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "میں سب لوگوں کے پہلے قبر سے نکلوں گا جب کہ (لوگ قبروں سے) اٹھائے جائیں گے اور میں ان کا پیش رو اور کھینچنے والا ہوں گا۔ جس وقت وہ خدا کی طرف چلیں گے اور میں ان میں کلام کروں گا۔ جب کہ وہ (عذر سے) چپ ہو رہیں گے اور میں ان کو خوشخبری دوں گا۔ جبکہ ناامید ہو جائیں گے اور حمد کا نشان اس دن میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور میں اپنے رب کے نزدیک سب اولاد آدم سے بزرگ ہوں اور یہ فخر کی بات نہیں ہے۔"

یہ یاد رہے کہ کوئی شخص کتنا ہی بزرگ کیسا ہی ولی اور بلند پایہ ہو ہرگز حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مرتبے کو نہیں پہنچ سکتا۔

خداتعالیٰ نے اپنی اطاعت اور محبت وخوشنودی کو آپ کے اطاعت ومحبت وخوشنودی کے ساتھ وابستہ فرمایا ہے۔اور آپ کی نافرمانی وعداوت کو عین اپنی نافرمانی وعداوت قرار دیا ہے اور اپنے نام پاک کے ساتھ آپ کا نام مبارک رکھا اور اپنے ذکر کے ساتھ آپ کے ذکر کا حکم دیا۔ چنانچہ اذان ۔ اقامت اور کلمۂ طیبہ وغیرہ سے یہ بات ظاہر ہے۔یہاں تک کہ نماز جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے لئے مختص ہے اس کا اختتام بھی درود شریف پر ہے۔

خلاصہ یہ کہ ہر شخص پر لازم ہے کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر جتنا بھی ہو سکے درود پڑھتا رہے۔آپ کے ساتھ انتہائے ادب ملحوظ رکھے اور آپ کے احکام کی تعمیل میں کسی قسم کی کوتاہی نہ کرے۔خداتعالیٰ کے بندوں میں آپ کو سب سے افضل واعلیٰ جانے مگر اس کے ساتھ ساتھ تمام پیغمبروں کی تعظیم میں بھی کسی قسم کی کمی نہ کرے۔ان کے مرتبے میں نقص نہ نکالے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے "جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو کسی طرح کی ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت دونوں میں خدا کی لعنت ہے اور خدا نے ان کے لئے ذلت کا عذاب تیار کر رکھا ہے۔"

یوں تو ہر وقت درود شریف پڑھنا باعث اجر عظیم ہے۔مگر حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک جب زبان سے نکلے یا کسی سے سنا جائے تو درود شریف پڑھنا ضروری ہے۔

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "وہ شخص بڑا بخیل ہے جس کے سامنے میرا ذکر آیا اور اس نے مجھ پر درود نہ پڑھا۔"

اسی طرح جب کتابت میں نام مبارک آجائے تو صلی اللہ علیہ وسلم لکھنا چاہئے۔

سجدۂ سہو کا بیان

نماز کے فرائض (ارکان) میں سے اگر کوئی چیز ترک ہو جائے (عمداً خواہ سہواً) تو نماز ہی نہ ہوگی۔پھر پڑھنی چاہئے۔

اگر واجبات نماز میں سے سہواً کوئی واجب ترک ہو جائے تو نماز فاسد نہیں بلکہ ناقص

ہوتی ہے۔اور سجدۂ سہو سے اس کی اصلاح ہو جاتی ہے۔

پانچ چیزوں میں سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے۔اور اس سے نماز کا نقص دور ہو کر نماز درست ہو جاتی ہے۔

(۱) تقدیم رکن مثلاً قرأت سے پہلے رکوع یا رکوع سے پہلے سجدہ کرنا۔

(۲) تاخیر رکن۔مثلاً پہلے قعدے میں تشہد سے زیادہ پڑھ لینا (اگرچہ صرف اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ ہی کیوں نہ پڑھا ہو) یا اس کے بعد خاموش بیٹھا رہنا جس کی وجہ سے تیسری رکعت کے قیام میں دیر ہو جائے۔

(۳) تکرار رکن مثلاً کسی رکعت میں دو رکوع یا تین سجدے کرنا۔

(۴) ترک واجب مثلاً سورۂ فاتحہ کے ساتھ دوسری سورۃ ملانا یا قعدۂ اولیٰ چھوڑ دینا۔

(۵) تغییر واجب مثلاً آہستہ پڑھنے کی جگہ پکار کر پڑھنا۔

فائدہ: (۱) اگر قعدۂ اولیٰ بھول جائے اور کھڑا ہو چکا ہو یا کھڑا ہونے کے قریب ہو تو پھر نہ بیٹھے آخر میں سجدہ سہو کر لے اگر بیٹھنے کے قریب ہو تو بیٹھ جائے اس صورت میں سجدۂ سہو کی ضرورت نہیں۔

(۲) اگر قعدۂ اخیرہ بھول کر کھڑا ہو جائے اور سجدہ کرنے سے قبل یاد آئے تو فوراً بیٹھ جائے اور تشہد پڑھ کر سجدہ سہو کر لے۔اگر سجدے سے پہلے یاد نہ آیا اور سجدہ کر دیا تو اس صورت میں فرض باطل ہو جائے گی۔پھر فرض از سر نو پڑھ لے۔

(۳) مقتدی کے سہو سے کسی پر سجدہ لازم نہیں آتا۔مگر امام کے سہو سے سب پر سجدہ لازم ہوتا ہے اگرچہ کوئی مقتدی امام کے سہو ہونے کے بعد ہی شریک جماعت ہوا ہو۔

سجدۂ سہو کا طریقہ: سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ اخیر قعدے میں تشہد کے بعد سیدھی طرف ایک سلام پھیر کر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدے میں جائے۔اور تین دفعہ سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سر اٹھالے اور جلسہ کرکے اسی طرح دوسرا سجدہ کرے۔پھر بیٹھ کر تشہد اور درود ودعا پڑھنے کے بعد دونوں طرف سلام پھیر دے۔

نماز میں شک: اگر کسی نماز میں شک ہو کہ کتنی رکعتیں پڑھی ہیں تو کس کی جانب کو اختیار کرے مثلاً یہ شک ہو کہ پہلی رکعت ہے یا دوسری تو پہلی رکعت سمجھے اگر دوسری تیسری ہو تو دوسری قرار دے۔ اسی طرح تیسری چوتھی میں اور جہاں جہاں قعدے کا شک ہو وہاں قعدے کرے تا کہ کوئی قعدۂ فرض و واجب ترک نہ ہو۔ پھر آخر میں سجدہ سہو کرلے۔

جمعہ کا بیان

جمعہ کو اس لئے جمعہ کہتے ہیں کہ یہ مسلمانوں کے اجتماع کا دن ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ''مسلمانوں جب جمعہ کے دن نماز (جمعہ) کے لئے اذان دی جائے تو یاد الٰہی یعنی نماز اور خطبے کی طرف دوڑو۔ اور اس وقت تک خرید و فروخت چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے زیادہ بہتر ہے بشرطیکہ تم کو سمجھ ہو۔ پھر جب نماز ہو چکے تو تم کو اختیار ہے کہ اپنی اپنی راہ لو اور خدا کے فضل یعنی اسباب معاش یا عالموں یا واعظوں کی مجلس کی تلاش کرو۔ اور جہاں رہو کثرت سے خدا کی یاد کرتے رہو تا کہ تم فلاح پاؤ۔''

حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے تین جمعہ بے عذر نماز نہ پڑھی اس نے اسلام کو پس پشت ڈال دیا اور اس کا دل زنگ آلود ہو گیا۔''

فضائل جمعہ: رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''سب دنوں سے بہتر جمعہ کا دن ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے۔ اور اسی میں ان کی وفات ہوئی۔ اسی دن میں صور پھونکا جائے گا اور اسی دن قیامت برپا ہوگی۔ جمعہ کے دن مجھ پر درود زیادہ پڑھا کرو۔ اس لئے کہ تمہارا درود اس دن میرے سامنے پیش کیا جاتا ہے یعنی مجھ کو اس کی اطلاع پہنچتی ہے۔'' صحابۂ کرامؓ نے عرض کیا کہ ''یا رسول اللہ ہمارا درود آپ کے سامنے کس طرح پیش کیا جائے گا حالانکہ آپ کا جسم گل چکا ہوگا'' تو آپ نے فرمایا کہ ''اللہ تعالیٰ نے زمین پر پیغمبروں کے جسموں کو کھانا حرام کر دیا ہے۔''

جمعہ کے دن میں ایک ایسی ساعت ہے کہ بندہ اس میں جو بھی دعا مانگتا ہے قبول ہوتی ہے اس ساعت میں گو علماء کا اختلاف ہے۔ مگر صحیح یہ ہے کہ وہ ساعت امام کے خطبہ شروع کرنے

سے آخر نماز تک ہے۔

شرائط جمعہ: جمعہ کے ادا ہونے کے لئے کئی شرطیں ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو نماز جمعہ صحیح نہ ہوگی۔

(۱) شہر ہو یعنی وہ جگہ جہاں اتنے مسلمان رہتے ہوں کہ اگر وہ نماز جمعہ کے لئے جمع ہو جائیں تو وہاں کی سب سے بڑی مسجد بھر جائے۔ یا وہ مقام بھی شہر کہلاتا ہے جس میں وہاں کے باشندوں کی ضرورت کی چیزیں ملتی ہوں۔ اس اعتبار سے بہت سے گاؤں بھی شہر کی تعریف میں داخل ہیں۔ اور ان میں جمعہ جائز ہے۔ (۲) ظہر کا وقت ہو یعنی ظہر کا وقت گذر جائے تو جمعہ کی نماز قضا نہ پڑھے بلکہ ظہر کی نماز قضا کرلے۔ (۳) خطبہ۔ امام کو دو خطبے پڑھنے چاہئیں۔ جن کے درمیان میں بیٹھ کر فصل کرے۔ (۴) جماعت یعنی کم سے کم امام کے سوا تین مرد ہوں (۵) اذن عام یعنی نماز کے مقام میں کسی کے آنے کی ممانعت نہ ہو۔

احکام جمعہ: (۱) ہر ایک مسلمان کو چاہئے کہ نماز جمعہ کے لئے غسل کرے۔ کیونکہ غسل جمعہ کی بڑی تاکید آئی ہے۔

(۲) حسب حیثیت اچھے کپڑے پہنے۔

(۳) خوشبو لگائے تا کہ دوسرے نمازیوں کو فرحت ہو ورنہ ممکن ہے کہ اس سے کچھ بوئے ناخوش آئے۔ اور دوسروں کی رنجیدگی کا باعث ہو۔

(۴) جہاں تک ہو سکے اول وقت شہر کی بڑی مسجد میں حاضر ہو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک دن مسجد جامعہ میں گئے دیکھا کہ تین شخص ان سے پہلے آ چکے ہیں تو اپنے دل کی طرف غصے سے مخاطب ہوئے اور کہا کہ آج تو چوتھے درجے میں رہا خدا جانے اب تیرا کیا انجام ہو۔

پہلے زمانے کے مسلمان نماز جمعہ کے لئے آفتاب طلوع ہونے سے پہلے حاضر مسجد ہو جاتے تھے اسلام میں سب سے پہلی بدعت یہ ظاہر ہوئی کہ مسلمانوں نے اول وقت نماز جمعہ کے لئے آنا ترک کیا۔

(۵) جب مسجد کو پہنچے تو جہاں جگہ ملے وہیں بیٹھ جائے صف چیرتا ہوا یا لوگوں کی گردنیں پھلانگتا ہوا آگے نہ جائے۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو کوئی اس طرح کرتا ہے قیامت میں لوگوں کو اس پر سے چلایا جائے گا۔

رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں ایک شخص کو اس طرح جاتا ہوا دیکھا تو بعد نماز اس سے فرمایا کہ تیری نماز نہیں ہوئی کیونکہ تو لوگوں کو روندتا تھا اور جو ایسا کرتا ہے اس کی نماز نہیں ہوتی۔

(۶) جو شخص نماز پڑھتا ہے اس کے آگے سے نہ گذرے۔ حدیث شریف میں ہے کہ نمازی کے سامنے گذرنے سے یہ امر بہتر ہے کہ آدمی خاک ہو کر برباد ہو جائے۔

(۷) خطبہ شروع ہونے کے ساتھ دینی و دنیوی کسی قسم کی بات چیت نہ کرے۔ نہ نماز پڑھے کیونکہ خطبے کے وقت بات کرنا یا نماز پڑھنا حرام ہے۔ نہ عبث (بے فائدہ) حرکات کرے نہ ادھر ادھر دیکھے بلکہ امام کی طرف منہ کر کے نہایت خاموشی سے خطبہ سنتا رہے۔

خلاصہ یہ کہ جو چیزیں نماز میں حرام ہیں خطبے کے وقت بھی حرام ہیں اگر امام سے دور ہو اور خطبہ نہ سن سکے تو بھی چاہئے کہ خاموش رہے یہاں تک کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک بھی خطبے میں سنے تو اپنے دل میں درود پڑھ لے زبان سے نہ کہے۔

حکایت: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک وقت نماز جمعہ میں خطبہ سن رہے تھے تو آپ نے سنا کہ ایک شخص امام خطبہ پڑھتے وقت اپنے دوست سے کہہ رہا تھا کہ قافلہ کس دن نکلے گا تو اس کے دوست نے اس سے کہا کہ خطبہ ہو رہا ہے خاموش رہ جب حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما خطبہ اور نماز سے فارغ ہوئے تو اس شخص سے جس نے خاموش رہنے کے لئے کہا تھا فرمایا کہ "اے شخص تیری تو نماز ہی نہیں ہوئی اور تیرا ساتھی تو گدھا ہے۔"

(۸) جب خطبہ ختم ہو جائے تو اقامت کہی جائے اور امام لوگوں کے ساتھ دو رکعت نماز ادا کرے۔

عیدین

مسلمانوں کے لئے سال بھر میں دو دن خوشی کے مقرر ہیں۔ ایک عید الفطر کا دن دوسرے بقر عید کا۔ یہ دن اچھے کھانے اچھے کپڑے پہنے خوشی منانے کے ہیں بشرطیکہ خلاف شرع کوئی بات نہ ہو۔ خود حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم عید کے روز اچھا کپڑا زیب تن فرمایا کرتے تھے اور ایک چادر جو عمدہ اور قیمتی ہوتی تھی عیدین اور جمعہ کے روز اوڑھا کرتے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے دن سب کاموں سے پہلے نماز عید ادا کرتے اور سب عبادتوں میں نماز کو مقدم رکھتے یعنی نماز فجر سے فارغ ہو کر عیدگاہ تشریف لے جانے کا اہتمام فرماتے تھے۔

عیدین کے مستحب: (۱) نماز سے پہلے غسل کرنا (۲) مسواک کرنا (۳) خشبو لگانا (۴) اچھے کپڑے پہننا (۵) عیدگاہ کو جانا (۶) راستہ میں تکبیر کا پڑھنا۔ عید الفطر میں آہستہ۔ عید الاضحیٰ میں آواز سے۔ (۷) عید الفطر کی نماز سے پہلے کچھ میٹھا کھانا (۸) عید الاضحیٰ میں قبل نماز کچھ نہ کھانا (۹) عیدگاہ جاتے وقت ایک راستے سے جانا اور واپسی میں دوسرے راستے سے آنا تاکہ تمام بستی کو خبر ہو جائے۔ اور اسلامی شوکت ظاہر ہو۔

فائدہ۔ جو شرطیں جمعہ کے واسطے ہیں وہی عیدین کے لئے بھی ہیں عید کی نماز سے پہلے نفل نہ پڑھنی چاہئے۔

عید کی نماز: امام مقتدیوں کے ساتھ (بغیر اذان و اقامت کے) دو رکعت نماز اس طرح ادا کرے کہ پہلے تکبیر تحریمہ اور ثناء پڑھے پھر تین تکبیریں کہے ہر تکبیر کے وقت ہاتھ کانوں تک اٹھا کر چھوڑتا جائے۔ تیسرے بار ہاتھ باندھ لے اس کے بعد فاتحہ اور سورۃ پڑھ کر رکوع و سجود کرے۔ پھر دوسری رکعت میں قرآت پڑھ کر تین تکبیریں کہے۔ ہر مرتبے میں ہاتھ چھوڑتا جائے۔ پھر ایک اور تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے اور نماز پوری کرے۔ چھ تکبیریں جو زیادہ ہیں۔ ان میں ہاتھ اٹھانے چاہئیں۔ تکبیروں کے درمیان کچھ نہ پڑھے۔ یہ کلیہ قاعدہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ جن تکبیروں کے

بعد کچھ پڑھا جاتا ہے (جیسے تحریمہ یا دعائے قنوت کی تکبیریں) تو ان کے بعد ہاتھ باندھنا چاہئے۔ اور جن تکبیروں کے بعد کچھ پڑھنا نہیں ہے (جیسے تکبیرات عیدین) تو ان میں ہاتھ باندھنے کی ضرورت نہیں بلکہ چھوڑ دینا چاہئے۔

عیدین کی نماز کے بعد امام کو چاہئے کہ خطبہ پڑھنے کھڑا ہو جائے اور مقتدی اپنی اپنی جگہ بیٹھے ہوئے نہایت سکوت اور خاموشی سے خطبہ سنیں۔ خطیب کی آواز نہ آنے کی صورت میں بھی خاموش بیٹھے رہنا ضروری ہے۔

جس طرح جمعہ کے روز امام دو خطبے پڑھتا ہے اسی طرح عیدین کی نماز میں دو خطبے پڑھے اور ان میں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے مسائل بیان کرے۔

خطبوں سے فارغ ہونے کے بعد ہر شخص اپنی نماز کی جگہ بیٹھ کر دعا مانگے۔

عیدین کے خطبے سنت موکدہ ہیں اور نمازیں واجب۔

اگر کوئی امام کے تکبیریں کہنے کے بعد شریک نماز ہوا ہے تو پہلے اپنی چھوٹی ہوئی تکبیریں ادا کرے۔ پھر امام کی پیروی کرے۔ اگر پہلی رکعت کے رکوع میں امام کو پائے۔ اور تکبیریں کہنے کے بعد امام کے ساتھ رکوع ملنے کی امید ہو تو تکبیریں قیام میں کہے۔ ورنہ سوائے تکبیر تحریمہ کے زائد تکبیریں رکوع میں جا کر بغیر ہاتھ اٹھائے کے کہہ لے۔

اگر رکوع کے بعد یا دوسری رکعت میں امام کو پائے تو کچھ بھی نہ کرے اسی طرح مل جائے پھر سلام پھیرنے کے بعد پہلی رکعت پڑھ لے اور بعد قراءۃ رکوع سے پہلے تکبیریں کہے۔

فائدہ: عرفہ (یعنی نویں ذی الحجہ) کی فجر سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد جو جماعت کے ساتھ پڑھی جائے۔ امام اور مقتدی پر تکبیر تشریق یعنی اَللّٰہُ اَکْبَر اَللّٰہُ اَکْبَر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَ اللّٰہُ اَکْبَر وَ لِلّٰہِ الْحَمْدُ۔ باآواز بلند ایک بار کہنا واجب ہے۔ زیادہ بار کہنا افضل ہے۔

فرائض کے سوا جن نفل (سنت و مستحب) نمازوں کا ذکر اوپر حسب موقع کیا گیا ہے اور جن کا ادا کرنا ثواب کا باعث ہے ان میں سے چند یہ ہیں:

تحیۃ الوضوء: وضو کے بعد اعضاء وضو کے پانی کے خشک ہونے سے پہلے دو رکعت پڑھنا مستحب ہے۔

تحیۃ المسجد: مسجد میں داخل ہونے کے بعد بیٹھنے سے پہلے دو رکعت نماز مستحب ایک قول سے سنت ہے۔ اگر بھول وغیرہ کی وجہ سے بیٹھنے کے بعد پڑھے تو درست ہے۔

اشراق: آفتاب طلوع ہو کر نیزہ برابر بلند ہونے کے بعد سے گھنٹہ دو گھنٹہ تک دو یا چار رکعتیں مستحب ہیں۔

چاشت: نماز چاشت کی کم سے کم دو زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔ آٹھ رکعتیں پڑھنا افضل ہے۔ اس نماز کا وقت آفتاب بلند ہونے اور اس میں گرمی پیدا ہونے کے بعد سے زوال تک ہے۔

تہجد: نماز تہجد سنت یا مستحب ہے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تہجد کی نماز کبھی ترک نہیں فرمائی اگر کبھی فوت ہو جاتی تو دن کو ادا فرما لیتے تھے۔ حدیث شریف میں ہے کہ "قیام لیل تم پر لازم ہے کہ یہ تم سے پہلے کے نیک لوگوں کا طریقہ ہے اور پروردگار کی قربت کا باعث گناہوں کا کفارہ ہے اور ان سے روکنے والا ہے اور جسمانی بیماریوں کو دفع کیا کرتا ہے۔

تہجد کا وقت عشاء پڑھ کر سونے سے بیدار ہونے کے بعد سے فجر کا وقت شروع ہونے تک ہے۔ اس نماز کا مستحب وقت نصف شب اخیر اور وقت سحر ہے۔ نماز سو کر اٹھنے کے بعد پڑھی جائے سونے سے پہلے جو نماز پڑھی جائے وہ تہجد نہیں نفل نماز ہے۔

اکثر صاحبین متبرک راتوں میں شب بیداری کرتے ہیں اور نماز تہجد پڑھا کرتے ہیں۔ ایسی نماز تہجد نہیں ہو سکتی۔ دس پندرہ منٹ ہی کی سو کر اٹھنے کے بعد تہجد پڑھیں۔

نماز تہجد کی رکعتیں کم سے کم دو اوسط چار اور آٹھ اور زیادہ بارہ رکعتیں ہیں۔

ف۔ نماز تہجد جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ تراویح اور رمضان میں وتر کے سوا ہر نفل (یعنی فرض کے سوا) نمازوں میں جماعت مکروہ ہے[1]

---

[1] فتاویٰ قاضی خاں فتح القدیر وغیرہ ۱۲۔

سورہ نصر

شان نزول: اس سورت میں خدا تعالیٰ نے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کو ایما فرمایا کہ مکہ کا فتح ہونا لوگوں کا جوق در جوق اسلام لانا۔ اس بات کا نشان ہے کہ آپ نے اپنا فرض رسالت پورا کیا۔ تو اب آخرت کی تیاری کیجئے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب یہ سورت پڑھی تو آپ کے چچا عباس رضی اللہ عنہ رونے لگے آپ نے رونے کی وجہ پوچھی تو کہا کہ اس سورت میں آپ کے انتقال کی خبر دی گئی ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ایسا ہی ہے۔

اس سورت کے نازل ہونے کے دو برس بعد حضور انور ﷺ کی وفات شریف ہوئی۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝ فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ؕ اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝

اے پیغمبر جب کہ خدا کی مدد آ پہنچی اور (مکہ) فتح (ہو گیا) اور آپ نے لوگوں کو دیکھ لیا کہ دین خدا (یعنی اسلام) میں جوق در جوق داخل ہو رہے ہیں تو اپنے پروردگار کی حمد (وثنا) کے ساتھ اس کی تسبیح میں مشغول ہو جائیے۔ اور اس سے مغفرت کی درخواست قبول کیجئے۔ وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا ہے۔

خواص سورہ نصر: اس سورت کا پڑھنا رفع شر دشمنان اور فتح یابی کے لئے بے مثل ہے۔

جنازہ کا بیان

قریب مرگ شخص کے احکام: جنازہ جیم کے زبر سے میت کو کہتے ہیں اور جیم کے زیر سے اس تختہ اور تابوت کو کہتے ہیں جس پر میت کو رکھتے ہیں۔

(۱) جب آدمی قریب مرگ ہو اور علامات موت (یعنی پاؤں کا سست ہو جانا اس طرح کہ کھڑے نہ ہو سکیں' ناک کا ٹیڑھا ہو جانا' دونوں کنپٹیوں کا بیٹھ جانا' منہ کی کھال کا تن جانا کہ اس میں نرمی نہ رہے) ظاہر ہوں تو حاضرین کیلئے مستحب ہے کہ اسکو سیدھی کروٹ پر قبلہ کیطرف منہ

کر کے لٹا دیں (جسطرح زندگی میں سونا سنت ہے) یا قبلہ کیطرف پاؤں کر کے چت لٹا دیں اور سر کے نیچے ایک پاک تکیہ رکھکر ذرا اوپر اٹھا دیں کہ قبلہ کیطرف منہ ہو جائے' اگر قبلہ رخ کرنے میں تکلیف ہو تو اسی حالت پر چھوڑ دیں۔

(۲) اسکے نزدیک کلمہ شہادت یعنی اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ یا کلمہ طیبہ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ ذرا بلند آواز سے پڑھیں کہ وہ سن سکے اور اسکی زبان سے بھی نکلے یا کم از کم دل میں اثر ہو لیکن اس سے یہ نہ کہیں کہ "پڑھ" اور پڑھنے پر اصرار بھی نہ کریں کیونکہ نزع کا وقت سخت ترین تکلیف کا ہے' کہیں ایسا نہ ہو کہ اسکی زبان سے کچھ اور نکل جائے' یا وہ انکار کر بیٹھے اور جب وہ ایکبار کہہ لے تو پھر تلقین کرنا موقوف کر دیں کہ کلمہ پر خاتمہ ہونے کے لئے کافی ہے البتہ اگر پھر کوئی دنیا کی بات اسکے منہ سے نکلے تو پھر اسی طرح تلقین کریں۔

(۳) اگر کسی مسلمان سے جان کنی کے وقت عیاذاً باللہ کلمہ کفر ظاہر ہو تو اسکے لئے دعائے مغفرت کریں اور اسکی تجہیز و تکفین مسلمانوں کیطرح کریں کہ اسوقت کے کفر و اسلام کا اعتبار نہیں کیونکہ یہ زوال عقل کا وقت ہے۔

(۴) اسکے پاس سورہ یٰسین اور سورہ رعد پڑھنا مستحب ہے کہ اس سے سکرات موت میں آسانی اور ایمان پر ثابت قدمی ہوتی ہے۔

(۵) اسکے نزدیک خوشبو (مثل عطر' گلاب وغیرہ) رکھنا یا عود لوبان کی دھونی دینی چاہئے کیونکہ ملائکہ وہاں حاضر ہوتے ہیں۔

(۶) ناپاک مرد اور عورتیں' اور حیض و نفاس والی عورتیں اسکے پاس سے چلی جائیں۔

میت کے احکام:۔ جب دم نکل جائے تو (۱) دونوں جبڑے ایک چوڑی پٹی سے باندھ دیں اسطرح کہ پٹی کو ٹھوڑی کے نیچے سے نکالکر سر پر لیجا کے دونوں کنارے باندھیں تا کہ مردے کی صورت اچھی رہے اور کھی وغیرہ منہ میں جانے نہ پائے۔

(۲) نہایت نرمی سے آنکھیں بند کردیں اور آنکھیں بند کرنیوالا یہ دعا پڑھے۔

''بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ اَمْرَهٗ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهٗ وَاَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ اِلَيْهِ خَيْرًا مِمَّا خَرَجَ عَنْهُ

(آنکھیں بند ہوئیں اللہ تعالیٰ کے نام پر اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ملت پر الٰہی آسان کردے اس پر اسکا کام اور سہل کردے اس پر اسکے مابعد کو اور اسکو اپنے دیدار سے نیک بخت کردے اور بہتر کردے اسکے لئے اس مقام کو جہاں یہ گیا ہے اس مقام سے کہ جہاں سے یہ گیا ہے)۔

(۳) دونوں پاؤں کے انگوٹھے ملا کر باندھ دیں اور اسکے جوڑ بند نرم اور ڈھیلے کریں' اسطرح کہ ہاتھوں کو بازو کیطرف لا کر پھر سیدھا دراز کریں ہاتھوں کی انگلیاں ہتھیلی کیطرف موڑ کر سیدھی کردیں اور پنڈلیوں کو زانوؤں کی طرف موڑ کر سیدھا کردیں۔

(۴) جن کپڑوں میں موت واقع ہوئی ہے وہ اتار لیں اور ایک پاک چادر تمام بدن پر ڈالدیں۔

(۵) میت کے پیٹ پر لوہا یا مٹی کا ڈلا رکھدیں تا کہ پھول نہ جائے۔

(۶) بہتر ہے کہ میت کو تخت یا تختے پر لٹادیں کہ زمین کی تری اثر نہ کر سکے۔ اسکے سوا زمین پر ڈالدینے میں مردے کی اہانت بھی ہے۔

(۷) میت کے نزدیک (غسل دیے جانے سے قبل) قرآن شریف نہ پڑھیں کہ موت کیوجہ سے میت میں نجاست ہے البتہ کسی قدر فاصلے سے بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔

(۸) اسکے مسلمان دوست احباب کو مطلع کریں تا کہ اسکا حق نماز و دعا ادا کر سکیں۔

(۹) اسکے قرض ادا کرنے میں جلدی کریں اور تجہیز و تکفین میں تاخیر نہ کریں۔

غسل میت: (۱) میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے (فرض کفایہ یہ ہے کہ بعض لوگ ادا کریں تو سب کی طرف سے ادا ہو جاتا ہے اور اگر کوئی ادا نہ کرے تو سب گنہگار ہوتے ہیں)۔

(۲) جس تختے پر غسل دینا ہو اسکو پہلے دھو کر تین بار یا پانچ یا سات بار کسی خوشبودار چیز

(صندل یا اگر یا لوبان وغیرہ) کی دھونی دیدیں اسطرح کہ تختے کے گرد اس خوشبو کی چیز کو پھرائیں۔

(۳) مردے کو تختے پر لٹادیں جس طرح سے آسانی ہو خواہ قبلہ کیطرف منہ کر کے خواہ شمالاً یا جنوباً۔

(۴) غسل کے مقام پر پردہ کر لینا مستحب ہے تا کہ غسل دینے والے اور اسکے مددگار کے سوا اور کوئی نہ دیکھے۔ (۵) غسل کے وقت میت کے جسم سے تمام کپڑے اتار لیں مگر بے ستری نہ کریں بلکہ ایک پاک کپڑا ناف سے گھٹنے تک اڑھادیں۔ (۶) غسل کا پانی بیر کے پتے یا صابن ڈالکر گرم کرلیں تا کہ صفائی اور ستھرائی خوب ہو جائے' گرم پانی سے غسل دینا افضل ہے ورنہ خالص پانی بھی کافی ہے (۷) پہلے استنجا کرادیں' استنجا کرانیکا طریقہ یہ ہے کہ غسل دینے والا اپنے دونوں ہاتھوں پر کپڑے لپیٹ لے پھر شرمگاہوں کو دھو ڈالے اور طہارت کرادے اور کہیں بدن میں نجاست لگی ہو تو دھو دے' یاد رہے کہ جسطرح ستر (ناف سے گھٹنے تک) دیکھنا حرام ہے اسی طرح بے حجاب چھونا بھی حرام ہے۔ (۸) پھر میت کو وضو کرائے' وضو کی ابتدا ہاتھوں سے نہ ہوگی بلکہ منہ اور ناک سے ہوگی اسطرح کہ کلی اور ناک میں پانی ڈالنے کے عوض غسل دینے والا اپنی انگلی پر ایک کپڑا لپیٹ کر میت کے دانتوں اور لبوں اور مسوڑھوں اور تالو اور ناک کو صاف کردے' پھر باقی وضو پورا کردے یعنی منہ پر پانی ڈالکر دھوے۔ پھر کہنیوں تک دونوں ہاتھ دھلائے پھر سر کا مسح کر کے پاؤں دھو ڈالے' جب وضو ہو جائے تو میت کے منہ اور ناک اور کان میں روئی لگادے کہ غسل کا پانی نہ بھر جائے۔ (۹) پھر غسل شروع کردے اسطرح کہ اول سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو گل خیرو یا صابون یا ملتانی مٹی سے دھوئے' اگر بال نہ ہو تو دھونے کی ضرورت نہیں' پھر میت کو بائیں کروٹ پر لٹا کر اسکی سیدھی طرف تین مرتبہ پانی سر سے پاؤں تک ڈالے اسطرح کہ پانی بدن کے اس حصے پر پہنچ جائے جو تختے سے ملا ہوا ہے (یہ ایک مرتبہ غسل ہوا) پھر سیدھی کروٹ پر لٹا کر اسی طرح پانی ڈالا جائے' میت کا تمام بدن ہاتھ سے ملے مگر ستر کی جگہ ہتھیلی ہاتھ میں پہنکر کپڑا لپیٹ کر ملے' پھر غسل دینے والا میت کی پشت کو اپنے ہاتھوں یا سینے سے غرض جس طرح ہو سکے تکیہ لگا کر اسکو

کسی قدر بٹھانے کے قریب کردے اور اسکا پیٹ آہستہ آہستہ نرمی سے نیچے کی طرف ملے (کہ کفن نجاست سے محفوظ رہے) اگر پیٹ سے کچھ رطوبت و نجاست نکلے تو دھو ڈالے (اس سے وضو و غسل میں کچھ خلل نہیں آتا) اسلئے غسل و وضو کا اعادہ نہ کرے' پھر میت کو بائیں کروٹ پر لٹا کر تمام بدن پر پانی پہنچ جائے (یہ غسل کا تیسرا مرتبہ ہوا اور غسل ختم ہوگیا' غسل ایک بار فرض ہے اور تین مرتبہ سنت) (۱۰) اسکے بعد کسی کپڑے سے میت کا تمام بدن پونچھ ڈالے (تاکہ کفن تر نہو) اور منہ ناک' کان سے روئی نکال ڈالے پھر میت کو تختہ سے اٹھا کر بچھے ہوئے کفن پر رکھدیں۔

(۱۱) اگر مردے کے بال اور ناخن بڑھ گئے ہوں تو نہ نکالے' اگر ناخن ٹوٹ گیا ہو تو کفن ہی میں رکھدیں (۱۲) غسل دینے والا شخص ایسا ہونا چاہئے جسکو میت کا دیکھنا جائز ہو پس عورت کو مرد' مرد کو عورت کا غسل دینا جائز نہیں اگرچہ وہ محرم ہوں۔ خاوند اپنی مردہ بیوی کو غسل نہیں دے سکتا (کیونکہ عورت مرتے ہی شوہر اسکے نکاح سے علیحدہ ہوگیا) ہاں دیکھ سکتا ہے' البتہ منکوحہ بیوی اپنے مردہ خاوند کو غسل دے سکتی ہے' کیونکہ ایام عدت یعنی چار ماہ دس دن تک شوہر کے نکاح میں مجھی جائیگی۔

ف: سیدنا علیؓ کا سیدہ فاطمہؓ کو غسل دینا اسوجہ سے صحیح ہے کہ حدیث شریف کے لحاظ سے آپکا رشتہ زوجیت بعد وفات بھی باقی تھا' تاہم بعض صحابہؓ نے آپ کے اس غسل دینے سے اختلاف کیا۔

(۱۳) مستحب ہے کہ میت کو وہ شخص غسل دے جو اسکا قریبی رشتہ دار ہو اگر میت کے قرابتداروں میں کوئی غسل کے احکام نہ جانتا ہو تو وہ شخص غسل دے جو احکام غسل سے واقف اور متقی و پرہیزگار ہو

ف: افسوس ہے کہ عام طور سے غسل میت کیلئے ایسے صاحبین کو بلا لیا جاتا ہے جو زہد و تقوی تو درکنار صوم و صلوۃ کے تک پابند نہیں ہوتے' اور عزیز میت کی آخری خدمت خلاف شرع طریقوں سے انجام دیجاتی ہے۔ (۱۴) میت کو غسل دینے والا باوضو ہونا چاہئے اور نہلانے کی اجرت نہ لینا افضل ہے۔ (۱۵) مرد' عورت' بچہ سب کے غسل کی ایک ہی ترکیب ہے۔ (۱۶) اگر کوئی شخص پانی میں ڈوبکر مرگیا ہو تو اسکو بھی غسل دینا چاہئے۔ (۱۷) سڑی ہوئی میت پر صرف پانی بہادینا کافی ہے (۱۸) اگر غسل کیلئے پانی نہ ملے تو تیمم کراکے دفن کردیں۔

تکفین میت:۔ (۱) میت کو کفن دینا بھی فرض کفایہ ہے۔ (۲) اگر میت مالدار ہو تو اسی کے مال سے کفن دیا جائے۔ ورنہ وہ شخص کفن کا انتظام کرے جس پر میت کا نفقہ لازم تھا' اگر ایسا شخص بھی نہ ہو تو مسلمانوں سے چندہ لیکر کفن کا انتظام کیا جائے۔ (۳) جس کپڑے کا پہننا زندگی میں حلال تھا بعد موت اسکا کفن بھی جائز ہے' پس عورتوں کا کفن ریشمی اور رنگین ہو تو جائز ہے لیکن سفید کفن سب سے بہتر اور مستحب ہے (۴) کفن میں مرد کیلئے تین کپڑے سنت ہیں (۱) تہبند (سر سے پاؤں تک (۲) کفنی (گردن سے قدموں تک بغیر آستین اور کلی کے) (۳) چادر لپیٹنے کی (تہبند سے کسی قدر زیادہ کہ دونوں طرف باندھ سکیں) (۵) ضرورۃً صرف تہبند اور چادر بھی کافی ہیں (۶) عورت کیلئے پانچ کپڑے سنت ہیں (۱) تہبند (۲) کفنی (۳) چادر لپیٹنے کی (یہ تینوں کپڑے مرد کی طرح ہیں) (۴) سینہ بند (چھاتی سے قدموں تک) (۵) اوڑھنی (دو گز طویل اور دو بالشت عریض) (۷) ضرورۃً عورت کیلئے صرف تہبند' چادر' اوڑھنی بھی کافی ہیں (۸) اگر مطلق کپڑا میسر نہ ہو تو پاک گھاس میں میت کو لپیٹ دیں اور قبر میں رکھکر نماز پڑھ دیں (۹) مرد اور عورت کی کفنی میں فرق یہ ہے کہ مرد کی کفنی کا گریبان مونڈھوں کی طرف ہوگا اور عورت کی کفنی کا سینہ کی طرف (۱۰) کفن پہنانے سے پہلے کفن میں طاق مرتبہ کسی خوشبودار چیز کی دھونی دیدینا مستحب ہے (۱۱) مرد کو کفن پہنانے کی ترکیب یہ ہے کہ پہلے کفن کی چادر کسی پاک چیز (بوریا وغیرہ) پر بچھائیں اور عطر وغیرہ اس پر چھڑکیں' پھر اس پر دوسری چادر (تہبند) بچھائیں اسکو بھی معطر کریں پھر آدھی کفنی تہبند پر بچھادیں اور آدھی میت کے سر کی طرف رکھ چھوڑیں اور اسکو بھی خوشبودار کریں' پھر میت کو غسل کی جگہ سے (اسکے ستر کے مقامات کو پوشیدہ کئے ہوئے) لاکر کفنی پر لٹادیں اور کفنی پہنائیں' اسطرح کہ میت کا سر کفنی کی چاک سے باہر نکالکر سر کے پاس رکھی ہوئی آدھی کفنی کو میت پر پھیلادیں' پھر بغیر کنگی کے اسکی ڈاڑھی' سر اور جسم میں خوشبودار چیز عطر وغیرہ مل دیں اور سجدہ کے اعضاء یعنی پیشانی' ناک' ہتھیلیاں' گھٹنے اور پاؤں پر کافور مل دیں کیونکہ خوشبودار کرنا سنت ہے اور اعضائے سجدہ زیادہ بزرگی کے لائق ہیں۔ کفنی پہنانے کے بعد اسکو دینا بھی جائز ہے' پھر تہبند

کو میت پر بائیں طرف سے لپیٹ کر سیدھی طرف لپیٹ دیں کہ دھنا کنارہ بائیں پر آجائے' پھر اسی طرح چادر میت پر لپیٹ دیں' پھر کفن کو دھجیوں سے سر اور پاؤں کے طرف اور درمیان کمر سے نیچے باندھ دیں کہ ہوا وغیرہ سے اڑنے اور کھلنے نہ پائے۔

متاخرین علماء نے عالم کیلئے کفن میں عمامہ بھی مستحسن قرار دیا ہے یعنی شرعی سات گز کی دستار سیدھی طرف سے باندھی جائے اور اس کا شملہ یعنی چھوڑ جو زندگی میں پشت پر رہتا تھا اب میت کے چہرے پر رکھا جائے۔(۱۲) عورت کو کفن اسطرح پہنایا جائے کہ پہلے کفن کی چادر کسی بوریا وغیرہ پر بچھائیں اسپر سینہ بند اور سینہ بند پر تہہ بند بچھائیں پھر تہہ بند پر کفنی بچھا کر عورت کو اس پر لٹادیں اور کفنی پہنائیں' پھر خوشبو لگانے اور اعضائے سجدہ پر کافور ملنے کے بعد سر کے بالوں کے دو حصے کر کے سینے پر دائیں بائیں کفنی کے اوپر رکھ دیں' پھر اس کے اوپر اوڑھنی کھلی ہوئی نصف پشت کے نیچے بچھا کر سر' منہ اور بالوں پر اڑھا دیں۔ اس طرح کہ بالوں کے دونوں حصے اوڑھنی کے نیچے چھپ جائیں' اسکے بعد تہہ بند لپٹیں' پھر اسکے اوپر سینہ بند سینے کے اوپر بغلوں سے نکالکر گھٹنوں کے نیچے تک لپیٹ دیں۔ تا کہ کفن منتشر نہ ہو' پھر چادر لپیٹ دیں اسطرح کہ ہر دائیں جانب بائیں کے اوپر رہے۔(۱۳) کپڑے کی دھجیوں سے دونوں کنارے اوپر نیچے باندھ دیں(۱۴) میت کے ہاتھ اسکی دونوں طرف رکھدیں سینے پر نہ رکھیں کہ یہ ہے۔ (۱۵) جنازے کے اوپر جو چادر اڑھاتے ہیں وہ کفن میں داخل اور ضروری نہیں اگر یہ - - یا کوئی شخص اپنی چادر اسپر ڈالدے اور قبر پر جا کر اتار لے تو بھی کوئی حرج نہیں (۱۶) نو مولود بچہ اگر پیدا ہونیکے بعد رو یا یا کچھ آواز کی پھر مر گیا تو اسکا نام رکھا جائے اور اسکو غسل دیکر نماز جنازہ پڑھی جائے' اگر مرا ہوا بچہ پیدا ہو تو اولی یہ ہے کہ نام رکھکر اسکو دھو دیں اور ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں اسکی نماز نہ پڑھی جائے۔(۱۷) جب میت کو کفن پہنا چکیں تو اس پر نماز پڑھیں۔

نمازِ جنازہ:(۱) نماز جنازہ بھی فرض کفایہ ہے اس میں جماعت کی شرط نہیں ہے اگر ایک آدمی بھی پڑھیگا تو فرض ساقط ہو جائیگا۔(۲) نماز جنازہ کی شرطیں دو قسم کی ہیں۔ ایک وہ جو نماز پڑھنے

والے سے متعلق ہیں اور یہ وہی ہیں جو اور نمازوں کیلئے ہیں یعنی طہارت' ستر عورت وغیرہ البتہ نماز جنازہ کیلئے وقت شرط نہیں ہے اور یہ بھی کہ اگر وضو کر کے آنے تک اس نماز کے ختم ہونیکا اندیشہ ہو تو اسکے لئے تیمم جائز ہے کیونکہ نماز جنازہ کا بدل نہیں ہے۔ دوسری قسم کی وہ شرطیں ہیں جنکا تعلق میت سے ہے' وہ یہ ہیں (۱) میت کا مسلمان ہونا (۲) میت کے جسم اور کفن کا پاک ہونا (یعنی ابتدا میں ورنہ اگر غسل و کفن دینے کے بعد نجاست نکلکر میت کا بدن یا کفن نجس ہو جائے تو مانع نماز نہیں ہے) (۳) میت کے قابل ستر جسم کا پوشیدہ ہونا (یعنی مرد میت کیلئے ناف سے گھٹنوں تک اور عورت چہرہ اور ہتھیلی اور قدموں کے سوا تمام جسم) (۴) میت اور نمازی کا مقام پاک ہونا (۵) امام کا بالغ ہونا (۶) میت کا وہاں موجود ہونا (۷) میت کا یا اس چیز کا جس پر میت ہو زمین پر رکھا ہوا ہونا (۸) میت کا نماز جنازہ پڑھنے والے کے روبرو ہونا (اگر میت کافر یا مرتد ہو یا جنازہ غائب یا نماز پڑھنے والے کے پیچھے یا سواری یا ہاتھوں پر ہو یا امام نابالغ ہو تو ان سب صورتوں میں نماز درست نہ ہوگی)۔

(۳) نماز جنازہ غائبانہ حنفی مذہب میں ناجائز ہے حنفیوں کو چاہئے کہ کسی غائبانہ نماز جنازہ میں شریک نہ ہوں۔

واضح ہو کہ نبی ﷺ نے نجاشی بادشاہ حبش پر مدینہ میں نماز پڑھی اس طرح کہ ایک دن اچانک صحابہؓ کو آگاہ فرمایا کہ تمہارا بھائی نجاشی فوت ہو گیا اٹھو اور اسپر نماز پڑھو' پس آنحضرت ﷺ کھڑے ہوئے اور صحابہؓ نے صف باندھی' پس آپ نے چار تکبیریں کہیں' اصل یہ ہے کہ حضور ﷺ کے معجزے سے نجاشی کا جنازہ آپکے روبرو ہو گیا تھا اور درمیان سے حجاب اٹھ گیا تھا اور یہ بات آپکی خصوصیات میں سے تھی اور حضور انورؐ نے نجاشی کے نماز جنازہ واسطے بھی پڑھی کہ لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ انکی وفات اسلام پر ہوئی ہے اور یہ بھی مقصود تھا کہ دیگر بادشاہان زماں کی تالیف قلوب کا باعث ہو۔

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اور ایک صحابی پر بھی غائبانہ نماز پڑھی ہے' واقعہ یہ ہے کہ آپ جنگ تبوک میں تھے کہ جبرئیلؑ نازل ہوئے اور خبر دی کہ معاویہ بن معاویہ مزنیؓ نے مدینہ میں

انتقال کیا ہے کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپکے واسطے زمین لپیٹ دیجائے تاکہ آپ اس پر نماز پڑھیں آپ نے رضامندی ظاہر کی پس جبرئیلؑ نے اپنے بازو زمین پر مارے تو معاویہ کا جنازہ آپکے واسطے بلند ہوگیا پس آپ نے نماز پڑھی یہ دونوں نمازیں حضور اقدسؐ کی خصوصیت کی وجہ سے تھیں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے انکا جنازہ روبرو کیا گیا ورنہ بہت سے صحابہ نے سفروں اور غزوؤں میں حضور انورؐ کے غیاب میں انتقال کیا خصوصاً قرائے بیر معونہ کہ عزیز ترین صحابہؓ تھے جنکو کافروں نے بلاکر دھوکہ سے قتل کیا تھا آپ انکے قتل سے نہایت غمگین ہوئے تھے باوجود اسکے انکے یا دوسرے صحابہ کے جنازہ کی غائبانہ نماز آپ سے منقول نہیں ہے حالانکہ آپ انتہائے رحم کیوجہ سے ہر ایک پر نماز پڑھنا چاہتے تھے۔ (۴) نماز جنازہ کے ارکان دو ہیں اور چار تکبیریں یعنی چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا جو قائم مقام چار رکعتوں کے ہیں۔ دوم قیام یعنی کھڑے ہوکر نماز پڑھنا بے عذر بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں (رکوع وسجود اور قعدہ اس نماز میں نہیں ہے) (۵) نماز جنازہ کا وقت میت کا موجود ہونا ہے جنازہ آنے کے بعد تاخیر مکروہ ہے یہانتک کہ نماز جنازہ سنت مغرب سے پہلے ادا کرنے پر فتویٰ ہے۔ البتہ نماز جمعہ میں سنت کے بعد پڑھنا چاہئے۔ (۶) نماز جنازہ میں سنتیں تین ہیں (۱) حمد وثنا (۲) درود شریف پڑھنا (۳) میت کیلئے دعا کرنا۔ (۷) نماز جنازہ میں تین صفیں کرنا مستحب ہے یہانتک کہ اگر صرف سات آدمی ہوں تو ان میں سے ایک امام بنے اور پہلی صف میں تین شخص کھڑے ہوں اور دوسری میں دو اور تیسری میں ایک تاکہ تین صفیں بن جائیں کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص مرجائے اور اسکے جنازہ کی نماز مسلمانوں کی تین صفیں پڑھیں تو ضرور اسکے لئے جنت واجب ہوگی۔ (۸) نماز جنازہ کی تمام صفوں میں اخیر صف میں ثواب زیادہ ہے بخلاف نماز پنجگانہ کے کہ اس میں پہلی صف میں ثواب زیادہ ہے وجہ یہ ہے کہ نماز جنازہ دراصل دعا ہے اور اس میں تواضع وعاجزی زیادہ پسند ہے اور سب سے پیچھے ہونے میں تواضع ہے برخلاف اور نمازوں کے کہ وہاں پہلی صف میں بہت فائدے ہیں۔ (۹) نماز جنازہ کی نیت یہ ہے "میں نماز جنازہ پڑھتا ہوں چار تکبیروں سے جو اللہ کی عبادت اور میت کیلئے دعا ہے منہ

میرا قبلہ کی طرف ہے" امام ہو تو کہے مقتدیوں کے ساتھ اور مقتدی ہوں تو کہیں اس امام کے پیچھے۔

نماز جنازہ کا طریقہ:(۱۰) میت کو آگے رکھا جائے اور اول نماز کیلئے طاق صفیں باندھی جائیں اسکے بعد امام میت کے سینے کے مقابل کھڑا ہو جائے (کیونکہ سینہ مقام دل ہے اور دل ہی میں نور ایمان ہوتا ہے پس اس جگہ کھڑے ہونے میں اشارہ ہے کہ امام اسکے ایمان کی سفارش یعنی دعائے مغفرت اسکے ایمان کیوجہ سے کرتا ہے) پھر امام اور تمام مقتدی نماز جنازہ کی نیت کرکے دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھا کر ایک مرتبہ اللہ اکبر کہہ کے نماز کی طرح ناف کے نیچے ہاتھ باندھ لیں اور آہستہ آہستہ ثناء یعنی سُبْحَانَکَ اللّٰھُمَّ بِحَمْدِکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَتَعَالٰی جَدُّکَ وَلَا اِلٰہَ غَیْرُکَ پڑھیں پھر دوسری مرتبہ اللہ اکبر کہیں اس دفعہ ہاتھ نہ اٹھائیں (نہ منہ آسماں کی طرف اٹھائیں جیسا کہ عوام کا دستور ہے) اور وہ درود پڑھیں جو نماز کے قعدۂ اخیر میں التحیات کے بعد پڑھتے ہیں پھر تیسری دفعہ اللہ اکبر کہیں اس دفعہ بھی ہاتھ نہ اٹھائیں اگر جنازہ بالغ مرد یا عورت کا ہے تو امام ومقتدی دونوں آہستہ آہستہ یہ عربی دعا پڑھیں۔

اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی الْاِیْمَانِ۔

اے اللہ ہمارے زندوں اور مردوں کو ہمارے حاضر وغائب کو اور ہمارے چھوٹوں اور بڑوں کو اور ہمارے مرد اور عورتوں کو بخش دے۔ الٰہی ہم میں سے جسے تو زندہ رکھے اسے اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جسے وفات دے اسے ایمان پر وفات دے۔

پھر چوتھی دفعہ اللہ اکبر کہیں اور بغیر کسی دعا کے دائیں بائیں سلام پھیر دیں (جس طرح نماز میں پھیرا کرتے ہیں) پس نماز جنازہ ہوگئی نماز جنازہ میں التحیات اور قرآن شریف کی قراءت وغیرہ نہیں ہے نہ چوتھی تکبیر کے بعد سلام سے پہلے کوئی دعا ہے۔

(۱۱) نماز جنازہ امام اور مقتدی دونوں کیلئے یکساں ہے صرف اتنا فرق ہے کہ امام امام ہونیکی نیت کرے اور مقتدی مقتدی ہونیکی اور امام تکبیریں اور سلام بلند آواز سے کہے اور

مقتدی آہستہ باقی چیزیں (ثنا درود دعا) امام اور مقتدی سب آہستہ پڑھیں۔

(۱۲) اگر امام چار تکبیروں سے زائد کہے تو مقتدی زائد تکبیروں میں اسکی اقتدا نہ کریں بلکہ خاموش کھڑے رہیں جب امام سلام پھیر دے تو خود بھی سلام پھیر دیں۔

(۱۳) اگر کوئی شخص جنازہ کی نماز میں ایسے وقت پہنچے کہ امام ایک یا دو تکبیر کہہ چکا ہے تو اسکو فوراً تکبیر کہہ کر شریک نماز نہیں ہونا چاہئے بلکہ امام کی تکبیر کا انتظار کرنا چاہئے جب امام تکبیر کہے تو اسکے ساتھ یہ بھی تکبیر کہہ کر شریک نماز ہو جائے یہ تکبیر اسکے حق میں تکبیر تحریمہ ہوگی پھر جب امام سلام پھیر دے اسوقت یہ شخص اپنی گئی ہوئی تکبیروں کو ادا کرے اگر جنازہ اٹھ جانے کا خوف نہ ہو تو دعا پڑھے ورنہ نہیں۔

(۴) اگر جنازہ نابالغ لڑکے یا ایسے شخص کا ہو جو ابتداء سے موت تک مجنون رہا ہو تو یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَّمُشَفَّعًا

خداوندا اس بچہ کو ہمارے لئے منزل میں پہلے پہنچ کر اسباب تیار کرنیوالا اور اسے ہمارے لئے موجب اجر اور آخرت کا توشہ کر اور بنا اسکو ہمارے لئے شفاعت کرنیوالا اور شفاعت قبول کیا گیا۔

(۱۵) نابالغ لڑکی کا یا مجنونہ کا جنازہ ہو تو یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا فَرَطًا وَّاجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَّذُخْرًا وَاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَّمُشَفَّعَه

(معنی لڑکے کی دعا کے ہی ہیں صرف تذکیر و تانیث کا فرق ہے)

(۱۶) نماز جنازہ کی تکرار نا جائز ہے۔ (۱۷) نماز جنازہ کی امامت کیلئے زیادہ مستحق بادشاہ ہے پھر حاکم شہر پھر قاضی پھر امام محلہ (اگر اولیائے میت میں امام سے افضل ہو تو وہی زیادہ مستحق ہے) پھر میت کا ولی پھر وہ شخص جسے ولی اجازت دے۔ (۱۸) جنازہ کی نماز کے مفسدات وہی ہیں جو دوسری نمازوں کے ہیں البتہ جنازے کی نماز میں قہقہہ سے وضو نہیں جاتا اور عورت کے برابر کھڑے ہونے سے بھی نماز جنازہ فاسد نہیں ہوتی۔ (۱۹) نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (۲۰) اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہوں تو بہتر تو یہ ہے کہ ہر جنازہ کی نماز علحدہ

پڑھیں اور اگر سب پر ایک دفعہ نماز پڑھیں تو بھی جائز ہے اس صورت میں سب جنازوں کی صف قائم کیجائے۔ (۲۱) نماز جنازہ ہر فاسق فاجر پر جسکا خاتمہ اسلام پر ہوا ہو پڑھنی چاہئے۔ (۲۲) نماز جنازہ آفتاب نکلتے اور ڈوبتے وقت اور ٹھیک نصف النہار کے وقت پڑھنا منع ہے باقی سب اوقات میں جائز ہے۔

(۲۳) اگر کسی فرض نماز کے وقت جنازہ آ جائے اور جماعت تیار ہو تو فرض نماز پڑھکر جنازہ کی نماز پڑھیں نماز پڑھ چکنے کے بعد فوراً میت کو جہاں قبر کھودی گئی ہے لیجا کر دفن کر دیں۔

جنازہ لے چلنے کا طریقہ۔ (۱) جنازہ کا لے چلنا سنت ہے (۲) چار پایوں کو چار آدمی اٹھائیں اور کاندھوں پر رکھ لیکر چلیں اسطرح باری باری لیجائیں۔ زیادہ افضل یہ ہے کہ ہر آدمی جنازہ کو چاروں طرف سے اٹھائے اسطرح کہ اول جنازہ کے سرھانے کا داہنا پایا داہنے کاندھے پر رکھکر دس قدم چلے پھر پائنتی کا دہنا پایہ دہنے کاندھے پر رکھکر دس قدم چلے پھر سرہانے کا بایاں پایہ بائیں کاندھے پر اور پائنتی کا بایاں پایہ بائیں کاندھے پر رکھکر دس دس قدم اٹھائے اللہ تعالیٰ اسکے چالیس کبیرہ گناہ معاف کر دیتا ہے (۳) پایہ کو کاندھے پر بوجھ کیطرح نہ لادے بلکہ ہاتھوں سے تھام کر اٹھائے رہے اور کاندھے سے سہارا دے (۴) چلنے میں میت کا سرہانہ آگے رکھیں (۵) جنازہ کو تیز قدم جلد جلد لے چلیں مگر اس حد تک کہ میت کو حرکت و اضطراب نہ ہو (۶) جنازہ کو پیٹھ پر یا جانور پر لاد کر لے چلنا مکروہ ہے (۷) بچے کی میت ہاتھوں پر لیجائیں (۸) مستحب ہے کہ جنازہ کے ساتھ چلنے والے پاپیادہ اور جنازہ کے پیچھے رہیں اس کے دائیں بائیں نہ چلیں۔

(۹) جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے کلمہ طیبہ قرآن شریف مولود وغیرہ آواز سے پڑھنا مکروہ ہے چاہئے کہ چلنے والے سکوت کی حالت میں رہیں اور موت و قبر کے حالات کو پیش نظر رکھیں (۱۰) جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے ہنسنا یا دنیوی باتیں کرنا بہت ہی برا ہے (۱۱) بیٹھے ہوئے لوگوں کا جنازہ کو دیکھکر تعظیماً کھڑا ہو جانا منع ہے (۱۲) رشتہ دار یا پڑوسی یا عالم مشہور کے جنازہ کے ساتھ چلنا ثواب میں نوافل سے افضل ہے۔ (۱۳) دھونی یا خوشبو کی جلتی دھونی جنازے کیساتھ

رکھنا جائز نہیں (۱۴) عورتوں کا جنازہ کے ساتھ چلنا منع ہے (۱۵) گھر میں جنازہ پر رونا پیٹنا، کہرام مچانا، نوحہ کرنا، گریبان چاک کرنا بالکل ناجائز ہے صرف آنسو بہانے میں مضائقہ نہیں، صبر افضل ہے۔

دفن کے متعلق احکام۔ (۱) میت کا دفن کرنا بھی فرض کفایہ ہے (۲) قبر طول میں میت کے قد کے موافق کھودی جائے۔ اور چوڑائی میں نصف قد کے برابر اور گہرائی میں آدمی کے سینے کے برابر اگر قد آدم برابر گہری ہو تو افضل ہے (۳) قبر بغلی (یعنی لحد) بنانا سنت ہے لحد بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پوری قبر کھودنے کے بعد اسکے اندر قبلہ کیطرف ایک گڑھا پٹے ہوئے مکان کیطرح کھودا جائے اتنا کہ اس میں میت سما سکے، دوسری قسم قبر کی شق کہلاتی ہے اسکا طریقہ یہ ہے کہ پہلے کم گہری قبر کھود کر اس کے درمیان ایک باریک گڑھا نہر کی طرح اور کھودا جائے۔ جس میں میت سما سکے یا ایک گڑھا قبر کے بیچ میں کھودا جائے اور اسکے دونوں طرف کچی اینٹیں اور کچھ لگادیں اگر زمین نرم ہو اور قبر بغلی نہ بن سکے تو پھر قبر شق ہی بنانا درست ہے۔ (۴) جب قبر تیار ہو جائے تو میت کو اس میں قبلہ کیطرف سے اتاریں، اسطرح کہ جنازہ کو قبر کے جانب قبلہ کنارہ پر رکھا جائے، سر جانب شمال رہے، اتارنے والے اشخاص قوی اور متقی ہوں، قبلہ رو کھڑے میت کو اٹھا کے "بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ" کہتے ہوئے قبر میں رکھدیں۔ اور داہنے پہلو پر لٹادیں اور بائیں طرف کچی اینٹوں یا مٹی سے سہارا دیکر قبلہ کیطرف متوجہ کردیں (میت کو قبر میں چت لٹا کر صرف اسکا منہ قبلہ کیطرف کردینا مناسب نہیں) پھر کفن کی گرہیں کھولدیں اور یہ دعا پڑھیں اَللّٰهُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَهٗ وَلَا تَفْتِنَّا بَعْدَهٗ (خداوندا ہم کو اس میت کے اجر سے محروم نہ کر اور اسکے بعد ہمیں فتنہ میں نہ ڈال) (۵) عورت اور مرد کی قبر اور طریقہ دفن ایک ہی ہے البتہ عورت کی قبر پر دفن کے وقت پردہ کرنا چاہئے اور عورت کو قبر میں اسکے محرم (باپ، بیٹا، بھائی، چچا وغیرہ) اتاریں اگر یہ نہ ہوں تو دوسرے رشتہ دار اگر یہ بھی نہ ہوں تو ہمسایہ اور دوسرے لوگ جو دیندار اور ضعیف العمر ہوں، لیکن اتارنے میں کوئی عورت قبر میں داخل نہ ہو (۶) جب میت کو قبر میں رکھ چکیں تو کچی اینٹوں یا برگوں (بانس) سے قبر کو بند کردیں اگر کچھ سوراخ رہ جائیں تو ڈھیلوں وغیرہ سے بند کردیں، پھر جس قدر مٹی قبر سے نکلی ہے وہ قبر پر

ڈالدیں، اس سے زیادہ ڈالنا مکروہ ہے۔ پختہ اینٹیں اور لکڑی لگانا مکروہ ہے کیونکہ یہ چیزیں عمارت کی مضبوطی کے لئے ہیں اور قبر تو بوسیدگی کی جگہ ہے۔ مٹی ڈالنے میں سرہانے سے ابتدا کریں، اسطرح کہ پہلے ہر آدمی اپنے دونوں ہاتھوں سے تین تین دفعہ مٹی ڈالے پہلی دفعہ مِنْهَا خَلَقْنٰكُمْ کہے دوسری دفعہ وَفِيْهَا نُعِيْدُكُمْ اور تیسری دفعہ کہے وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً اُخْرٰى پھر باقی مٹی ہاتھوں اور پھاوڑے کے ذریعہ بھردیں (۷) مٹی ڈال چکنے کے بعد مستحب ہے کہ قبر پر پانی چھڑکیں اور ممکن ہو تو ایک سبز ڈالی لگادیں (۸) بعد دفن قبر کے پاس سورۂ بقرۃ (پارۂ اول) کا اول اور آخر یعنی سرہانے الٓمّٓ سے مُفْلِحُوْنَ تک اور پائنتی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختم سورہ تک پڑھنا مستحب ہے (۹) قبر ایک بالشت اونچی اور کوہان شتر کی طرح ڈھلوان بنانا مسنون ہے، مربع (چوکونی) بنانا مکروہ ہے اور اسپر گچ کرنا یا کوئی عمارت بنانا منع ہے (۸) عورت کی میت کے کارپرداز موت کے وقت سے اسکو جنازہ پر رکھنے تک عورتیں ہونگی، پھر جنازہ اٹھا کر دفن کرنے تک مرد ہونگے (۱۰) قبر پر بیٹھنا، سونا، چلنا، پیشاب پاخانہ کرنا منع ہے (۱۱) قبر کو یا کسی انسان (خواہ عالم یا مرشد ہو یا امیر و بادشاہ) یا اور کسی مخلوق کو سجدۂ الوہیت کرنا شرک و کفر ہے اور سجدۂ تحیہ و تعظیمی حرام و گناہ کبیرہ ہے (۱۱) قبر کے پاس قرآن شریف کا پڑھنا جائز ہے (۱۲) بغیر سیاہی کے صرف انگلی سے میت کی پیشانی پر بسم اللہ الرحمن الرحیم اور سینے پر لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ لکھنا جائز بلکہ موجب مغفرت ہے (۱۳) قبروں کی زیارت مستحب ہے، جب مقبرہ میں پہنچے تو چاہئے کہ صاحب قبر کی پائیں کی طرف سے آئے اور یوں کہے اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ دَارَ قَوْمٍ مُّؤْمِنِيْنَ وَاِنَّا اِنْ شَآءَ اللّٰهُ بِكُمْ لَاحِقُوْنَ (سلام ہو تم پر اے قوم مومنین کی قبر والو اور تحقیق اگر خدا نے چاہا تو ہم تمہارے ساتھ ملنے والے ہیں) پھر قبلہ کی طرف پیٹھ اور قبروں کیطرف منہ کرکے قرآن مجید سے جو پڑھ سکیں وہ اور درود شریف پڑھکر اس کا ثواب اہل قبور کو بخشدیں۔

سورۂ لہب

شان نزول: ابولہب حضرت رسول اللہ علیہ وسلم کا چچا تھا۔ لیکن دین اسلام کی وجہ سے آپ کی جان کا دشمن ہو گیا تھا۔ اس نے بارہا آپ کے مارنے بلکہ شہید کرنے کا قصد کیا اسکی بیوی پیغمبر ﷺ

کے راستے میں رات کو کانٹے بچھا جاتی کہ آخر ادھر ہو کر گزریں گے تو بے خبری میں کانٹے چبھیں گے غرض ابولہب اور اس کی جورو کی دشمنی کی کوئی حد باقی نہیں رہی تھی ایک بار آنحضرت ﷺ نے تمام قریش کو جمع کر کے وعظ فرمایا ابولہب نے حضور انور ﷺ کی طرف پتھر چلایا اور رائج محاورے کے مطابق کہا کہ تیرے دونوں ہاتھ ٹوٹیں اور تو ہلاک ہو جائے کیا تو نے یہی باتیں سنانے کے لئے ہمیں بلایا تھا اس کے جواب میں یہ سورت نازل ہوئی اس سورت کا یہ مضمون ہے کہ ابولہب اگرچہ نسب و مال اور ریاست و مرتبے کے سبب سے دنیا کی بڑی شرافت رکھتا تھا لیکن پیغمبر ﷺ کی عداوت اور دین حق کے انکار کے سبب سے ہلاکت ابدی اور دونوں جہاں کی روسیاہی اس کو نصیب ہوئی پس ہر شخص کو چاہئے کہ اپنے حسب اور نسب مال و جاہ پر مغرور نہ ہو۔ اور خدا تعالیٰ اور اس کے نیک بندوں کے ساتھ بے ادبی نہ کرے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم ۝

تَبَّتْ يَدَآ اَبِىْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰى عَنْهُ مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ لَهَبٍ ۝
وَّامْرَاَتُهٗ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝ فِىْ جِيْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝

جیسے ابولہب نے پیغمبر کو ساتھ ملانے لئے ابولہب (ہی) کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ آپ (ہی) ہلاک ہوگیا نہ تو اس کا مال ہی اس کے کچھ کام آیا اور نہ اس کی کمائی نے اس کو کچھ فائدہ پہنچایا۔ وہ عنقریب (دوزخ کی) شعلہ زن آگ میں داخل ہوگا اور اس کے ساتھ اس کی جورو بھی جو لکڑیاں لاد کر لاتی ہے اس کی گردن میں رسی ہوگی خوب بٹی ہوئی۔

خواص سورۂ لہب: دشمن اور ظالم حاکم کے شر سے بچنے کے لئے اس سورت کو پڑھ کر دعا کریں انشاء اللہ نجات حاصل ہوگی۔

نماز تراویح

رمضان شریف میں مردوں اور عورتوں دونوں کے لئے تراویح سنت موکدہ ہے۔ اس کا وقت نماز عشا کے بعد سے فجر تک ہے وتر سے پہلے یا بعد لیکن وتر سے پہلے پڑھنا افضل ہے۔

تراویح کی بیس رکعتیں ہیں (ہر دو رکعت ایک سلام سے بیس رکعت دس سلام سے) جن میں چار چار رکعت کے بعد اتنی دیر بیٹھنا مستحب ہے جس میں چار رکعتیں پڑھی جاسکیں۔ اس

حالت میں اختیار ہے کہ تسبیح پڑھے خواہ قرآن پڑھے یا خاموش رہے مگر تسبیح پڑھنا مستحب ہے اور اسی پر فتویٰ ہے فقہ کی معتبر کتابوں میں لکھا ہے کہ ہر تراویح میں تین مرتبہ یہ تسبیح پڑھی جائے۔

سُبْحَانَ ذِى الْمُلْكِ وَالْمَلَكُوْتِ سُبْحَانَ ذِى الْعِزَّةِ وَالْعَظَمَةِ وَالْقُدْرَةِ وَالْكِبْرِيَاءِ وَالْجَبَرُوْتِ سُبْحَانَ الْمَلِكِ الْحَيِّ الَّذِىْ لَا يَنَامُ وَلَا يَمُوْتُ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّنَا وَرَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ نَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ نَسْئَلُكَ الْجَنَّةَ وَنَعُوْذُبِكَ مِنَ النَّارِ

پاک ہے مالک زمین و آسمان کا پاک ہے مالک عزت و بزرگی کا اور مالک قدرت کا اور مالک کبریائی اور غلبے کا پاک ہے بادشاہ زندہ جو نہ سوتا ہے نہ مرتا ہے بڑا پاک ہے اور بہت بڑا پاک ہے پروردگار ہمارا ہے اور پروردگار فرشتوں اور جبرئیل کا۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہم خدا سے مغفرت اور جنت مانگتے ہیں اور اے خدا دوزخ سے ہم تیری پناہ مانگتے ہیں۔

بوقت ترویحہ صحابہ کے نام لینا درست ہے۔

تراویح میں ایک بار قرآن مجید کا ختم کرنا سنت ہے۔ قرآن مجید ایسے حافظ سے سننا چاہئے جو ٹھیر ٹھیر کر پڑھے جلد ختم کرنے کی فکر میں نہ رہے۔ کیونکہ کلام اللہ کو جلد جلد پڑھنا ایک قسم کی بے ادبی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ "(اے پیغمبر) قرآن کو خوب ٹھیر ٹھیر کر پڑھا کرو۔"

بعض مقتدی تراویح میں جب کہ امام قرآن پڑھ رہا ہو سستی کی وجہ سے بیٹھے ہوئے آپس میں باتیں کیا کرتے یا اونگھا کرتے ہیں اور جب امام قرأت سے فارغ ہو کر رکوع میں جاتا ہے تو فوراً رکعت باندھ کر یہ بھی شریک نماز ہو جاتے ہیں یہ بہت مکروہ خصلت ہے' قرآن مجید پڑھے جاتے وقت حکم یہ ہے کہ خاموشی کے ساتھ سنتے رہیں اور تراویح میں بحالت نماز قرآن سننا سنت ہے نہ کہ بوقت رکوع شریک ہو جانا۔ بہتر تو یہ کہ نماز میں کھڑے ہوئے شروع سے قرآن مجید سنتے رہیں اگر کھڑے رہ کر سننا نہ ہو سکے تو بیٹھ کر سنیں مگر بہر حال امام کے ساتھ ہی نماز میں شریک ہونا ضروری ہے تراویح کو بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے سے نصف ثواب ملتا ہے۔

صرف رمضان المبارک میں وتر جماعت سے پڑھیں امام تینوں رکعتیں بلند آواز سے پڑھے مقتدی خاموش رہیں البتہ تکبیر قنوت کے بعد امام اور مقتدی دونوں آہستہ قنوت پڑھیں۔

اگر کوئی شخص فرض کی جماعت کے بعد حاضر ہو تو پہلے عشاء کی نماز پڑھ لے پھر تراویح جماعت میں شریک ہو جس نے فرض نماز جماعت سے نہ پڑھی ہو۔ اس کو وتر جماعت سے پڑھنا درست نہیں۔ فرض کی طرح تراویح وغیرہ میں بھی نابالغ لڑکے کی امامت درست نہیں ہے۔

روزہ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے مسلمانو! "جس طرح تم سے پہلے لوگوں (یعنی اہل کتاب) پر روزہ رکھنا فرض تھا تم پر بھی فرض کیا گیا۔ تاکہ تم (بہت سے گناہوں سے) بچو (وہ بھی) گنتی کے چند روز (ہیں) اس پر بھی جو شخص تم میں سے بیمار ہو یا سفر میں (ہو) تو دوسرے دنوں سے گنتی (پوری کر دے)۔"

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ "حق تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ ہر نیکی کا بدلہ دس سے سات سو تک دیتا ہوں مگر روزہ کہ وہ خاص میرے لئے ہے۔ اس کا بدلہ خود میں دیتا ہوں یا میں خود روزے کی جزا ہوں۔"

دنیا میں جتنے مذہب بھی ہیں سب میں فاقہ عبادت سمجھا گیا ہے۔ روزے سے مزاج میں عجز و انکساری کی صفت پیدا ہوتی ہے اور روزہ دار کو روزی کی قدر بھی معلوم ہوتی ہے۔ اس کے علاوہ روزہ جسمانی تندرستی کے لئے بھی مفید ہے کہ اس سے ردی رطوبتیں اور غلیظ مادے جن سے اکثر امراض پیدا ہوتے ہیں جسم سے خارج ہو جاتے ہیں اور تمام جسم کا تنقیہ (صفائی) ہو جاتا ہے۔

روزے سے یہ بھی فائدہ ہے کہ مسلمانوں میں چستی و چالاکی پیدا ہوتی ہے۔ اور یہ پیٹ کے بندے نہیں رہتے کہ تھوڑی دیر بھی بھوک پیاس پر ضبط کرنے پر قادر نہ ہوں۔

اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ روزہ دار ان مصیبت زدوں کی مصیبت کا اندازہ کر سکتا ہے جن کو پیٹ بھر کر روزی میسر نہیں آتی۔ اس لئے کہ اگر ہم آرام و آسائش اور فراخی سے تن پروری کریں اور ناداری کی مصیبت کا اندازہ بھی نہ کر سکیں تو ہم کو اپنے غریب اور مفلس بھائیوں کی تکلیف اور عذاب کا اندازہ بھی نہیں ہو سکتا۔ روزے سے ہم کو یہ تعلیم ہوتی ہے کہ جب باوجود کثرت مال اور کشائش رزق کے صرف ایک مذہبی حکم کی مجبوری سے کھانا نہ کھانا اور پانی نہ پینا ہم کو

اس طرح ناگوار معلوم ہوتا ہے۔ تو ہمارے ان بھائیوں کا کیا حال ہوتا ہوگا جن کے پاس نہ پیسہ ہے نہ کھانے کو روٹی اور نہ رہنے کو گھر۔ ان بیواؤں کی کیا حالت ہوتی ہوگی جن کا کوئی کمانے والا نہیں وہ یتیم بچے کیا کرتے ہوں گے جن کے سر پر ماں باپ نہیں اور وہ مسافر جن کی جیبیں خالی ہیں سفر میں کس طرح دن کاٹتے ہوں گے پس ہم کو چاہئے کہ روزے کی اس عارضی تکلیف پر قیاس کر کے اپنی اپنی استطاعت کے موافق ان لوگوں کی امداد کریں جو ہماری امداد کے مستحق ہیں۔

چونکہ روزہ رکھنے میں بے شمار دینی اور دنیوی اور روحانی و جسمانی فوائد مضمر ہیں اس لئے بزرگان دین اور نیک لوگ نہ صرف رمضان المبارک کے فرض روزوں ہی کے پابند ہوتے ہیں بلکہ نفل روزے بھی وہ بڑے شوق سے رکھا کرتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہمیشہ دن کو روزہ رکھتے اور رات بھر نماز پڑھا کرتے تھے۔

حضرت منصور بن معمر چالیس سال تک برابر دن کو روزہ رکھتے رہے اور شب بھر نماز پڑھتے رہے۔

حکایت: حضرت عروہؓ بن زبیر رضی اللہ عنہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے اتفاقاً ان کے ایک پاؤں میں بیماری ہوگی جس سے وہ پاؤں سڑنے لگا۔ چنانچہ وہ کاٹ ڈالا گیا۔ اس پر بھی یہ خدا تعالیٰ کا شکر کرتے اور کہتے تھے کہ اس خدا کا شکر ہے جس نے دوسرے پاؤں کو باقی رکھا جس وقت ان کا پاؤں کاٹا گیا ہے تو یہ روزہ دار تھے اور صبر و جوانمردی کی یہ کیفیت کہ پاؤں کاٹتے وقت انہیں بے ہوش کرنے کی نوبت آتا تو کجا کسی نے ان کو تھاما بھی نہ تھا یہ نہایت استقلال سے ایک پاؤں پر بغیر کسی شخص کے سہارے کے کھڑے ہو گئے اور پاؤں کاٹ ڈالا گیا۔

یہ تھی ان بزرگوں کی نیک نفسی اور شجاعت و بہادری جن کے قدم بقدم چلنا ہمارے لئے دارین کی بہتری کا باعث ہے۔

ہمیں چاہئے کہ ایسے ہی جوان مرد صابر و مستقل مزاج بننے کی کوشش کریں۔ اور نفل روزے نہ رکھ سکتے ہوں تو کم سے کم رمضان کے روزے تو قضا نہ ہونے دیں۔

ضروریاتِ روزہ کا نقشہ

روزے کے مفسدات	ان حالتوں میں روزہ نہیں ٹوٹتا	یہ لوگ روزہ نہ رکھیں بعد میں قضا کریں	ان دنوں میں روزہ رکھنا منع ہے
۱	۲	۳	۴
(۱) جان بوجھ کر کھانا پینا (۲) کلی کرتے وقت ارادہ کئے بغیر پانی حلق میں چلا جانا (۳) کسی کا زبردستی افطار کرا دینا (۴) کان یا ناک میں دوائی ڈالنا (۵) اپنی خواہش سے منہ بھر قے کرنا (۶) سحری کھالیں یا روزہ افطار کرلیں اس شبہ میں کہ رات ہے بعد معلوم ہو کہ دن تھا (۷) بھولے سے کھاپی لیا۔ اور اس شبہ میں کہ اب روزہ نہیں رہا پھر قصداً کھاپی لیا۔	(۱) تیل لگانا (۲) سرمہ لگانا (۳) قے کے غلبہ کرنے پر قے کرنا (۴) کان میں پانی ٹپکانا (۵) مسواک کرنا (۶) بھول کر کچھ کھانا پینا (۷) لوبان وغیرہ کا دھواں حلق میں چلا جانا۔ اگر عمداً داخل کریں تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔	(۱) حاملہ عورت (۲) دودھ پلانے والی عورت جب اسے اپنی یا اپنے بچے کی جان کا خوف ہو (۳) مریض جسے مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو (۴) مسافر (۵) حیض و نفاس والی عورت۔	(۱) عیدالفطر (۲) عیدالاضحیٰ (۳) ایام تشریق یعنی ذی الحجہ کی گیارھویں، بارھویں، تیرھویں۔

روزے کے متعلق چند ضروری باتیں

صبح صادق سے غروب آفتاب تک نیت کے ساتھ کھانا۔ پینا اور جماع چھوڑ دینے کا نام روزہ ہے۔ ہر عاقل و جوان مسلمان پر ماہ رمضان کے روزوں کا رکھنا فرض ہے۔ جو شخص اس کے فرض ہونے کو نہ مانے وہ کافر ہے۔ حضرت نبی کریم علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا" جس نے رمضان کا روزہ بغیر عذر کے نہ رکھا اگر تمام سال یا تمام عمر نفلی روزے رکھے۔ یا دنیا کی نعمتیں خیرات کردے تب بھی اس ایک روزے کے درجے کو نہ پہنچے گا۔

اگر کسی عذر سے رمضان کے روزے نہ رکھے جائیں۔ تو ان کی قضا فرض ہے۔

نذر اور کفارے کے روزے واجب ہیں۔ اور ان کے سوا باقی سب نفل۔

رمضان اور نذر معین اور نفل روزے کی نیت رات سے دوپہر تک کرنی درست ہے لیکن قضا کفارہ اور نذر غیر معین کے لئے رات ہی سے نیت کرنی چاہئے۔

روزے کی حالت میں جان بوجھ کر کھانے۔ پینے جماع کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ اور اگر رمضان کا روزہ ہو تو۔ اس کی قضا اور کفارہ دونوں لازم ہو جاتے ہیں اور روزوں میں صرف قضا واجب ہوتی ہے۔ لیکن مفسدات روزہ کی باقی صورتوں کے واقع ہونے سے رمضان کے روزے کی بھی صرف قضا لازم آتی ہے۔ کفارہ دینے کی ضرورت نہیں۔

کفارہ: رمضان کا ایک روزہ توڑنے کے کفارے میں ایک غلام آزاد کرنا چاہئے اگر یہ نہ ہو سکے تو دو مہینے کے لگاتار روزے رکھے ورنہ ساٹھ مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا ہر ایک کو صدقۂ فطر کے موافق یعنی پونے دو سیر گیہوں دیدے پھر روزے کے بدلے روزہ رکھے اور خدا سے معافی چاہے۔

تھوک نگلنے سے روزہ خراب نہیں ہوتا۔ بعض لوگ روزے کی حالت میں خواہ مخواہ تھوکتے رہتے ہیں۔ جو مکروہ طریقہ ہے۔

رمضان شریف میں اگر اتفاقاً کسی کا روزہ ٹوٹ جائے تو بھی شام تک کچھ کھانا پینا درست نہیں۔

روزہ رکھنے کے لئے پچھلی رات سحری کھانا سنت ہے۔اس کا وقت آدھی رات سے شروع ہوتا ہے اور صبح صادق ہونے سے پہلے تک رہتا ہے۔

آفتاب غروب ہوتے ہی روزہ کھول دینا چاہئے۔زیادہ دیر نہ کریں۔اور روزہ افطار کرتے وقت یہ دعا پڑھیں۔

اَللّٰهُمَّ لَکَ صُمْتُ وَعَلٰی رِزْقِکَ اَفْطَرْتُ

(خداوندا تیرے واسطے میں نے روزہ رکھا اور تیری ہی دی ہوئی روزی سے افطار کیا)

حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ "خدا فرماتا ہے۔مجھے افطاری میں جلدی کرنے والے بندے بہت پیارے ہیں" اس کی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ افطار میں جلدی کرنا گویا احتیاج رزق کو خدا کے سامنے ظاہر کرنا ہے۔اور خدا تعالیٰ جو بندوں کا رازق ہے اسے بندوں کی یہ ادا بہت پسند آتی ہے۔

واٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ والصلوٰۃ والسلام علی سید الانبیآء والمرسلین وعلی الہ واصحابہ اجمعین.

تمت بالخیر